عقائدِ نظامیہ

مع

عقيدة أهل المعالي

في شرح

قصيدة بدء الأمالي

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

حسين حلمي بن سعيد استانبولي

يطلب من المكتبة ايشيق بشارع دار الشفقة بفاتح ٧٢

استانبول - تركيه

١٣٩٦ هجري ١٩٧٦ ميلادي

پیش لفظ

ا۔ پاک پتن شریف سے رسالہ عقائدِ نظامیہ ۱۳۸۶ھ میں شائع کیا گیا تھا۔ اپنی افادیت کی وجہ سے یہ بہت مقبول ہوا۔ اور جلد ہی ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو گیا۔ اب کافی مدت سے احباب اِس کی اشاعت پر اصرار کر رہے تھے۔ چنانچہ مُرشدنا حضرت قبلہ میاں علی محمد خان صاحب مدظلہم سجادہ نشین بسی شریف کے ایما سے مکرر شائع کیا جارہا ہے۔

۲۔ موجودہ اشاعت میں مسئلہ "سماع" کے متعلق ایک بلند پایہ علمی تحقیقی مقالہ بھی حضرت قبلہ موصوف کی اجازت سے شریک کر دیا گیا ہے۔ یہ مقالہ جگراؤں ضلع لدھیانہ کے مشہور متبحر عالم جناب مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم و مغفور کی تصنیف ہے۔ اور ان کے فرزندِ رشید جناب مولانا حبیب اللہ صاحب مرحوم و مغفور نے اسے "یادِ پیر" میں بطورِ ضمیمہ شائع کرایا تھا۔ عقائدِ نظامیہ کے افتتاحیہ میں پہلے ہی یہ ذکر آچکا ہے کہ مخالفینِ "سماع" اِس بارہ میں اِس حد تک غلو کرتے رہے ہیں۔ کہ حضرت قبلہ فخرِ جہاں مولانا محمد فخر الدین قدس سرہٗ پر قاتلانہ حملہ کی بُنیاد اِسی مسئلہ کو بنایا گیا تھا۔ اِس تحقیقی مقالہ میں احادیثِ نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر مبنی نادر بحث کی گئی ہے۔ جسے بغرضِ اِستفادۂ عام رسالہ عقائدِ نظامیہ کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

۳۔ رسالہ عقائدِ نظامیہ میں شجرۂ طیبہ چشتیہ نظامیہ فخریہ پر مخمس بھی کتاب مستطاب "یادِ پیر" سے نقل کر دی گئی ہے تاکہ صاحبِ ذوق احباب اور رُفقاء اِسے روزانہ پڑھ کر مُستفید ہوں۔

ناشر

۹۔ جمادی الاوّل ۱۳۹۳ھ ☆

۱۱۔ جون ۱۹۷۳ء

اہلُ السنّت والجماعت کے مذہب و مسلک کے مطابق چند ضروری عقائد
جن کا جاننا اور ماننا اہلِ حق کے لئے لازمی ہے

نظامُ العقائد

المعروف بہ

عقائدِ نظامیہ

از

رئیس العارفین امیر الکاملین محبّ النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حسب الارشاد

شمس الفقراء بدر الفضلاء جامع المنقول و المعقول حضرت میاں علی محمد خان صاحب چشتی نظامی مدظلہ العالی

شروع کیا تھا۔ منتہی طلباء کو آپ خود حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے۔ اِس مدرسہ میں بیٹھ کر آپ نے صرف درسی کتابیں پڑھانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حقائق و معارف کے دریا بہا دیئے اور دین متین کی حفاظت و اشاعت کا وُہ اہم فریضہ انجام دیا جس کے کارنامے تاریخ میں یادگار رہیں گے۔ دہلی آنے کے تقریباً ایک سال بعد ۱۱۶۱ھ میں آپ پاک پتن شریف حضرت بابا صاحبؒ کی زیارت کے لیے روانہ ہُوئے۔ شریکِ سفر قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہارویؒ اور شیدی قاسم خادم تھے۔ ایک گھوڑا کرایے پر لیا۔ خود پیدل چلتے تھے اور گھوڑے پر ماندہ مسافروں کو بٹھاتے رہتے تھے۔ جس عقیدت و محبّت کے ساتھ یہ سفر طے ہوا وُہ اپنی مثال آپ ہے۔ کئی سو میل کی مُسافت حضرت نے پیادہ پا طے کی۔ ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ دن بھر چلتے رہتے تھے۔ پیروں میں آبلے پڑ گئے تھے مگر سفر جاری تھا جب بالکل مجبور ہو جاتے تو ٹھہرتے۔ چھالوں پر مہندی لگاتے، ابھی مکمّل آرام نہ ہونے پاتا تھا کہ پھر سفر شروع ہو جاتا تھا۔ راستہ میں (غالباً قصور سے) آپ نے بہ اشارہ حضرت داتا صاحبؒ بہت سے کشمیری سیب خرید کیے۔ جُوں جُوں پاک پتن شریف قریب آتا جاتا تھا اشتیاق بڑھتا جاتا تھا۔ پاک پتن شریف کے قریب ایک گاؤں میں رات گزارنے کے لیے ٹھہرے۔ صُبح ہوئی تو حضرت قبلہ نورِ محمدؒ نے اپنے مُرشد کو نہ پایا۔ تلاش کیا تو نعلین مُبارک پڑی ہوئی ملیں۔ بہت تشویش ہوئی۔ آخر پتہ لگا کہ حضرت پاک پتن پہنچ گئے ہیں اور حضرت بابا صاحبؒ کے احترام میں ننگے پاؤں یہ راستہ طے کیا ہے۔ اس وقت آستانہ حضرت بابا صاحبؒ کے سجّادہ نشین دیوان شیخ محمد یوسف صاحبؒ تھے جو سخت بیماری کے سبب نہایت کمزور ہو گئے تھے اور اُن کو کشمیری سیبوں کی ضرورت تھی۔ جیسے ہی مولانا صاحبؒ سجّادہ نشین صاحبؒ سے ملے اور سیب نذر کیے تو وُہ بہت خوش ہُوئے اور بڑی عقیدت و محبّت سے پیش آئے۔ حضرت مولانا نے جناب بابا صاحبؒ کے مزار پاک کے قریب کوٹھڑی میں (جس کو اب قدم شریف کہا جاتا ہے) اعتکاف کیا۔ یہاں حضرت دِن رات میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اور اسی جگہ یہ رسالہ عقائدِ نظامیہ تحریر فرمایا تھا۔ اِسلامی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ہر دور میں اللہ تعالےٰ دینِ حنیف کی حفاظت و اشاعت کے لیے

اِفتتاحیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ یہ رسالہ نظام العقائد عرف عقائد نظامیہ قدوۃ السالکین رئیس العارفین محبّ النبی سیدنا و مولانا حضرت محمد فخر الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ عقائد کی تصحیح کے لیے ہر مسلمان مکلف ہے کیونکہ عقیدہ کی درستی اور صحت کے بغیر کوئی عبادت مقبول اور ریاضت موجب ثواب نہیں ہوتی لیکن افسوس اِس بات کا ہے کہ عام طور پر لوگ یا تو ناواقفیت کی بنا پر یا دُنیاوی مصروفیات کی کثرت کے سبب یا مغربی تعلیم کے مُلحدانہ اثر سے یا علمائے اختلافات کی وجہ سے متنفر ہو کر مذہب سے بے اعتنا اور آخرت کی تیاری سے بے پرواہ ہوتے جارہے ہیں اسی لیے وُہ عقائد کی درستی اور صحت کی طرف کماحقہٗ متوجہ نہیں ہیں حالانکہ یہ نہایت ضروری چیز ہے اور اسی اہمیت کے پیشِ نظر یہ رسالہ شائع کیا جارہا ہے۔ یہ رسالہ عقائدِ نظامیہ حضرت مولانا موصُوف نے جناب دیوان شیخ محمد یُوسف صاحبؒ سجّادہ نشین آستانہ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ اور چند پیرزادگان کے اصرار پر پاک پتن شریف ہی میں تحریر فرمایا تھا۔ یہ ۱۳۳۲ھ میں [illegible] مولانا مولوی سیّد دوست محمد صاحب چشتی نظامی صابری [illegible] ہمیشہ [illegible] نے اس کا [illegible] دو ترجمہ [illegible] چھپوایا اب راقم الحروف مرشدی و مولائی حضرت میاں علی محمد خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ارشاد پر اصل نسخہ اُسی ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کر رہا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مصنّف رسالہ حضرت مولانا ممدُوح کے کچھ حالات بھی تحریر کر دیئے جائیں۔

حضرت مولانا کا اِسمِ گرامی محمد فخر الدینؒ تھا۔ آپ حضرت شاہ نظام الدینؒ اورنگ آبادی کے فرزند رشید ہیں آپ کی پیدائش ۱۱۲۶ھ میں اورنگ آباد میں ہُوئی وقت کی قابل ترین ہستیوں نے آپ کی تعلیم میں حصّہ لیا اپنے والد ماجد سے بیعت ہُوئے۔ اور باطنی تکمیل کے بعد زیب دہ سجّادۂ چشت اور مجدّدِ سلسلہ قرار پائے محبّ النبی کا لقب آپ کو سُلطان الہند حضرت خواجہ بزرگ اجمیریؒ نے عنایت فرمایا تھا اور حضرت خواجہ صاحبؒ ہی کے حکم سے آپ دکن سے دہلی آئے تھے اور اجمیری دروازہ کے باہر غازی الدین خاں کے مدرسہ میں درس و تدریس کا سلسلہ

آپ کی عادتِ شریفہ تھی کہ غریبوں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے اَور اگرچہ صاحبِ دعوت کا مکان دُور ہی کیوں نہ ہوتا مگر ضرور تشریف لے جاتے۔ اگر کھانے کی رغبت نہ ہوتی تب بھی اخلاقاً دو چار لقمے تناول فرما لیتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت مظہر جانِ جاناںؒ اَور شاہ ولی اللہؒ اَور مولانا صاحبؒ کی دعوت کر دی۔ تینوں حضرات وقت مقرّرہ پر اُس کے ہاں گئے۔ بہت دیر کے بعد وُہ شخص زنان خانہ سے باہر آیا اَور پھر اندر چلا گیا۔ پھر کافی دیر کے بعد آیا اَور کہا میں بھُول گیا تھا۔ مجھے آپ کی دعوت یاد ہی نہ رہی تھی اِس لیے کوئی اِنتظام نہ کر سکا لہذا یہ دو دو پیسے آپ صاحبان لے لیں اَور کھانا بازار سے کھا لیں۔ یہ سُن کر حضرت مظہر جانِ جاناںؒ نے فرمایا تم نے ہم کو سخت اذیّت پہنچائی۔ شاہ ولی اللہؒ نے خاموشی سے پیسے لے لیے مگر حضرت مولانا صاحبؒ نے کھڑے ہو کر نہایت خندہ پیشانی سے وُہ پیسے لیے۔ آپ تمام کاموں میں سُنّتِ نبویؐ کے پابند تھے اَور ہر شخص کو سنتِ نبویؐ کی اِتباع کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

اپنے دوستوں احباب اَور مریدین کی خاص خبر رکھتے تھے۔ اگر ہمیشہ آنے والا ایک دو روز نہ آتا تو خود کسی کے ذریعہ اس کی خبر منگواتے تھے۔ ایک مرتبہ پیر اخاکروب دو دن نہیں آیا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بیمار ہے۔ یہ سُنتے ہی کھڑے ہو گئے۔ اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ کچھ رقم خرچ کے لِیے اس کو دی۔ پھر فرمایا میاں پیر محمدؐ تم دو دن نہیں آئے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ بیمار ہو تمہاری خیریت معلوم کرنے میں تاخیر ہوئی معاف کرنا۔

آپ ہمیشہ لوگوں سے گفتگو کرتے وقت ان کو حضرت یا صاحب کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ سوتے وقت کتاب فوائد الفواد سینے یا سر کے نزدیک رکھتے تھے۔ دوستوں کی غم خواری اَور پرورش میں کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ رمضان شریف میں تمام رات بیدار رہتے تھے اَور سب ہمراہیوں کی قہوہ، شکر، دُودھ سے ضیافت کرتے تھے۔ سیّدوں، پیرزادوں اَور سفید پوش شرفاء کو چپکے چپکے بہت کچھ دیتے رہتے تھے۔ بھکاریوں کو دو پیسے سے زیادہ نہ دیتے اَور فرماتے تھے کہ یہ تو در در مانگ کر بھی اپنا خرچہ پُورا کر لیں گے۔ مگر یہ غریب شرفاء مانگ بھی نہیں سکتے۔ یہ زیادہ کے مستحق ہیں۔ غرضیکہ آپ کی ذاتِ گرامی سے یہ بات پُوری طرح واضح ہو گئی تھی کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اخلاقِ کریمہ کا عملی نمونہ اس زمانے میں حضرت مولانا صاحبؒ

ایسے افرادِ صالحہ پیدا فرماتا رہا ہے جن کی کوششوں سے شمعِ اسلام روشن رہی ہے۔ انہیں گرامی قدر ہستیوں میں حضرت مولانا صاحب بھی شامل ہیں۔ بارھویں صدی ہجری میں ہندی مسلمانوں پر جو مایوسی اور بے عملی کی گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی تھی وُہ حضرت مولانا صاحبؒ کی ذاتِ بابرکت سے دُور ہوئی اور رُشد و ہدایت کی ایسی شمع روشن ہوئی جس نے پُورے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ خصوصاً چشتیہ نظامیہ سلسلے میں بہار آگئی اور بقول صاحب ؒ مناقبِ فخریہ حضرت سُلطان المشائخ محبُوبِ الٰہی والے عرفان کا چراغ حضرت مولانا صاحبؒ نے اپنی دِلی توجّہ سے اِس مُلک میں پھر روشن کر دیا اور آپ کی گرمیٔ نگاہ سے عِشق و محبّت کی شراب میں دوبارہ جوش آگیا۔ آپ کے اخلاق کی گیرائی کا یہ عالم تھا کہ چھوٹا بڑا امیر غریب، سب آپ کے شیدائی تھے۔ آپ ہر آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ شدید بیماری میں بھی آپ اس کو ترک نہ کرتے تھے۔ دہلی میں اس وقت امیر الامرا نجف خاں کا بہت زور تھا اُسی کے اشارے پر فولاد خاں نے حضرت مظہر جانِ جاناں کو شہید کیا تھا اور پھر اس گروہ کے چند آدمی یہ کہتے سُنے گئے تھے کہ سُنّیوں کے ایک پیشوا کو تو قتل کیا جا چکا ہے اب جو سب سے بڑا ہے اس کا نمبر ہے۔ یہ سُن کر حضرت کے غلاموں نے آپ کی حفاظت کا پروگرام بنایا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اِس بات کو پسند نہ کیا اور فرمایا ہماری فکر نہ کرو۔ ہمارا حافظ و ناصر اللہ تعالٰے ہے ہم اُس کی حفاظت و پناہ میں ہیں۔ ایک روز مولانا صاحب اپنے مدرسے میں بیٹھے ہُوئے تھے کہ ایک پٹھان چھری لے کر مدعیانہ آیا۔ سلام کے بعد پُوچھا کہ مولوی صاحب اِس فضیلت کے باوجود تم گانا کیوں سُنتے ہو۔ حضرت نے فرمایا ہم خطاوار ہیں تم ہمارے لیے دُعائے خیر کرو۔ یہ سُن کر اس نے چھُری نکالی اور حضرت پر وار کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ حضرت سُلطانؒ جی کے ایک صاحبزادہ موجُود تھے انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ مولانا نے فرمایا اس کا ہاتھ چھوڑ دو اور اپنا سر اس کے آگے جھکا دیا کہ ہم حاضر ہیں جو تمہارا دِل چاہے کرو۔ وُہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ اسی زمانہ میں شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ پر تحفہ اثناعشریہ لِکھنے پر عتاب ہوا۔ حویلی ضبط ہوئی جلاوطنی کا حکم ہوا۔ تمام خاندان دُور تک پیدل گیا۔ آخر حضرت مولانا صاحبؒ ہی نے اُن کے لیے خورد و نوش اور سواری کا انتظام کیا۔ پھر بادشاہ سے کہہ کر اُن کو عِزّت و احترام سے واپس بُلوایا۔

مولانا صاحبؒ کے بہت سے خلفاء ہوئے ہیں۔ جن میں زیادہ مشہور قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمدؒ صاحبؒ مہاروی۔ حضرت شاہ نیاز احمد صاحبؒ بریلوی۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحبؒ جے پوری اور حضرت حاجی صاحبؒ ہیں۔ یہ نادر و کمیاب رسالہ جو علم عقائد پر بہترین معلومات کا مجموعہ ہے۔ حضرت میاں صاحب کے فیضان سے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں ہر مُرید کو کم از کم ان عقائد کا علم ہونا ضروری ہے تاکہ آخرت کی تیاری میں پوری توجہ کے ساتھ مشغول ہوا جا سکے۔ خدا کرے کہ یہ کوشش کامیاب و مقبول ہو اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچے آمین وباللہ التوفیق

فقط

خاکپائے درویشاں

سیّد مسلم نظامی عفی عنہٗ

نظامی حجرہ آستانہ حضرت بابا صاحبؒ پاک پتن شریف ضلع منٹگمری

مورخہ ۱۸ جمادی الاوّل ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۶۶ء

★

ہیں۔ آپ کی توجہ کی برکت سے سینے حقائق سے معمور ہو گئے، مُردہ دِل زندہ ہو گئے، زندہ دِل بسمل بن گئے۔ مسجدیں آباد ہو گئیں۔ خانقاہوں سے ہُو حق کی صدائیں بلند ہونے لگیں حضرت مولانا صاحب کی تصانیف میں تین کتابیں زیادہ مشہور ہیں:-

(۱) نظام العقائد یعنی عقائدِ نظامیہ (۲) رسالہ مرجیہ (۳) رسالہ فخر الحسن

علماء کا بیان ہے کہ یہ تینوں کتابیں آپ کی علمیت اور محققانہ قابلیت کی آئینہ دار ہیں۔

سر سیّد نے لکھا ہے کہ: "یہ رسائل آپ کی علمی مہارت پر دلیل قاطع اور بُرہان ساطع ہیں۔"

مولانا عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلی نے جب رسالہ فخر الحسن دیکھا تو فرمایا:-

"حُسنِ اعتقاد کے ساتھ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ بزرگوں نے لکھا ہے حق ہے لیکن یہ تحقیق جو حضرت مولانا صاحبؒ نے کی ہے ہم کو بھی معلوم نہ تھی۔"

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے تفسیرِ عزیزی کے مقدمہ میں حضرت مولانا کو اس طرح یاد کیا ہے:- "برادرِ دینی جوہرِ حق گزینی سالکِ راہِ خدا جوئی ملازم طریقۂ صدق گوئی مقبول جناب مولانا عالی جناب خلائق مآب و بالفضل اولنا فخر الملۃ والدین محمد فخر الدین قدس سرہ الامجد"

بہادر شاہ ظفر آخری مغل تاجدار نے آپ کی جناب میں خراجِ عقیدت اس طرح پیش کیا ہے:-

جس کو حضرتؒ نے کہا الفقر فخری اے ظفر ۔۔۔ فخرِ دیں فخرِ جہاں پر وہ فقیری ختم ہے

اے ظفر کیا بتاؤں تجھ سے کہ جو کچھ ہوں سو ہوں ۔۔۔ لیکن اپنے فخرِ دیں کے کفش برداروں میں ہوں

حضرت مولانا صاحبؒ کا وصال ۷۳ سال کی عمر میں ۲۷ جمادی الآخریٰ ۱۱۹۹ھ کو دہلی میں ہوا۔ اور حضرت خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکیؒ کے آستانۂ عالیہ میں دفن کیے گئے۔

مولانا صاحبؒ کے وصال کے بعد اس مدرسہ میں آپ کے جلیل القدر خلیفہ عالمِ علومِ ربانی حضرت حاجی سیّد لعل محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے قائم مقام ہوئے۔ مُرشدی و مولائی جامع منقول و معقول حضرت میاں علی محمد خان صاحب متع اللہ المسلمین بطول بقاءہ سجادہ نشین بسی شریف ضلع ہوشیار پور حال آباد پاک پتن شریف حضرت حاجی صاحب قبلہؒ کی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب اور حضرت مولانا صاحبؒ کے درمیان صرف چار واسطے ہیں حضرت

اِمام اعظم ابُوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باشد بقید قلم بعبارت سہل آرید کہ مُوجب
یاد آوری در جناب فیض اِنتساب ش یعنی حضرت فرید الدینؒ م شود حال آنکہ استطاعۃ خود
از جہت اختلافِ مسائل اِیں قدر نمی یافتم وطاقۃ دہم قبول سوال ایشاں نیز نمی داشتم لہذا
دست بدامن ملکی سمات قدسی صفات ہادی الخلق الی صراط المستقیم مرشد الانام فی مناہج الدین
القویم ش امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ م بواسطۂ فقہ اکبر کہ تالیف امام اکبر است رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالیٰ عَنْہُ درزدم و بعبارت آسان بیان نمودم و ہر مسئلہ را معنوان ش اے پیش گرفتہ ہر
بعقیدہ ساختم تا عوام و خواص از کلامِ امامِ انام کہ بنائے اہل سُنۃ و جماعۃ حنفی است بہرہ یاب
گشتہ اِیں ہیچمدان را، بدعای تبعیت اہل سنۃ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم و خیریت خاتمہ
افتخار بخشند تو لاّ کہ اگر سہوے یا نسیانے بنظر آید بمقتضائے العفو عند کرام النّاس
ماموول بخشند و اِصلاح فرمایند۔

ترجمہ۔ اِمام اعظم ابُوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عَنْہ کے طریق پر ہوں دین آسان عبارت میں
تحریر کر دیں کہ اِس جناب فیض اِنتساب یعنی حضرت باوا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
میں یاد آوری کا مُوجب رہے۔ حالانکہ مسائل کے اِختلاف کے سبب اِس قدر اپنی اِستطاعت نہیں
پاتا تھا اور نہ ان کے سوال کو نہ مان کر ردّ کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ اِس لیے فرشتہ عادات، قدسی
صفات۔ مخلوق کو سیدھی راہ چلانے والے۔ دین مضبُوط کے راستوں میں لوگوں کے اِرشاد کرنے
والے حضرت اِمام اعظم رحمۃ اللہ کے دامن میں بذریعہ فقہ اکبر کے جو اِمام اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی تالیف و جمع کی ہوئی ہے میں نے ہاتھ مارا۔ اور آسان عبارت میں اس کو بیان کیا۔ اور ہر مسئلہ کا
شروع لفظ عقیدہ سے کیا تاکہ عام و خاص امامِ انام کے کلام سے جو اہل سنت و جماعت حنفی
کی بنا اور اصل ہیں بہرہ یاب ہو کر اس ناچیز کو پیروئ سنتِ نبوی صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ و
علیٰ آلہٖ وسلم کی اور خیریتِ خاتمہ کی دُعا کر کے اِفتخار بخشیں۔ اُمید کہ اگر کوئی سہو یا نسیان
نظر میں آجائے تو موافق حکم العفو عند کرام النّاس ماموول یعنی بزرگ لوگوں کے نزدیک معافی
کی امید ہے معاف فرما کر درست کر دیں۔

عقائدِ نظامیہ (دیباچہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حمد بے حد و ثنائی بے عدم خالق و ودود جلّ شانہ را۔ و درود و ثنا محدود و بر محمود کونین رسول الثقلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم و بر آل و اصحاب او۔ امّا بعد ہرگاہ ایں مؤلفِ بے بضاعتہ محمد فخر الدین کہ تولید صوری) ومعنوی از رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدّس سرّہ العزیز دارد۔ برائے زیارت قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مخدوم فریدالدّین شکر بار مسعود الاجودھنی اَیّدَنِی اللّٰہ بلطفہ الخفی والجلی کہ در حقِ طالبانِ حق کبریتِ احمر است از اورنگ آباد خجستہ بنیاد بحضرت پاک پٹن رسید بہرہ یاب سعادت جناب ہدایت مآب گشت اکثر اعزۂ آنحضرت از راہِ کرم وعنایت فرمودند کہ عقائد اہل سُنتہ وجماعۃ کہ نہج قدوہ انام

ترجمہ دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تعریف جس کا پار نہ ہو اور ثنا جس کا شمار نہ ہو خاص خالق و ودود جلّ شانہ کو یعنی پیدا کرنے والے کو کہ دوست و مہربان ہے، اور اس کی بہت بڑی شان ہے اور بے حد درود محمود کونین یعنی دونو جہان کے سراہے ہوئے پر اور رسول الثقلین یعنی جن و انسان ہر دو مخلوق کے لیے بھیجے ہوئے پر کہ نام پاک آپ کا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے اور آپ کی آل و اصحاب پر ہو جیو اُس کے بعد بیان ہے کہ جب یہ مؤلفِ بے مایہ محمد فخر الدین جن کی ظاہری اور باطنی پیدائش رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرّہ العزیز سے ہوئی ہے زیارت کے لیے قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مخدوم فریدالدین شکر بار مسعود اجودھنی کی (خدائے برتر اُن کے لطفِ خفی وجلی سے میری مدد کرے) کہ یہ زیارت حق کے طلبگاروں کے حق میں کبریتِ احمر یعنی اکسیر ہے۔ اورنگ آباد خجستہ بنیاد سے درگاہ پاک پٹن میں پہنچ کر اس جناب ہدایت مآب کی سعادت سے بہرہ یاب ہوا۔ اس آستانہ کے اکثر اعزہ نے کرم وعنایت کی راہ سے فرمایا کہ اہل سنتہ وجماعۃ کے عقیدے جو خلق کے پیشوا

آپ کی عادتِ شریفہ تھی کہ غریبوں کی دعوت قبول فرمالیتے تھے اُور اگرچہ صاحب دعوت کا مکان دُور ہی کیوں نہ ہوتا مگر ضرور تشریف لے جاتے۔ اگر کھانے کی رغبت نہ ہوتی تب بھی اخلاقاً دو چار لقمے تناول فرمالیتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت مظہر جانِ جاناںؒ اُور شاہ ولی اللہؒ اُور مولانا صاحبؒ کی دعوت کردی۔ تینوں حضرات وقت مقرّرہ پر اُس کے ہاں گئے۔ بہت دیر کے بعد وُہ شخص زنان خانہ سے باہر آیا اُور پھر اندر چلا گیا۔ پھر کافی دیر کے بعد آیا اُور کہا میں بھُول گیا تھا۔ مجھے آپ کی دعوت یاد ہی نہ رہی تھی اِس لیے کوئی اِنتظام نہ کرسکا لہٰذا یہ دو دو پیسے آپ صاحبان لے لیں اُور کھانا بازار سے کھالیں۔ یہ سُن کر حضرت مظہر جانِ جاناںؒ نے فرمایا تم نے ہم کو سخت اذیّت پہنچائی۔ شاہ ولی اللہؒ نے خاموشی سے پیسے لے لیے مگر حضرت مولانا صاحبؒ نے کھڑے ہوکر نہایت خندہ پیشانی سے دُہ پیسے لیے۔ آپ تمام کاموں میں سُنّتِ نبویؐ کے پابند تھے اُور ہر شخص کو سنتِ نبویؐ کی اِتباع کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

اپنے دوستوں احباب اُور مریدین کی خاص خبر رکھتے تھے۔ اگر ہمیشہ آنے والا ایک دو روز نہ آتا تو خود کسی کے ذریعہ اس کی خبر منگواتے تھے۔ ایک مرتبہ پیر اخاکروب دو دن نہیں آیا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بیمار ہے۔ یہ سُنتے ہی کھڑے ہوگئے۔ اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ کچھ رقم خرچ کے لیے اس کو دی۔ پھر فرمایا میاں پیر محمدؐ تم دو دن نہیں آئے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ بیمار ہو تمہاری خیریت معلوم کرنے میں تاخیر ہوئی معاف کرنا۔

آپ ہمیشہ لوگوں سے گفتگو کرتے وقت ان کو حضرت یا صاحب کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ سوتے وقت کتاب فوائد الفواد سینے یا سر کے نزدیک رکھتے تھے۔ دوستوں کی غم خواری اُور پرُرِش میں کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ رمضان شریف میں تمام رات بیدار رہتے تھے اُور سب ہمراہیوں کی قہوہ، شکر، دُودھ سے ضیافت کرتے تھے۔ سیّدوں، پیرزادوں اُور سفید پوش شرفاء کو چپکے چپکے بہت کچھ دیتے رہتے تھے۔ بھکاریوں کو دو پیسے سے زیادہ نہ دیتے اُور فرماتے تھے کہ یہ تو در در مانگ کر بھی اپنا خرچہ پُورا کرلیں گے۔ مگر یہ غریب شرفاء مانگ بھی نہیں سکتے۔ یہ زیادہ کے مستحق ہیں۔ غرضیکہ آپ کی ذاتِ گرامی سے یہ بات پُوری طرح واضح ہوگئی تھی کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اخلاقِ کریمہ کا عملی نمونہ اس زمانے میں حضرت مولانا صاحبؒ

ایسے افرادِ صالحہ پیدا فرماتا رہا ہے جن کی کوششوں سے شمعِ اسلام روشن رہی ہے۔ انہیں گرامی قدر ہستیوں میں حضرت مولانا صاحب بھی شامل ہیں۔ بارھویں صدی ہجری میں ہندی مسلمانوں پر جو مایوسی اور بے عملی کی گھٹاٹوپ تاریکی چھائی ہوئی تھی وُہ حضرت مولانا صاحبؒ کی ذاتِ بابرکت سے دُور ہوئی اور رُشد و ہدایت کی ایسی شمع روشن ہوئی جس نے پُورے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ خصوصاً چشتیہ نظامیہ سلسلے میں بہار آگئی اور بقول صاحبِ مناقبِ فخریہ حضرت سُلطان المشائخ محبُوبِ الٰہی والے عرفان کا چراغ حضرت مولانا صاحبؒ نے اپنی دِلی توجہ سے اِس ملک میں پھر روشن کردیا اور آپ کی گرمئ نگاہ سے عشق و محبّت کی شراب میں دوبارہ جوش آگیا۔ آپ کے اخلاق کی گیرائی کا یہ عالم تھا کہ چھوٹا بڑا امیر غریب سب آپ کے شیدائی تھے۔ آپ ہر آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ شدید بیماری میں بھی آپ اس کو ترک نہ کرتے تھے۔ دہلی میں اس وقت امیر الامرا نجف خاں کا بہت زور تھا اُسی کے اشارے پر فولاد خاں نے حضرت مظہر جانِ جاناں کو شہید کیا تھا اور پھر اس گروہ کے چند آدمی یہ کہتے سُنے گئے تھے کہ سُنّیوں کے ایک پیشوا کو تو قتل کیا جاچکا ہے اب جو سب سے بڑا ہے اس کا نمبر ہے۔ یہ سُن کر حضرت کے غلاموں نے آپ کی حفاظت کا پروگرام بنایا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اِس بات کو پسند نہ کیا اور فرمایا ہماری فکر نہ کرو۔ ہمارا حافظ و ناصر اللہ تعالےٰ ہے ہم اُس کی حفاظت و پناہ میں ہیں۔ ایک روز مولانا صاحب اپنے مدرسے میں بیٹھے ہُوئے تھے کہ ایک پٹھان چھری لے کر مدعیانہ آیا۔ سلام کے بعد پُوچھا کہ مولوی صاحب اس فضیلت کے باوجود تم گانا کیوں سُنتے ہو۔ حضرت نے فرمایا ہم خطاوار ہیں تم ہمارے لیے دُعائے خیر کرو۔ یہ سُن کر اس نے چھُری نکالی اور حضرت پر وار کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ حضرت سُلطانؒ جی کے ایک صاحبزادہ موجُود تھے انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ مولانا نے فرمایا اس کا ہاتھ چھوڑ دو اور اپنا سر اس کے آگے جھکا دیا کہ ہم حاضر ہیں جو تمہارا دِل چاہے کرو۔ وُہ شرمندہ ہوکر چلا گیا۔ اسی زمانہ میں شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ پر تحفہ اثنا عشریہ لکھنے پر عتاب ہوا۔ حویلی ضبط ہوئی جلاوطنی کا حکم ہوا۔ تمام خاندان دُور تک پیدل گیا۔ آخر حضرت مولانا صاحبؒ ہی نے اُن کے لیے خورد و نوش اور سواری کا انتظام کیا۔ پھر بادشاہ سے کہہ کر اُن کو عِزّت و احترام سے واپس بُلوایا۔

فَقَدْ كَفَرَ ترجمہ گفت نعیم پسر حماد ہر کہ مانند کرد خدا تعالیٰ را بچیزے از خلق او پس تحقیق کفر کرد۔ عقیدہ[۵] ہمیشہ بود در ماضی و ہمیشہ بود در باقی با اسمائے خود و صفات ذاتی و فعلی خود صفات ذاتی او ہفت[۷] اند حیات[۱] و قدرت[۲] و علم[۳] و کلام[۴] و سمع[۵] و بصر[۶] و ارادت[۷]۔ و صفات فعلی او تخلیق و ترزیق و انشاء و ابداع و صنع و غیر آں۔ عقیدہ[۶] اسماء و صفات حق تعالیٰ بہ تمام ہا ازلی اند کہ نیست آنہا را بدایت و ابدی اند کہ نیست آنہا را نہایت۔ عقیدہ[۷] اللہ تعالیٰ عالم است بصفتہ علم ازلی خود و قادر است بقدرتِ خود کہ صفتہ ازلی او ست و متکلم است بکلام نفسی خود کہ صفت او است در ازل۔ و خالق است بہ تخلیقِ خود و فاعل است بفعلِ خود کہ صفت او است در ازل۔ عقیدہ[۸] مفعول مخلوق است و حادث و فعلِ اللہ تعالیٰ غیر مخلوق است و قدیم۔

ترجمہ۔ تو یقینی اس نے کفر کیا۔ عقیدہ[۵] ہمیشہ تھا وہ گذرے ہوئے زمانے میں اور ہمیشہ رہے گا باقی میں بھی اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنی ذاتی و فعلی صفتوں کے ساتھ۔ اور اس کی ذاتی صفتیں سات[۷] ہیں یعنی صفت حیات[۱] کہ زندگی ہے۔ اور صفت قدرت[۲] یعنی قادر ہونا اور صفت علم[۳] یعنی جاننا اور صفت کلام[۴] یعنی بولنا اور صفت سمع[۵] یعنی سننا اور صفت بصر[۶] یعنی دیکھنا اور صفت ارادت[۷] یعنی قصد و ارادہ کرنا اور اس کی فعلی صفتیں تخلیق یعنی پیدا کرنا اور ترزیق یعنی رزق دینا اور انشا یعنی مادہ سے بنانا اور ابداع یعنی بغیر مادہ بنانا۔ اور صنع یعنی کاریگری اور اس کے سوائے۔ عقیدہ[۶] خدائے تعالیٰ کے نام اور صفتیں سب کی سب ازلی یعنی ہمیشہ کی ہیں جن کی ابتدا نہیں اور ابدی یعنی ہمیشہ تک ہیں جن کی انتہا نہیں ہے۔ عقیدہ[۷] خدائے برتر عالم یعنی جاننا ہے اپنی صفتِ علم سے جو ازلی ہے۔ اور قادر یعنی صاحب قدرت ہے اپنی صفتِ قدرت سے جو ازلی ہے اور متکلم ہے یعنی کلام کرتا اپنے کلامِ نفسی سے جو اس کے نفس کی صفت ہے ہمیشہ کہ اس کے کلام کرنے کی ابتدا نہیں اور خالق یعنی پیدا کرنے والا ہے اپنی تخلیق یعنی پیدا کرنے کی صفت سے۔ اور فاعل ہے یعنی کرنے والا ہے اپنے فعل سے کہ اس کی صفت ہے جو ہمیشہ سے ہے۔ یہ سب اس کی صفتیں ازلی ہیں لہٰذا وہ ہمیشہ سے عالم قادر خالق فاعل وغیرہ ہے۔ عقیدہ[۸] مفعول مخلوق ہے اور حادث ہے یعنی جس کو خدائے تعالیٰ فاعل حقیقی نے کیا وہ عدم سے وجود میں آکر مفعول بنا پس ضرور ہے کہ خدائے تعالیٰ کے فعل سے وہ پیدا ہو کر مخلوق ہوا اور پہلے نہ تھا۔ پھر وجود میں آیا لہٰذا حادث ہوا۔ البتہ فعل خدا تعالیٰ کا مخلوق نہیں بلکہ اس کی صفت قدیم ہے یعنی عدمین سے فارغ ہے کہ عدم سے وجود میں آنا مخلوق و حادث کی طرح اس کے لئے نہیں ہے بلکہ اوّل و آخر عدم یعنی نہ ہونے سے وہ پاک ہے اور ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے۔ پس غیر مخلوق اور قدیم ہے۔

عقائد

عقیدہ[1] اصل توحید وما یصحُّ الاعتقادُ بہ۔ ترجمہ چیزے کہ صحت می یابد اعتقاد
بآں ـ این است کہ زبان را موافق دل ساختہ بگوید کہ ایمان آوردم بتوحید حق تعالیٰ
در ذات و تفرید در صفات و بملائکہ کہ بندہ ہائے حق تعالیٰ اند و مبرا اند از ذنوب ومعاصی
و منزہ اند از ذکورت و انوثت و بہ کتاب ہائے حق تعالیٰ مثلِ توریت و انجیل و
زبور و قرآن و غیرہا بلا تعیین عدد و بجمیع انبیاء و رسل و بزندگی بعد موت و بآمدنِ
قیامت و بتقدیر خیر و شر از اللہ تعالیٰ یعنی تقرر جمیع مخلوقات بمرتبہ کہ یافتہ می شود ش
بہ نسبت آں بسوئے مرتبہ ہم از حسن و قبح و نفع و ضرر ش ایں ہمہ بیان مرتبہ بصلۃ از بیانیہ ہم بقید
زمان و مکان۔ عقیدہ[2] حساب افعال و ترازوئے اعمال و بہشت و دوزخ و صراط و حوض حق
است۔ عقیدہ[3] حق تعالیٰ واحد است نہ بطریق عدد کہ توہم شود بعد او دیگرے
یعنی کسے او را شریک نیست نہ در ذات و نہ در صفات۔ عقیدہ[4] و مشابہ نیست
او را کسی از مخلوقات قَالَ نُعَیمُ ابنُ حَمَّادٍ مَنْ شَبَّہَ اللہَ بشَیءٍ مِنْ خَلقِہ

ترجمہ عقیدہ[1] توحید کی اصل اور جس سے اعتقاد صحیح ہوتا ہے یہ ہے کہ زبان کو دل کے موافق کرکے یوں
کہے کہ میں[1] ایمان لایا حق تعالیٰ کو ذات میں ایک جاننے پر اور صفات میں یکتا سمجھنے پر اور میں[2] ایمان لایا فرشتوں
پر کہ وہ حق تعالیٰ کے بندے ہیں اور گناہوں اور نافرمانیوں سے بری ہیں اور مرد اور عورت ہونے سے
پاک ہیں اور میں[3] ایمان لایا حق تعالیٰ کی کتابوں پر جیسے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید وغیرہ جن کا شمار
مقرر نہیں اور میں[4] ایمان لایا تمام نبیوں اور رسولوں پر اور میں[5] ایمان لایا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر اور میں[6] ایمان
لایا قیامت پر اور میں[7] ایمان لایا خدائے تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور بدی کے اندازہ کردینے پر یعنی تمام مخلوقات
کا ایسے مرتبہ میں ٹھہرانا جس میں زمان و مکان کی قید کے ساتھ بھلائی اور برائی اور نفع اور نقصان پایا
جاتا ہے۔ عقیدہ[2] فعلوں[1] کا حساب اور عملوں[2] کی ترازو اور بہشت[3] اور دوزخ[4] اور پل[5] صراط اور حوض[6]
کوثر حق ہے۔ عقیدہ[3] حق تعالیٰ ایک ہے نہ ایسا کہ گنتی کی طرح۔ اس کے بعد دوسرے کا وہم پیدا ہو
یعنی کوئی اس کا شریک نہیں ہے نہ ذات میں اور نہ صفات میں۔ عقیدہ[4] اور اس کا مخلوق سے کوئی مشابہ
نہیں ہے کہ کہا ہے نعیم ابن حماد نے جس نے خدا تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے کسی کے ساتھ مشابہ کیا یا تشبیہ
دی کسی چیز کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے۔

از جہتہ آنکہ گفتن و نوشتن و خواندن از جملہ افعالِ عباد است و فعل مخلوق مخلوق است عقیدہ ۱۲ قرآن مجید ش اے کلام نفسی ھر غیر مخلوق است و نیست کہ حلول کند در مصاحف و غیر مصاحف بکتابت یا باشارت۔ عقیدہ ۱۳ چیزے کہ ذکر کرد، اللہ تعالیٰ در قرآن مجید از اخبار و آثار حضرت موسیٰ و جمیع انبیاء صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیٰ نبیّنا و علیھم السّلام و از فرعون و ابلیس بتمامہ کلام اللہ تعالیٰ قدیم و غیر مخلوق است۔ عقیدہ ۱۴ کلامِ موسیٰؑ وَلَوْ کَانَ مَعَ رَبِّہٖ و کلام سائر انبیاء و مرسلین و فرشتہائے مقرّبین مخلوق است و حادث۔ عقیدہ ۱۵ قرآن مجید کلامِ حق تعالیٰ است از رُوئے حقیقت نہ از رُوئے مجاز پس قدیم است مانندِ ذاتِ حق تعالیٰ و شنید موسیٰ کلام اللہ تعالیٰ را قَالَ اللہُ تعالیٰ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

ترجمہ:۔ کلام کرد اللہ تعالیٰ موسیٰؑ را کلام کردن۔

ترجمہ۔ اِس لئے کہ کہنا اور لکھنا اور پڑھنا یہ سب بندوں کے افعال ہیں اور مخلوق کا فعل مخلوق ہے۔ عقیدہ ۱۲۔ قرآن مجید یعنی کلامِ نفسی خدائے تعالیٰ کا غیر مخلوق ہے۔ اور ایسا نہیں ہے مصحفوں یعنی کتابوں میں اور غیر مصحفوں یعنی دلوں میں یا زبانوں پر حلول کر جاوے یعنی سما جاوے خواہ لکھ کر ہو یا اشارہ سے ہو۔ عقیدہ ۱۳ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا خبروں کی نسبت اور حضرت موسیٰ اور تمام انبیاء صلوٰۃ اللہ علیٰ نبیّنا و علیہم السّلام کے آثار کی نسبت اور فرعون اور ابلیس کی نسبت وُہ سارا کا سارا خدائے تعالیٰ کا کلام قدیم اور غیر مخلوق ہے۔ عقیدہ ۱۴ کلام موسیٰ علیہ السّلام کا اگرچہ اپنے ربّ کے ساتھ تھا اور کلام تمام نبیوں اور رسُولوں کا اور اُن فرشتوں کا جو خدائے تعالیٰ کے مقرّب ہیں مخلوق اور حادث ہے۔ عقیدہ ۱۵۔ قرآن مجید حقیقت میں حق تعالیٰ کا کلام ہے نہ مجازی طور پر پس قدیم ہے حق تعالیٰ کی ذات کی طرح اور سُنا ہے موسیٰ علیہ السّلام نے خدائے تعالیٰ کے کلام کو جیسا فرمایا خدائے تعالےٰ نے كَلَّمَ اللّٰهُ الخ یعنی خدائے تعالیٰ نے کلام کیا موسےٰؑ سے کلام کرنا۔

عقیدہ۹۔ صفات حق تعالیٰ ازلی اند غیر حادث و نہ مخلوق ؛ پس ہر کہ گفت صفاتِ حق تعالےٰ مخلوق اند یا حادث یا توقف کرد یا شک کرد دریں مسئلہ برابر است کہ طرفین او مستوی باشند یا ترجیح دہد یک طرف را پس کافر است۔ عقیدہ۱۰۔ قرآن مجید ش دریں جا از قرآن مجید کلامِ نفسی مراد است از شرح فقہ اکبر ملّا علیؒ۔ ہر کہ شانِ او از ہمہ بزرگ است در مصاحف مکتوب است بدست ہا بواسطہ نقوش حروف و اشکالِ کلمات در دلہا محفوظ است نزدیک تصوّرِ مغیبات ش آنچہ غائب باشند و شاید کہ ایں لفظ مغیات باشد ھ بالفاظِ متخیلات و برزبانہا مقرو است از حروفِ ملفوظ کہ مسموع می شود و بر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہٖ وسلم منزل است بواسطہ حروفِ مفردات و مرکبات در حالاتِ مختلفات۔ عقیدہ۱۱۔ تلفظِ ما بقرآن مجید مخلوق است و کتاب ہائے ما قرآن مجید را و خواندنہائے ش شاید کہ بجائے لفظ خواندنہا لفظ حِفظ باشد از شرح فقہ اکبر ملا علی ھ ما قرآن شریف را مخلوق است

ترجمہ۔ عقیدہ۹ حق تعالیٰ کی صفتیں سب ازلی ہیں۔ حادث اور مخلوق نہیں ہیں تو جس نے کہا کہ حق تعالیٰ کی صفتیں مخلوق ہیں یا حادث ہیں۔ یا اِس مسئلہ میں توقف کیا یا شک کیا خواہ حالتِ شک میں اس کے شک کی دونوں طرفیں برابر ہوں۔ ہاں اور نہیں کہنے میں یا شک کی ایک طرف کو ترجیح دیتا ہو حادث کے ہاں یا نہیں کہنے میں تو وُہ کافر ہے۔ عقیدہ۱۰ قرآن مجید کہ اس سے مراد یہاں کلامِ نفسی خدائے تعالیٰ ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے اس کی شان سب سے بڑی ہے کتابوں میں ہاتھوں سے لکھا گیا ہے نقوش حروف کے واسطہ سے کلموں کی صورتوں میں اور دلوں میں حِفظ کیا گیا ہے غائب چیزوں کا تصوّر کر کے یا معنی دار کا تصوّر کر کے خیالی لفظوں میں اور زبانوں پر پڑھا جاتا ہے۔ انہیں خیالی لفظوں کے حروف کے ذریعہ سے کہ سُننے میں آتا ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر مختلف حالتوں اور وقتوں میں مفرد اور مرکّب حرفوں کے وسیلہ سے اتارا گیا ہے اور نازل ہوا ہے۔ عقیدہ۱۱۔ ہمارا تلفّظ یعنی لفظ کر کے بولنا قرآن مجید کو مخلوق ہے۔ اور ہمارا لکھنا قرآن مجید کو اور ہمارا پڑھنا یا حِفظ کرنا جیسا شرح فقہ اکبر ملا علیؒ قاری میں ہے۔ قرآن شریف کو مخلوق ہے۔

عقیدہ ٢٢ می بیند اللہ تعالیٰ نہ مانندِ دیدنِ ما و می شنود نہ مانندِ شنیدنِ ما زیرا کہ ما می بینیم اشکال ہا و رنگ ہائے مختلفہ را و می شنویم آواز کلمات موتلفہ را با آلاتے کہ پیدا کردہ شدہ است در اعضائے مرکّب و حق تعالیٰ می بیند اشکال والوان و صُوَرِ مختلفہ را بنظرِ اصلی خود۔ و می شنود آوازہا را و کلماتِ مفردات و مرکّبات را بسمعِ خود کہ صفتِ ازلی اوست بدون آلات و بے مشارکت دیگری از کائنات اگرچہ مرئی و مسموع از حادث است۔ عقیدہ ٢٣ می گوید حق تعالیٰ نہ مانندِ کلامِ ما زیرا کہ ما کلام می کنیم از حلق و زبان و لب و دندان و حروف و اللہ تعالیٰ کلام می کند بدون واسطۂ آلات و حروف از کمالِ ذات و صفاتِ خود۔ عقیدہ ٢٤ حروف مخلوق است مانندِ آلات و کلام اللہ تعالیٰ نامخلوق است و قدیم است بذات۔ عقیدہ ٢٥ اللہ تعالیٰ و تبارک شئے است یعنی موجود است بذات و صفات و نیست مثلِ اشیاء مخلوقہ از رُوئے ذات و صفات و معنی بُودنِ حق تعالیٰ شئے نہ مانندِ اشیاء است۔

ترجمہ۔ عقیدہ ٢٢۔ خدائے تعالیٰ دیکھتا ہے نہ ہمارے دیکھنے کی مانند اور سُنتا ہے نہ ہمارے سننے کی مانند کیونکہ ہم دیکھتے ہیں شکلوں اور مختلف رنگوں کو۔ اور ہم سُنتے ہیں جڑے ہوئے کلموں والی آواز کو آلوں سے جو اعضائے مرکّب یعنی آنکھ، کان مُنہ میں پیدا کئے گئے ہیں اور حق تعالیٰ دیکھتا ہے شکلوں اور رنگوں اور مختلف صُورتوں کو اپنی اصلی دائمی نظر سے اور سُنتا ہے آوازوں کو اور مفرد اور مرکّب کلموں کو اپنی سماعت سے کہ اس کی ازلی صفت ہے بغیر آلوں کے اور کائنات و مخلوقات میں بغیر کسی مشارکت کے اگرچہ دیکھی ہوئی اور سُنی ہوئی اشیاء حادث مخلوق ہیں سے ہیں عقیدہ ٢٣۔ حق تعالیٰ کہتا ہے نہ ہمارے کلام کی مانند کیونکہ ہم کلام کرتے ہیں حلق اور زبان اور ہونٹ اور دانت اور حروف سے اور خدائے تعالیٰ کلام کرتا ہے بغیر وسیلہ آلوں کے اور حروف کے اپنی ذات اور صفات کے کمال سے۔ عقیدہ ٢٤۔ حروف مخلوق ہیں آلوں کی طرح اور خدائے تعالیٰ کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم ہے ذات کے ساتھ یعنی ذاتی صفت ہے کہ مع ذات قدیم ہے عقیدہ ٢٥۔ خدائے برتر اور صاحب برکت شئے ہے یعنی موجود ہے ذات وصفات کے ساتھ اور مخلوقہ چیزوں کے مانند نہیں ہے ذات وصفات کی رُو سے بلکہ معنی حق تعالےٰ کے شئے ہونے کے اشیاء کی مانند نہیں ہیں۔

عقیدہ[۱۶] تحقیق بُود اللہ تعالےٰ متکلم در ازل و نہ بُود کلام با مُوسیٰؑ بل اصل مُوسیٰؑ۔
عقیدہ[۱۷] تحقیق بُود اللہ تعالیٰ خالق در ازل پیش از پیدا کردنِ خلق عقیدہ[۱۸] ہر
گاہ کلام کرد اللہ تعالیٰ با مُوسیٰ کلام کرد اللہ تعالیٰ موسیٰ را بکلام قدیم نو د کہ
حق تعالیٰ را قبل از خلقت مُوسیٰ بود عقیدہ[۱۹] صفات حق تعالےٰ بتمامہا واقع اند۔
بخلافِ صفات مخلوقین کہ صفاتِ ایشاں بہیچ وجہ مشابہ آنجناب منزّہ نیستند اگرچہ
اشتراک اِسمی واقع است عقیدہ[۲۰] اللہ تعالیٰ میداند حقائق اشیاء را و کلیاتِ
اشیاء را و جزئیاتِ اشیاء را و ظاہرِ اشیاء را و باطنِ اشیاء را بعلمِ
ذاتی کہ ازلی است و ابدی است نہ مانندِ علمِ ما زیرا کہ ما میدانیم اشیاء را بآلات
و تصوّر صُورت ہائے کہ در ذہن ہا موافق فہم ہائے ما حاصل آید۔ عقیدہ[۲۱] قادر است
اللہ تعالیٰ نہ مانندِ قدرتِ ما زیرا کہ قدرتِ او قدیم است بدون آلات و بدونِ مشارکت
و ما مخلوقان قادر نیستیم مگر بر بعضی اشیاء آں ہم بآلات و مددگار۔

ترجمہ۔ عقیدہ[۱۶]۔ بے شک خدائے تعالیٰ متکلم تھا ازل میں اور یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کے
ساتھ نہ تھا بلکہ اصل مُوسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ عقیدہ[۱۷] بے شک خدائے تعالیٰ خالق تھا
ازل میں مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے۔ عقیدہ[۱۸] جب خدائے تعالیٰ نے مُوسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تو اپنے
کلام قدیم کے ساتھ خدائے تعالیٰ نے کلام کیا کہ وُہ کلام قدیم حق تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کی خلقت سے
پہلے کا تھا۔ عقیدہ[۱۹]۔ حق تعالیٰ کی ساری صفتیں مخلوقات کی صفتوں کے برخلاف واقع ہوئی ہیں کہ ان کی
صفتیں کسی وجہ میں اس جناب پاک کے مشابہ نہیں ہیں اگرچہ اِسمی یعنی فقط نام کا اشتراک واقع ہے۔
عقیدہ[۲۰] خدائے تعالیٰ جانتا ہے چیزوں کی حقیقتوں کو اور ان کی کلیات کو اور ان کی جزئیات کو
اور ان کے ظاہر کو اور ان کے باطن کو علم ذاتی سے جو ازلی اور ابدی ہے نہ ہمارے جاننے کی مانند
کیونکہ ہم چیزوں کو جانتے ہیں اپنے حواس کے آلوں اور صورتوں کے تصوّر کرنے سے جو موافق ہمارے
فہموں کے ذہنوں میں آتی ہیں۔ عقیدہ[۲۱]۔ خدائے تعالیٰ قادر ہے نہ ہماری قدرت کی طرح کیونکہ اس کی
قدرت قدیم ہے بدون آلوں کے اور بدون مشارکت کے کہ اس کو ان کی احتیاج نہیں۔ بخلاف
ہمارے کہ ہم مخلوق قادر نہیں ہیں مگر بعض چیزوں پر وُہ بھی آلوں کے وسیلہ سے اور مددگاروں کی امداد سے

ونمیدانم آنچہ در نفسِ تست و برائے او تعالیٰ صفات بےچگون ھستند یعنی کیفیّاتِ صفات غیر معلوم اند۔ عقیدہ۲۸ نباید گفت در مقامِ تاویل چنانچہ بعض خلف کہ مخالف سلف اند میگویند کہ عبارت از یدؔ قدرت است یا نعمتِ حق است زیراکہ در تاویل ابطال صفتۃ حق است و آں قول اہل قدر و اہلِ اعتزال است ولیکن یدؔ حق صفتِ حق است بلاکیف کہ مانمی شناسیم کیفیتِ ید او راکہ صفتِ او است چنانچہ عاجزیم در معرفتہ کنہ بقیہ صفات او فضلاً عن معرفتہ ذاتہ عقیدہ۲۹ غضب حق تعالیٰ و رضائے او دو صفتہ اند از صفات او لیکن بلاکیف عقیدہ۳۰۔ پیدا کرد حق تعالیٰ اشیاء را بغیر مادہ کہ سابق باشد بر مخلوقات چنانچہ اللہ تعالیٰ در قرآن مجید فرمودہ است خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔ ترجمہ۔ پیدا کنندہ ہر چیز است۔

ترجمہ۔ اور جو تیرے جی میں ہے وُہ میں نہیں جانتا اور خدائے تعالیٰ کی صفتیں بلاکیف ہیں یعنی بدون اس کے کہ کیونکر اور کیسی ہیں اس لئے کہ کیفیّات صفات معلوم نہیں ہیں اور نہ ہوسکتی ہیں کیونکہ محدود بے حد کو حد میں نہیں لاسکتا اور بغیر احاطہ کئے کیفیّت وحقیقت نہیں جانی جاسکتی پس ازلی و ابدی صفات کی کیفیّات ان کے قدیم و دائم ہونے کے سبب کوئی مخلوق حادث جو حد میں محدُود ہے نہیں جان سکتا۔ ناچار اس کے بلاکیف ہونے پر ایمان و اعتقاد لائے گا۔ عقیدہ۲۸۔ مذکورہ بالا صفات و الفاظ کی تاویل کرکے یُوں نہ کہنا چاہیئے جیسا پچھلے جو اگلوں کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ یدؔ سے مراد قدرت ہے یا نعمتِ حق ہے اس لئے کہ تاویل کی صورت میں صفتِ حق کا باطل کرنا ہے حالانکہ مثل صفتِ قدرت یہ بھی ایک صفتِ حق ہے اور یہ قول تاویل قدریہ اور معتزلہ کا ہے اور نہ ہم اس کو مثل مخلوق کے ہاتھ کے جانتے ہیں ولیکن یدِ حق صفتِ حق ہے بلاکیف کہ ہم اس یدؔ کی کیفیّت کو جو خُدا کی صفت ہے نہیں پہچانتے ہیں جیسا کہ اس کی باقی صفات کی کُنہ اور حقیقۃ کی معرفت میں ہم عاجز ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اسی طرح ذاتؔ کی معرفت سے بھی ہم عاجز ہیں لہٰذا اس کو بلاکیف ایک صفتِ حق جانتے ہیں۔ عقیدہ۲۹۔ حق تعالیٰ کا غضبؔ اور اس کی رضا یہ بھی اس کی صفات میں سے دو صفتیں ہیں لیکن بلاکیف۔ عقیدہ۳۰۔ حق تعالیٰ نے اشیاء کو پیدا کیا بغیر مادہ کے کہ مخلوقات پر پہلے سے ہووے یعنی اشیاؔ کے پیدا کرنے سے پہلے کوئی مادّہ نہ تھا جس سے مخلوق کو بنایا بلکہ بغیر مادّہ کے اشیاء کو پیدا کیا جیسا خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ یعنی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

اثبات وجود ذات حق تعالیٰ بغیر جسم و بغیر عرض و جوہر است۔ چنانچہ اشیا صاحب جسم اند و عرض اند و جوہر۔ و حق تعالیٰ از ہمہ منزّہ است وَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ در ذات و در جمیع صفات۔ عقیدہ ۲۶ نیست حد و نہایت حق تعالیٰ را و نیست ضد و منازع و ممانع در بدایت نہ در نہایت و نیست شبیہ مر حق تعالیٰ را۔ عقیدہ ۲۷۔ حق تعالیٰ را ید است و وجہ است و نفس است چنانچہ لائق ذاتِ او است مِمَّا ذَکَرَ اللّٰہُ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ ذِکْرِ الْوَجْہِ کقولہ تعالیٰ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ۔ وَالْیَدِ کقولہ تعالیٰ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ والنفس کقولہ تعالیٰ حکَایتاً عَنْ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَام تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ وَلَہٗ صَفَاتٌ بِلَا کَیْفٍ۔ ترجمہ از آنچہ ذکر کرد اللہ تعالیٰ در قرآن از ذکر وجہ یعنی رو مثل فرمودن او تعالیٰ ہر چیز فانی شونده است مگر روئے او۔ و از ذکر ید یعنی دست مثل فرمودن او تعالیٰ دستِ خدا بر دست ہائے شان است۔ و از ذکرِ نفس مثل فرمودنِ او تعالیٰ حکایتاً از حضرت عیسیٰ علیہ السلام میدانی آنچہ در نفسِ من است۔

ترجمہ۔ ذاتِ حق تعالیٰ کی وجود وہستی کا اثبات بغیر جسم اور بغیر عرض اور جوہر کے ہے جیسا اشیا صاحب جسم اور عرض اور جوہر ہیں اور حق تعالیٰ ان سب سے پاک ہے اس کا ذات میں اور تمام صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔ عقیدہ ۲۶ حق تعالیٰ کی حدا ور انتہا نہیں ہے اور ضد اور منازع یعنی کوئی جھگڑنے والا اور ممانع یعنی کوئی منع کرنے والا اس کا نہیں نہ ابتدا میں نہ انتہا میں۔ اور نہ حق تعالیٰ کے لئے شبیہ وشکل ہے۔ عقیدہ ۲۷ حق تعالیٰ کے ید اور وجہ اور نفس مبارک ہے جیسا اس کی ذات کے لائق ہے۔ اس سبب سے کہ خدائے برتر نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے وجہ یعنی منہ کی نسبت یہ ذکر چنانچہ اس کا قول ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ الخ یعنی ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر روئے مبارک اس کا۔ اور ید یعنی ہاتھ کی نسبت یہ ذکر جیسا اس کا قول ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یعنی خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ اور نفس کی نسبت یہ ذکر جیسا خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بطور حکایت ہے تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ الخ یعنی تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے۔

بانیکہ خواہد شد چنیں و چنیں موافق قضاء نہ بر وجہ امر زیرا کہ اگر می کرد امر ہماں وقت بوجود می آمد و قضاء و قدر یعنی حکم اجمالی و تفصیلیٔ اوست و مشیت ارادۂ حق تعالیٰ کہ متعلق بآں است ش یعنی موجود حادث ہم صفتِ حق تعالیٰ است در ازل بلا کیف عقیدہ ۳۳ میداند حق تعالیٰ معدوم را در حالتِ عدم آں معدوم و می داند کہ آں معدوم وقت موجود شدن بکدام حال پیدا خواہد شد عقیدہ ۳۴ می داند اللہ تعالیٰ موجود را در حالتِ وجود او و می داند کہ بکدام نہج خواہد بود فناء او عقیدہ ۳۵ می داند حق تعالیٰ قائم را در حالتِ قیامِ او پس ہرگاہ می نشیند قائم می داند حق تعالیٰ اورا قاعد در حال نشستن او از غیر تغیرِ شدن علم او در ازل یعنی علم حق تعالیٰ از نشستن و برخاستن و حیات و ممات و صلوٰۃ و صوم و سائر مقامِ موجود تغیر نمی یابد بایں نہج کہ در ازل نبودہ باشد حالا حادث شدہ باشد بایں قسم ش یعنی بایں قسم اختلاف احوال مذکورہ ہم ولیکن تغیر و اختلافِ احوال از قیام و قعود

ترجمہ۔ کہ اس طرح اور اس طرح قضا کے موافق ہوگا نہ امر کی وجہ پر کیونکہ امر کرتا تو اسی وقت وجود میں آجاتا اور قضا و قدر اس کے حکم ہیں اجمالی اور تفصیلی اور مشیّت کہ حق تعالیٰ کا ارادہ جو موجود حادث کو متعلق ہے یہ صفت حق تعالیٰ کی ہے ازلی بلا کیف۔ عقیدہ ۳۳ حق تعالیٰ جانتا ہے معدوم کو اس معدوم کے نہ ہونے کی حالت میں اور جانتا ہے کہ وہ معدوم موجود ہونے کے وقت کس حال میں پیدا ہوگا۔ عقیدہ ۳۴۔ خدائے تعالیٰ جانتا ہے موجود کو اس کے ہونے کی حالت میں اور جانتا ہے کہ کس طریق سے فنا ہوگا۔ عقیدہ ۳۵۔ حق تعالیٰ جانتا ہے قائم کو اس کے کھڑے ہونے کی حالت میں۔ پھر جب بیٹھتا ہے وہ قائم تو حق تعالےٰ اس کو قاعد جانتا ہے اس کے بیٹھنے کی حالت میں بغیر تغیر ہونے اس کے علم کے ازل میں یعنی علم ازلی حق تعالیٰ کا موجود کے بیٹھنے اور اٹھنے اور زندہ ہونے اور مرنے اور نماز اور روزہ سے اور اس کی ساری جگہ سے تغیر نہیں پاتا ہے اس طرح کہ ازل میں تو نہ ہوا ہووے اب احوال مذکورۂ بالا کے اس قسم کے اختلاف کے سبب حادث ہوا ہووے۔ اور لیکن تغیر اور اختلاف احوال کا بسبب قیام اور قعود۔

حالانکہ خلقت بعض اشیا از مواد منافیٔ عقیدۂ سابق نیست زیراکہ اصل مواد از مخلوق غیرموجود است۔ عقیدۂ ۳۱ بُود اللہ تعالیٰ عالم در ازل باشیاء قبل وجودِ اشیاء در آں حال کہ مقدر کردہ است اشیاء را موافق ارادۂ خود و حکم کردہ مطابق علمِ خود در اشیاء پس علم اللہ تعالیٰ قدیم است وبعض متعلقاتِ آں علم حادث است چنانچہ نصِ صریح دال اوست وَلَا یَعزُبُ عَنہُ مِثقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الاَرضِ وَلَآ اَصغَرُ مِن ذٰلِکَ وَلَآ اَکبَرُ اِلَّا فِی کِتٰبٍ مُّبِینٍ۝ ترجمہ۔ پوشیدہ نگردد از وبرابر ذرّہ در آسمان ہا و نہ در زمین و نیست خورد تر ازاں و نہ بزرگ تر ازاں مگر آنکہ مکتوب است در کتاب روشن یعنی لوحِ محفوظ خلاصہ از تفسیر حسینی۔ عقیدۂ ۳۲۔ نمی باشد در دُنیا و نہ در آخرت ہیچ موجودے حادث در جمیع احوال مگر بہ مشیّتِ او و علم او و قضاء او یعنی حکمِ اُو و قدرِ او یعنی بمقدارِ تقدیر او و کتابتِ او در لوحِ محفوظ کہ او صف است ش اے بوصفِ موجود حادث ہر نہ بحکم یعنی نوشتہ است حق تعالیٰ در جمیع اشیاءٓ

ترجمہ۔ تو اس کلیہ میں مادہ بھی داخل ہے اور مادہ کا خالق بھی وہی ہے پس ابتدا ہر چیز کی بے مادہ ہے۔ حالانکہ پیدائش بعض چیزوں کی بعض مادوں سے پہلے عقیدہ کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اصل مواد مخلوق کا غیر موجود ہے۔ عقیدۂ ۳۱۔ خدائے تعالیٰ جانتا تھا اشیاء کو ازل میں اشیاء کے وجود سے پہلے اس حال میں کہ مقدّر کیا ہے اشیاء کو اپنے ارادہ کے موافق اور حکم کیا مطابق اپنے علم کے اشیاء میں پس علم خدائے تعالیٰ کا قدیم ہے اور اس علم کے بعض متعلقات حادث ہیں جیسا نصّ صریح اس کی دال ہے کہ سورۂ سبا میں ہے ولا یعزب عنہ مثقال ذرّۃٍ الخ یعنی اور اس سے چھپا نہیں رہتا ہے ذرّہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ہے اس سے خورد تر اور نہ اس سے بزرگ تر مگر یہ کہ لکھا ہوا ہے کتاب روشن میں یعنی لوح محفوظ میں یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔ عقیدۂ ۳۲ نہیں رہتا ہے یا ہوتا ہے دُنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی موجود حادث تمام احوال میں مگر اس کی مشیّت اور اس کے علم اور اس کی قضا سے یعنی اس کے حکم سے اور اس کے قدر سے کہ موافق مقدار اس کے اندازہ کرنے کے ہے اور اس کے لکھ دینے کے ہے لوحِ محفوظ میں جو موافق وصف موجود حادث کے ہے نہ موافق حکم کے یعنی حق تعالیٰ نے ساری اشیاءٓ کے حال میں یہ بات لکھ رکھی ہے کہ

عقیدہ ۳۷ بیرون آورد ذرّیت حضرت آدم علیہ السّلام را تا روزِ قیامت ش یعنی ہر قدر که تا روزِ قیامت پیدا شدنی است ہر طبقہ بعد طبقہ از صلبِ حضرت آدمؑ اولاً بعد ازاں از اختلافِ اصلابِ فرزنداں و ترائبِ بناتِ آدمؑ که بعض آں سپید بودند و بعض آں سیاہ و انتشار ساخت بسوئے یمین و یسار آدمؑ بعد ازاں خطاب کرد ذرّیاتِ آدمؑ را بقول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ یعنی آیا نیستم پروردگارِ شما و امر کرد ایشاں را بایمان و احسان و منع کرد ایشاں را از کفر و عصیان پس اقرار کردند حق تعالیٰ جلّ شانہٗ را بربوبیت و ذاتہائے خود را بعبودیّت از قولِ بَلٰی از روئے ایمانِ حقیقی یا حکمی فَهُمْ يُوْلَدُوْنَ عَلٰى تِلْكَ الْفِطْرَةِ (ترجمہ) پس آنہا پیدا کردہ میشوند بریں آفرینش۔ عقیدہ ۳۸ شخصے که کفر آورد بعد ایمانِ میثاقے تبدیل کرد و تغیّر ساخت ایمانِ فطری را بکفر و کسی که ایمان آورد و تصدیق کرد در اظہار ایماں بایں روش که ایمانِ لسانی را مطابقِ تصدیقِ جنانی ساخت ثابت ماند بر دینِ خود که اصلِ فطرت بود و مستمر شد بر اقرارِ خود که بقولِ لفظِ بَلٰی بود۔

ترجمہ۔ عقیدہ ۳۷۔ باہر لایا خدائے تعالیٰ اولاد حضرت آدم علیہ السّلام کو دن قیامت تک یعنی جس قدر کہ دن قیامت تک پیدا ہونے والے ہیں طبقہ کے بعد طبقہ اوّل حضرت آدم علیہ السّلام کی پشت سے بعد اس کے ان کے فرزندوں کی پشتوں اور بیٹیوں کے سینوں سے کہ بعض ان کے سپید تھے اور بعض ان کے سیاہ اور آدم علیہ السّلام کے دہنے اور بائیں ان کو پھیلا کر اس کے بعد ذرّیتِ آدم علیہ السّلام سے خطاب کیا اس قول سے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ یعنی کیا میں نہیں ہوں تمہارا پروردگار۔ اس کو روزِ میثاق کہتے ہیں اور حکم کیا ان کو ایمان اور احسان کا اور اُن کو کفر و عصیان سے منع کیا پس سب نے حق تعالیٰ جلّ شانہٗ کے ربّ ہونے پر اقرار کیا ایمان میثاقی کا اور اپنی ذاتوں کے لئے عبودیّت یعنی بندہ ہونے پر قول بَلٰی یعنی ہاں سے۔ یہ اقرار ایمان میثاقی ایمانِ حقیقی کی راہ سے تھا یا حکمی کی فَهُمْ يُوْلَدُوْنَ عَلٰى تِلْكَ الْفِطْرَةِ۔ یعنی پس وُہ پیدا کئے جاتے ہیں اسی پیدائش پر۔ عقیدہ ۳۸۔ جس شخص نے بعد ایمانِ میثاقی کے کفر اختیار کیا تو اس نے ایمان فطری کو کفر سے بدل دیا اور تغیّر کر دیا اور جو کوئی کہ ایمان لایا اور اس نے تصدیق کی ایمان کے ظاہر کرنے میں اس طریقہ سے کہ زبانی ایمان کو دل کی تصدیق کے مطابق کر لیا وُہ اپنے دین پر جو اصل فطرۃ کا تھا ثابت رہا اور اس اپنے اقرار پر جو لفظ بَلٰی کے قول سے تھا جاری رہا۔

وامثال آں از افعال پیدا می شود در مخلوقین عقیدہ [۳۶]۔ پیدا کرد حق تعالےٰ خلق را سادہ از آثار کفر و انوارِ ایماں باینکہ گردانید ایشاں را قابل اینکہ ازینہا عصیاں و احساں شد عبادت بحضور دل مر واقع شود بعد ازاں خطاب کرد حق تعالیٰ ایشاں را در وقتِ تکلیف شد ایں وقت در شرع بلوغ است کہ تقدیر کردند ش علماء بہ پانزدہ [۱۵] سال مر بعبادت وامر کرد ایشاں را با یماں وطاعۃ ومنع کرد ایشاں را از کفر ومعصیت پس ہر کہ کفر کرد بہ فعل خود و اختیارِ خود و انکارِ خود و اصرارِ خود بر جہل و استکبارِ خود بخذلانِ اللہ تعالیٰ یعنی بترک نصرتِ اللہ تعالیٰ اُورا و ہر کہ ایمان آورد بفعلِ خود وانقیادِ خود و اقرار بر زبانِ خود و تصدیق بجنان س بفتح جیم معنی دل م خود موافق امر اللہ تعالیٰ از توفیق اللہ تعالیٰ آنرا و یاری اللہ تعالیٰ اورا بمقتضائے فضل خود کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ (ترجمہ) تحقیق اللہ تعالیٰ ہر آئینہ صاحب فضل است بر آدمیان

ترجمہ۔ اور اس جیسے افعال کے مخلوقات میں پیدا ہوتا ہے عقیدہ [۳۶]۔ پیدا کیا حق تعالےٰ نے خلق کو سادہ آثار کفر اور انوار ایمان سے یعنی بے رنگ کفر و ایمان اس طرح کہ ان کو قابل اس کے بنا دیا کہ ان سے عصیان اور احسان واقع ہووے یعنی نا فرمانی اور عبادت جو حضورِ دل سے ہو۔ بعد اس کے خطاب کیا حق تعالےٰ نے ان کو تکلیف کے وقت میں عبادت کے ساتھ اور وقت تکلیف کا شرع میں بلوغ ہے جس کا اندازہ علماء نے پندرہ [۱۵] برس کیا ہے۔ اور حکم کیا ان کو ایمان اور طاعت کا اور منع کیا ان کو کفر و معصیت سے۔ پھر جس نے کفر کیا کفر کیا اپنے فعل سے اور اپنے اختیار سے اور اپنے انکار اور اپنے اصرار سے اور اپنے جہل و استکبار پر یعنی نادانی اور غرور پر خدائے تعالیٰ کے خذلان سے یعنی اس کے لئے خدائے تعالیٰ کی نصرت و مدد کے ترک یعنی چھوٹ جانے سے اور جو کوئی ایمان لایا ایمان لایا اپنے فعل سے اور اپنے تابعدار اور مقیّد ہونے سے اور اپنی زبان پر اقرار کرنے اور اپنے دل سے تصدیق کر لنے یعنی سچ ماننے سے موافق حکم خدائے تعالیٰ کے خدائے تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے اس کے لئے اپنے فضل کے موافق جیسا فرمایا خدائے تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ یعنی یقینی خدائے تعالیٰ البتہ صاحب فضل ہے لوگوں پر۔

بجہد انہ بدیہا عقیدہ[۴۳] اللہ تعالیٰ خالقِ افعالِ عباد است موافقِ ارادۂ خود کما قال اللہ تعالیٰ
خالقُ کلِّ شیءٍ و فعلِ عباد نیز داخل در تحتِ شی است عقیدہ[۴۴] تمام افعالِ عباد از خیر و شر کسب
ایشاں بارادہ و علمِ حق تعالیٰ و قضائے حق تعالیٰ است عقیدہ[۴۵] طاعۃ بتمامہا ش از فرض و واجب و
مندوب ہر قلیل و کثیر ثابت است از امرِ اللہ تعالیٰ اَطِیعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ۔ ترجمہ
فرمان برید اللہ تعالیٰ و فرمان برید رسول را صلعم و سبب محبتِ حق تعالیٰ است اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ
الْمُتَّقِیْنَ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست می دارد پرہیزگاراں را و رضائے حق تعالیٰ است لقولہٖ
تعالیٰ فِی حق المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ ترجمہ خوشنود شد اللہ تعالیٰ از ایشاں اے سبب
رضائے حق تعالیٰ است ۱۲ و علم و مشیّت و قضا و تقدیرِ حق تعالیٰ است و معصیت بتمامہا ش
از کفر و شرک و کبیرہ و صغیرہ ہر از علمِ حق تعالیٰ و قضائے حق تعالیٰ و تقدیرِ حق تعالیٰ است و
و مشیّتِ حق تعالیٰ و نیستند سببِ محبّتِ حق تعالیٰ چنانچہ آیتِ قرآن مجید مشعر است اِنَّ اللّٰہَ لا

ترجمہ۔ برائیاں کمائیں ان کا بوجھ انہیں پر رہے گا۔ عقیدہ[۴۳] بندوں کے فعلوں کو خدائے تعالیٰ پیدا کرتا
ہے اپنے ارادہ کے موافق جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا خالقُ کلِّ شیءٍ یعنی ہر چیز کا خالق ہے اور
تحت شے میں بندوں کے فعل بھی داخل ہیں تو ان کا خالق بھی وہی ہے۔ پس اسی نے پیدا کئے اور وہی
پیدا کرتا ہے عقیدہ[۴۴] بندوں کے تمام فعل نیکی اور بدی کے انہیں کے کمائے ہوتے ہیں حق تعالیٰ کے ارادہ
اور علم سے اور حق تعالیٰ ہی کی قضا سے عقیدہ[۴۵] فرماں برداری تمام قسم کی فرض اور واجب اور نفل و مستحب
تھوڑی اور بہت ثابت ہے خدائے تعالیٰ کے حکم سے اَطِیعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ یعنی تابعداری
کرو خدائے تعالیٰ کی اور تابعداری کرو رسول صلعم کی اور یہ تابعداری سبب ہے خدائے تعالیٰ کے لئے
محبّت کی۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝ یعنی یقینی خدائے تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو اور
یہی سبب ہے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کی بسبب فرمانے خدائے تعالیٰ کے مومنین کے حق میں رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْھُمْ یعنی خوشنود ہو گیا خدائے تعالیٰ اُن سے۔ اور یہ خدائے تعالیٰ کے علم اور مشیّت اور قضا اور
تقدیر سے ہے اور نافرمانی بھی ہر قسم کی یعنی کفر اور شرک اور کبیرہ اور صغیرہ خدائے تعالیٰ کے
علم اور قضا اور تقدیر اور مشیّت سے ہے لیکن بسبب محبّت خدائے تعالیٰ کی نہیں ہے جیسا
آیت قرآن مجید کی آگاہ کر رہی ہے۔

عقیدہ[۳۹]۔ جبر نہ کردہ است ہیچ کس را از خلق خود بر کفر و نہ بر ایمان و پیدا نہ کردہ است اللہ تعالیٰ ایشاں را مومن و نہ کافر بلکہ پیدا کردہ است ایشاں را اشخاص عقیدہ[۴۰]۔ ایمان و کُفر فعلِ عبد است یعنی باعتبارِ اختیارِ ایشاں نہ بر وجہِ اضطرار عقیدہ[۴۱]۔ می داند اللہ تعالیٰ شخصی را کہ کفر می کند۔ کافر در حالتِ کُفر و ہر گاہ ایمان می آرد بعد از ارتکابِ کُفر می داند اللہ تعالیٰ او را مومن در حالِ ایمانِ او از غیر تغیّرِ علمِ او تعالیٰ و صفتِ او تعالیٰ ش یعنی غضب و رضا چنیں است در شرح فقہ اکبر ملّا علی م یعنی از کفر بندہ و ایمانِ بندہ علمِ حق تعالیٰ متغیّر نمی شود و نہ صفتِ او تعالیٰ ش یعنی غضب و رضا م عقیدہ[۴۲]۔ جمیع افعالِ عباد از کفر و ایمان و طاعۃ و عصیان کسبِ ایشاں است بر سبیلِ حقیقۃ و نیست بطریقِ مجاز و نہ بر سبیلِ اکراہ و غلبہ بلکہ اختیارِ ایشاں است در فعلِ ایشاں باعتبارِ اختلاف و میلان ذات ہائے ایشاں لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۔ ترجمہ۔ برائے آں باشد آنچہ کسب کرد از نیکوئی ہائے و بروئے باشد آنچہ کسب کرد۔

ترجمہ عقیدہ[۳۹]۔ خدائے تعالیٰ نے جبر نہیں کیا ہے کسی کے لئے اپنے مخلوق سے کفر پر اور نہ ایمان پر، اور نہ ان کو مومن پیدا کیا ہے اور نہ کافر بلکہ پیدا کیا ہے ان کو اشخاص۔ عقیدہ[۴۰]۔ ایمان و کفر بندہ کا فعل ہے یعنی باعتبار ان کے اختیار کے نہ اضطرار کی وجہ پر۔ عقیدہ[۴۱]۔ خدائے تعالیٰ اس شخص کو جو کفر کرتا ہے کافر جانتا ہے کفر کی حالت میں اور جب کفر اختیار کرنے کے بعد ایمان لاتا ہے۔ تو خدائے تعالیٰ اس کو مومن جانتا ہے اس کے ایمان کے حال میں بغیر متغیّر ہونے خدائے تعالیٰ کے علم کے اور خدائے تعالیٰ کی صفت کے یعنی صفتِ غضب و رضا کے شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں اسی طرح ہے یعنی بندہ کے کفر و ایمان سے حق تعالیٰ کا علم متغیّر نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کی صفتِ غضب و رضا عقیدہ[۴۲]۔ بندوں کے تمام افعال خواہ کفر و ایمان کے ہوں خواہ طاعت اور عصیان یعنی بندگی اور نافرمانی کے حقیقت کی راہ سے یہ انہیں کا کسب ہے اور مجاز کے طریق پر نہیں ہے اور نہ زبردستی اور غلبہ کی راہ سے ہے بلکہ ان کے فعل میں ان کا اختیار ہے ان کے اختلاف کے اعتبار سے اور ان کی ذاتوں کے اس طرف میلان کرنے سے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی جو کچھ نیکیاں انہوں نے کسب کیں وہ انہیں کے لئے ہوں گی اور جو کچھ کوشش کر کے انہوں نے

بن مناف[۴] بن قصیّ[۵] بن کلاب[۶] بن مرّۃ[۷] بن کعب[۸] بن لوّیّ[۹] بن غالب[۱۰] بن فہر[۱۱] بن مالک[۱۲] بن نضر[۱۳] بن کنانہ[۱۴] بن خزیمہ[۱۵] بن مدرکہ[۱۶] بن الیاس[۱۷] بن مضر[۱۸] بن نزار[۱۹] بن معد[۲۰] بن عدنان[۲۱] مثل دریں قدر بہ نسب آں حضرت صلعم اختلاف نیست و روایت کردہ شد از آنحضرت صلعم کہ منسوب فرمود نفس مبارک خود را تا نزار بن معد بن عدنان از شرح فقہ اکبر ملّا علی ھم خاتم الانبیا است وحبیب اللہ تعالیٰ و بندۂ خاص حضرت جلّ و علیٰ و رسول اللہ تعالیٰ و تبارک و عبادت نہ کردہ است صنم را و شریک نہ کردہ است باللہ تعالیٰ کسے را گاہے نہ قبل از نبوّت نہ بعد از نبوّت و نہ مرتکب شدہ است صغیرہ و کبیرہ را مثل نہ قبل از نبوّت نہ بعدہم۔ عقیدہ [۴۹] افضل النّاس بعد وجود مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم حضرت ابوبکر صدّیق بن قحافہ است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت عمر [illegible] الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت عثمان ابن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ابن ابی طالب

ترجمہ ابن مناف[۴] ابن قصیّ[۵] ابن کلاب[۶] ابن مرّہ[۷] ابن کعب[۸] ابن لوّیّ[۹] ابن غالب[۱۰] ابن فہر[۱۱] ابن مالک[۱۲] ابن نضر[۱۳] ابن کنانہ[۱۴] ابن خزیمہ[۱۵] ابن مدرکہ[۱۶] ابن الیاس[۱۷] ابن مُضر[۱۸] ابن نزار[۱۹] ابن معد[۲۰] ابن عدنان[۲۱] جن کا نسب شریف یہ ہے خاتم انبیاء ہیں یعنی ختم کرنے والے نبیوں کے کہ نبوّت آپ پر ختم ہے کوئی نبی بعد آپ کے نہیں ہو سکتا۔ اور آپ حبیبِ خدا تعالیٰ ہیں اور حضرت جلّ و علیٰ کے بندۂ خاص ہیں اور خدائے تعالےٰ و تبارک کے رسول ہیں۔ بُت کو آپ نے کبھی نہیں پُوجا اور نہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا کبھی نہ پہلے نبوّت کے نہ بعد نبوّت کے اور نہ صغیرہ و کبیرہ کبھی گناہ کیا نبوّت سے پہلے اور بعد اس قدر نسب شریف مذکورہ بالا میں کہ معہ آں حضرت صلعم کے بائیس پشتیں ہوتی ہیں اختلاف نہیں ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے مروی ہے کہ آپ نے منسوب فرمایا اپنے نفسِ مبارک کو نزار بن معد بن عدنان تک کہ شرح فقہ اکبر ملّا علی میں ہے عقیدہ [۴۹] آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کے حضرت ابوبکر صدّیق بن قحافہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ان کے حضرت عمر ابنِ خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ان کے حضرت عثمان ابنِ عفّان رضی اللہ تعالےٰ عنہ بعد ان کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ ابنِ ابی طالب ہیں۔

یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ o ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست نمی دارد کافران را ۷ ونیستند معاصی برضاءِ حق تعالیٰ لقولہ تعالیٰ وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ سورہ زمر رکوع ا ونہ بامر او تعالیٰ چنانچہ درکلام مجید واقع است اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ۔ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ حکم نمی فرماید بہ بے حیائی عقیدہ ۴۶ جمیع انبیاء علیہم السلام پاک انداز صغائر و کبائر و قبائح مانندِ قتل و زنیٰ و لواطت و سرقہ و قذف محصنہ و سحر و فرار از جہاد و ظلم بر عباد و قصدِ فساد در بلاد ش عمداً و سہواً از کبائر نہ سہواً از صغائر بعد تشرف بہ نبوت نہ قبل و معصوم اند از کفر قبل از نبوت و ایں ہمہ بالاجماع است خلاصہ از شرح فقہ اکبر ملا علی م عقیدہ ۴۷ تحقیق بود از بعض انبیاء علیہم السلام قبل از ظہورِ نبوت یا بعد مناقب رسالت زلات و خطیات عقیدہ ۴۸ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابنِ عبد اللہ[۱] ابنِ عبد المطلب[۲] ابنِ ہاشم[۳]۔

ترجمہ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ o یعنی یقینی خدائے تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ اور معصیتیں خدائے تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے نہیں ہیں بسبب فرمانے خدائے تعالیٰ کے سورہ زمر میں اوّل رکوع میں وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ یعنی خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا ہے اور نہ یہ خدائے تعالیٰ کے حکم سے ہے جیسا کلام مجید میں واقع ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ یقینی خدائے تعالیٰ بے حیائی کے لئے حکم نہیں دیتا ہے عقیدہ ۴۶۔ تمام انبیاء علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں اور برائیوں سے پاک ہیں جیسے قتل[۱] اور زنا[۲] اور لواطت[۳] اور چوری[۴] اور پارسا عورتوں پر[۵] بہتان باندھنے اور جادو[۶] اور جہاد[۷] سے بھاگنے اور بندوں[۸] پر ظلم کرنے اور شہروں[۹] میں فساد پھیلانے سے ان میں کبیرہ گناہوں سے جان کر اور بھول کر دونوں طرح گناہ کرنے سے انبیاء پاک ہیں اور صغیرہ سے جان کر پاک ہیں نہ بھول کر نبوت سے بزرگی حاصل کرنے کے بعد یعنی نبی ہونے کے بعد نہ اس سے پہلے اور معصوم ہیں انبیاء کفر سے نبی ہونے کے پہلے بھی اور یہ سب مسائل بالاجماع ثابت ہیں اور یہی خلاصہ ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا۔ عقیدہ ۴۷۔ بے شک ہوئے ہیں بعض انبیاء علیہم السلام سے زلات یعنی لغزشیں اور خطیات یعنی خطائیں نبوۃ ظاہر ہونے سے پہلے یا مناقب رسالہ کے بعد یعنی رسالت کے اوصافِ حمیدہ کے بعد۔ عقیدہ ۴۸ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنِ عبد اللہ[۱] ابن عبد المطلب[۲] ابنِ ہاشم[۳]۔

وَلقوله عَلَیْہِ السَّلَام لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ ترجمہ۔ برائے فرمودن علیہ السّلام زشت نہ گوئید اصحاب مرا۔ عقیدہ ۵۲ یاد می کنیم ہر یکے را از اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بخیر اگرچہ صادر شد از بعض ایشاں آنچہ در صورتِ شر است بنا بر حُسنِ ظن با ایشاں لقوله علیہ السّلام خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ترجمہ۔ بہترین ہر قرنے کہ گذشت وگذرد قرنِ من است۔ وَلقوله علیہ السّلام اذا ذُکِر اَصْحَابِیْ فاسْکُتُوْا ترجمہ۔ وبرائے فرمودن پیغمبر علیہ السّلام ہرگاہ ذکر کردہ شوند اصحاب من پس خاموش باشید ش ازیں حدیث شریف اشارت است کہ در معاملاتِ صحابہ از ہیجو مشاجرات وغیرہا حذر کنید ونیز از نکوہش وافراط وتفریط بخود رائی ہم عقیدہ ۵۳ تکفیر نمی کنیم ہیچ مسلمانے را از ذنوب اگرچہ مرتکب کبیرہ باشد مادام کہ معتقدِ حلت معصیتی کہ حرمتِ آں بدلیل قطعی ثابت شدہ باشد نیست چناں کہ خوارج می کنند ش اے تکفیر میکنند مرتکب کبیرہ را از شرح فقہ اکبر ملّا علی م عقیدہ ۵۴۔ زائل نمی شود از مسلم بسبب ارتکاب کبیرہ اسم ایمان۔

ترجمہ۔ اور ان کی دوستی بسبب فرمانے اس ارشاد حضور علیہ السّلام کے ہے لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ یعنی میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو۔ عقیدہ ۵۲ ہم اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کو خیر سے یاد کرتے ہیں ان سے حسنِ ظن کے سبب اگرچہ بعض سے ان کے وُہ چیز جو شر کی صورت میں ہے صادر ہو گئی بسبب فرمانے حضور علیہ السّلام کے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ یعنی ہر قرن و زمانہ کہ گذرا اور گذرتا ہے اس میں سب سے اچھا میرا زمانہ ہے اور بسبب فرمانے حضور علیہ السّلام کے اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَاسْکُتُوْا یعنی جب میرے اصحاب ذکر کیے جاویں تو چُپ رہو۔ اس حدیث شریف سے اشارت ہے کہ صحابہ کے معاملات میں مانند مشاجرات وغیرہ معرکوں کے جو ان میں دقوع میں آئے پرہیز کرو اور ملامت اور خود رائی سے افراط و تفریط یعنی زیادتی اور کمی کرنے سے بھی ان کی نسبت میں بچو۔ عقیدہ ۵۳ کسی مسلمان کی گناہوں کے سبب ہم تکفیر نہیں کرتے اگرچہ گناہِ کبیرہ اس سے ہوا ہوئے جب تک اس گناہ کے حلال ہونے کا جس کا حرام ہونا دلیلِ قطعی سے ثابت ہو چکا ہے معتقد نہیں ہے جیسا خوارج گناہِ کبیرہ کرنے والے کی تکفیر کرتے ہیں اسی طرح شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں ہے۔ عقیدہ ۵۴ مسلمان سے گناہِ کبیرہ ہو جانے کے سبب اسمِ ایمان یعنی وصفِ ایمان زائل نہیں ہوتا ہے۔

عقیدہ ۵۰ بعد خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم باقی دوام بر تبعیتِ حق اند چنانچہ بودند در زمان ماضی یعنی حضور جنابِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بے تغیر حالِ ایشاں و نقصان در کمالِ ایشاں مثل نقصان عطف است بر تغیر یعنی بے نقصان ہر بس بوقوع مشاجرات و غیرہا تغیرے بحال و نقصانے در کمال واقع نشد عقیدہ ۵۱ دوست میداریم ما اصحاب رضی اللہ عنہم را مثل آل نیز شاملِ اصحاب است ہم و زشت نمی گوییم کسے را از ایشاں بخلافِ روافض و خوارج لقوله تعالیٰ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۔ ترجمہ پیشی کنندگانِ پیشیاں کہ از ہجرت کنندگان اند از مکہ بمدینہ و از مددگاران کہ اہلِ مکہ را مدد کردند و آناں کہ متابعت کردند سابقان را در ایمان و طاعۃ وا اند سائر صحابہ خوشنود شد خدائے تعالیٰ از ایشاں بقبول طاعۃِ ایشاں و خوشنود شدند ایشاں از خدائے تعالیٰ بانچہ یافتند از نعیمِ دینیہ دنیویہ خلاصہ از تفسیرِ حسینی

ترجمہ عقیدہ ۵۰ بعد چاروں خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باقی اصحاب حضور صلعم کے ہمیشہ حق کی پیروی پر ہیں۔ جیسا گذشتہ زمانہ یعنی حضور جنابِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں تھے بغیر تغیر ہونے ان کی حال کے اور بدون نقصان ان کے کمال میں پس مشاجرات وغیرہ معرکوں کے واقع ہونے کے سبب کچھ تغیر ان کے حال میں اور کچھ نقصان ان کے کمال میں نہیں واقع ہوا۔ عقیدہ ۵۱۔ ہم اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوست رکھتے ہیں اور آل بھی شامل اصحاب میں ہیں۔ اور ہم ان میں سے کسی کو برا نہیں کہتے ہیں بخلاف رافضیوں اور خارجیوں کے کہ اول اصحاب کی جناب میں اور دوم آل کے حضور میں گستاخ و بے ادب ہیں اور صحابہ سے ہماری دوستی اِس فرمانِ خدائے تعالیٰ کے سبب ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اگلوں میں آگے رہنے والے مہاجرین جو مکہ سے ہجرت کرنے والے ہیں مدینہ کو اور انصار یعنی مدد کرنے والے جنہوں نے اہلِ مکہ کی جو مہاجر ہو کر آتے تھے مدد کی۔ اور جنہوں نے ان آگے رہنے والوں کی متابعت اور پیروی کی ایمان اور طاعت میں کہ مراد تمام صحابہ ہیں راضی ہو گیا خدائے تعالیٰ ان سے ان کی طاعت کو قبول فرما کر اور راضی ہو گئے وُہ خدائے تعالیٰ سے اس چیز پر جو دینی اور دُنیوی نعمتیں اُنہوں نے پائیں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیرِ حسینی کا۔

لیکن می گوئیم کسیکہ عمل خواہد کرد حسنہ بشرائط مصححۂ آں حسنہ در اں حال کہ خالی باشد از عیوب مفسدۂ ظاہری و معانی مبطلۂ باطنی چوں کفر و عجب و ریا تا آنکہ خارج شود از دُنیا ضائع نخواہد شد ش اے ایں عمل حسنہ ہم اللہ تعالیٰ در قرآن مجید می فرماید اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ٥ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ ضائع نمی کند اجر عابداں حاضر دل۔ بلکہ قبول خواہد کرد از عباد آں عمل را حق تعالیٰ بہ فضل و کرمِ خود و ثواب براں خواہد داد عباد را بمقتضائے وعدۂ خود عقیدہ [۶۱] کسیکہ کرد سئیات را سوائے شرک و کفر و توبہ نہ کرد تا آنکہ مُرد مومن غیر تائب پس او متعلق بارادۂ حق سبحانہ و تعالیٰ است اگر خواہد عذاب کند بعدل خود بمقدارِ استحقاق عقاب آں یعنی خلود در نار نباشد و اگر خواہد عفو کند بفضل و کرمِ خود عقیدہ [۶۲] ریا ہر گاہ کہ واقع شود در عملے از اعمال پس باطل خواہد شد اجر آں عمل بلکہ ثابت نخواہد شد ش اے آں عمل ہم و ہمچنیں عجب ضائع کنندۂ عمل است ش از اقتصار بر ریا و عجب انہ آثام سائر

ترجمہ۔ لیکن ہم کہتے ہیں جو کوئی نیک عمل کرے گا اس نیکی کی صحیح شرطوں کے ساتھ اِس طرح سے کہ وُہ نیک عمل ان عیبوں سے جو ظاہر عمل میں فساد پیدا کرتے ہیں اور ان باتوں سے جو باطن میں عمل کو باطل کرنے والی ہیں خالی ہووے جیسے کفر اور عُجب یعنی خود پسندی اور ریا یعنی لوگوں کے دِکھلانے کو وُہ عمل ہو یہاں تک کہ وُہ عامل دُنیا سے خارج ہووے۔ یہ عمل نیک اس کا ضائع نہ ہو گا۔ خدائے تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ٥ بے شک خُدائے تعالیٰ حاضر دل عابدوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے بلکہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندوں سے ایسے عمل کو قبول فرماتے گا اور اس پر بندوں کو اپنے وعدہ کے مطابق ثواب دے گا۔ عقیدہ [۶۱] جس شخص نے سوائے شرک اور کفر کے اور بُرے کام کیئے اور توبہ نہ کی یہاں تک کہ مومن مرا بے توبہ کیئے ہُوئے پس وُہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے ارادہ سے متعلق ہے اگر چاہے عذاب کرے اپنے عدل سے اس کی سزا کے اِستحقاق کے اندازہ پر۔ مطلب یہ ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اور اگر چاہے اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادے عقیدہ [۶۲] جب کسی عمل میں اعمال سے ریا واقع ہو جائے گی تو اس عمل کا اجر باطل ہو جائے گا بلکہ وُہ عمل ثابت نہ رہے گا۔ اور اسی طرح عُجب عمل ضائع کر دیتا ہے۔ ریا اور عُجب پر اقتصار کرنے سے تمام گناہوں کی نسبت آگہی اور اشعار ہے۔

نش اَے وصفِ ایمان از شرح فقہ اکبر ملّا علی ہ ۱ چنانچہ معتزلہ گویند نش کہ مرتکبِ کبیرہ بیرون شود از ایمان و نہ در آید در کفر پس ثابت می کنند مرتبہ میانِ کفر و ایمان بآنکہ اتفاق دارند بریں کہ صاحبِ کبیرہ ہمیشہ در دوزخ ماند از شرح فقہ اکبر ملّا علی ہ بلکہ نام می داریم مرتکبِ کبیرہ را مومن از رُوئے حقیقۃ نہ از رُوئے مجاز۔ عقیدہ ۵۵۔ نمی گوئیم کہ ضرر نمی کند مومن را گناہ بعد حاصل شدن ایمان و مومن گنہگار داخل نخواہد شد در دوزخ نش چنانکہ مرجیہ و ملاحدہ و اباحتیہ گفتہ اند از شرح فقہ اکبر ملّا علی ہ عقیدہ ۵۶۔ مسح بر خفین ثابت است از سُنّت برائے مقیم یک روز و یک شب و برائے مسافر سہ شبانروز۔ عقیدہ ۵۷۔ تراویح در شب ہائے ماہِ رمضان سُنّت است عقیدہ ۵۸۔ نماز عقب صالح و طالح از مومن جائز است۔ عقیدہ ۵۹۔ مومن گنہگار ہمیشہ در دوزخ نخواہد ماند اگرچہ فاسق باشد در آں حال کہ مُردہ باشد بحُسنِ خاتمہ۔ عقیدہ ۶۰ ما قائل نیستیم بآنکہ بتحقیق حسناتِ ما مقبول اند و سیّئاتِ ما مغفور مانند قول مرجیہ۔

ترجمہ۔ جیسا معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنے والا ایمان سے باہر ہو جاتا ہے اور نہ کفر میں داخل ہوتا ہے پس وُہ درمیان ایمان اور کفر کے ایک مرتبہ ثابت کرتے ہیں باوجود اس کے ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صاحب کبیرہ ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے چنانچہ شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں اسی طرح ہے بلکہ گناہِ کبیرہ کرنے والے کا نام ہم مومن رکھتے ہیں حقیقت کی راہ سے نہ مجاز کی رُو سے۔ عقیدہ ۵۵۔ ہم نہیں کہتے ہیں کہ مومن کو بعد ایمان حاصل ہونے کے گناہ ضرر نہیں کرتا ہے اور مومن گنہگار دوزخ میں داخل نہ ہوگا جیسا کہ فرقۂ مرجیہ اور مُلاحدہ اور اباحتیہ نے کہا ہے۔ اسی طرح شرح فقہ اکبر مُلّا علی قاری میں ہے۔ عقیدہ ۵۶۔ مسح موزوں پر سُنّت سے ثابت ہے مقیم کے لیئے ایک دِن اور رات اور مُسافر کے لیئے تین رات دِن۔ عقیدہ ۵۷۔ تراویح ماہِ رمضان کی راتوں میں سُنّت ہے۔ عقیدہ ۵۸۔ مومن نیک بخت اور گنہگار دونوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ عقیدہ ۵۹۔ مومن گنہگار ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اگرچہ فاسق ہووے مگر اس وقت کہ اچھے خاتمہ کے ساتھ مرا ہووے عقیدہ ۶۰۔ ہم اِس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ہماری نیکیاں یقینی مقبول ہیں اور بُرائیاں بخش دی گئی ہیں مانند قولِ مرجیہ کے۔

یعنی ہر گاہ کہ گناہے می کنند نعمت مر ایشاں را زیادت می گردانیم تا در طغیان و عصیان می افزایند از تفسیرِ حسینی پس در غفلت می اُفتند و فریفتہ می شوند بآں مثل آئے قضایہ حاجات کہ از رُوئے استدراج است ہم و می پندارند آں را انعام و احسان و زیادہ می شوند از رُوئے عصیاں اگر باشند فجّار و از رُوئے کفر اگر باشند کفار عقیدہ ۶۵۔ ست اللہ تعالیٰ خالق پیش از پیدا کردن مخلوق وہست رازق پیش از رزق دادن مثل باشد کہ تکرار فرمُود امام علیہ الرحمۃ ایں مطلب را برائے آگہی اینکہ واجب است بریں اعتقاد از شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری عقیدہ ۶۶ مومناں خواہند دیدِ حق تعالیٰ را در جنّت بچشمِ سر بلا تشبیہ و بلا کیف و کمیۃ عقیدہ ۶۷۔ نخواہد شد میان حق تعالیٰ و خلق مسافت یعنی نہ در غایت از قرب و نہ در نہایت از بُعد و نہ بوصف اتصال و نہ بنعتِ انفصال و نہ بحلُول مثل در آمدن در چیزے ہم و اتحاد مثل یک شدن ہم۔ عقیدہ ۶۸۔ و ایمان اقرار بزبان است و تصدیق بجنان۔

ترجمہ یعنی وُہ جب کوئی گناہ کرتے ہیں ہم اُس وقت خاص اُن کے لئے نعمت بڑھا دیتے ہیں۔ تو وُہ طغیان اَور نا فرمانی میں اَور بڑھ جاتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیرِ حسینی کا۔ پھر وُہی غفلت میں پڑ جاتے ہیں۔ اَور ان حاجت روائیوں پر جو بطور استدراج ہیں فریفتہ ہو جاتے ہیں اَور ان کو اِنعام اَور احسان سمجھتے ہیں اگر بدکار ہوتے ہیں نافرمانی اَور گناہ زیادہ کرتے ہیں۔ اگر کافر ہوتے ہیں کفر میں بڑھ جاتے ہیں عقیدہ ۶۵ خدائے تعالیٰ خالق ہے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے اَور رازق ہے رزق دینے سے پہلے۔ شاید امام علیہ الرحمۃ نے فقط اِس بات کی آگہی کے لئے اِس مطلب کو مکرّر فرمایا کہ اس پر ایمان واجب ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں ہے۔ عقیدہ ۶۶۔ مومن حق تعالیٰ کو جنت میں سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے بغیر تشبیہ اَور بغیر کیف اَور کمیت کے کیونکہ خدائے تعالیٰ شبہ اَور صورت ہونے اَور کیفیت یعنی کیسا اَور کس طرح اَور کیونکر ہونے سے اَور مقدار اَور اندازہ ملنے سے پاک ہے عقیدہ ۶۷۔ حق تعالیٰ اَور خلق کے درمیان مسافت یعنی فاصلہ نہ ہوگا۔ نہ نہایت نزدیک ہونے کی صورت میں اَور نہ نہایت دُور ہونے کی حالت میں اَور نہ اتّصال یعنی نزدیک ہونے کی وصف کے ساتھ اَور نہ انفصال یعنی جُدا ہونے کی صفت کے ساتھ اَور نہ حلُول کی صورت میں یعنی کسی چیز میں داخل ہو جانا جس کو گھُل جانا کہتے ہیں اَور نہ اتحاد یعنی ایک ہو جانے کے طریق پر جس میں دوئی کا اطلاق نہ ہو عقیدہ ۶۸۔ ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنے کا اَور دل سے تصدیق یعنی سچ ماننے کا۔

بانیکہ دیگر سیّئات ابطالِ حسنات نمی کنند از شرح فقہ اکبر ملّا علی ق[63] عقیدہ معجزات از انبیاء علیہم السّلام و کرامات از اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثابت گردیدہ است از کتاب و سُنّت۔ عقیدہ[64] خرق شق دریدن یعنی خلاف عادت ہم عادت کہ ظاہر شود از اعدائے حق تعالیٰ مثل ابلیس در طیٔ ارض و فرعون در روانیٔ نیل و دجّال در کشتن و زندہ کردن و چنیں روایت کردہ شدہ است در اخبار کہ بُوند بعضی خوارق از ایشاں پس نام نمی نہیم آں خوارق را بمعجزات زیرا کہ معجزات مختص بانبیاء علیہم السّلام اند و نہ بکرامات زیرا کہ کرامات مختص باصفیا اند لیکن نام میداریم آں خوارق را از قضاءِ حاجات مراعدا را از رُوئے استدراج مَکْرٌبِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَعُقُوْبَةٌ لَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ۔ ترجمہ۔ فریب است باآنہا در دُنیا و عذاب است برائے آنہا در آخرت۔ کَمَا قَالَ اللہُ تَعَالٰی سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ترجمہ۔ زود باشد کہ بگیریم ایشاں را پایہ پایہ یعنی اندک اندک و بہلاکت نزدیک گردانیم از آں جا کہ ندانند۔

ترجمہ۔ اس بات کا کہ دُوسرے گناہ نیکیوں کو باطل نہیں کرتے جیسا شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں ہے عقیدہ[63] معجزے انبیاء علیہم السّلام کے اور کرامتیں اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ثابت ہو چکی ہیں کتاب اور سُنّت سے۔ عقیدہ[64] خرقِ عادت۔ خرق کے معنیٰ لغت میں پھٹنے کے ہیں۔ اور مُراد یہاں خلافِ عادت کی ہیں جو حق تعالیٰ کے دُشمنوں سے ظاہر ہوتی ہیں مانند ابلیس کے زمین کے طے کرنے میں اور فرعون کے دریائے نیل جاری کرنے میں اور دجّال کے مار ڈالنے اور زندہ کرنے میں اور اسی طرح اخبار میں یعنی حدیثوں میں مروی ہے کہ ان سے بعض خوارق ہوئے ہیں پس ہم ان خوارق کو معجزات کے نام سے نہیں پکارتے ہیں کیونکہ معجزات انبیاء علیہم السّلام کے ساتھ خاص ہوگئے ہیں۔ نہ ان کا نام ہم کرامات رکھتے ہیں کیونکہ کرامات اصفیاء یعنی برگزیدہ اور پرہیزگار لوگوں کے ساتھ خاص ہوگئے ہیں لیکن ہم ان خوارق کو استدراج کہہ کر پکارتے ہیں اور یہ دُشمنانِ خدا کے لئے ان کی حاجتیں پُوری کر کے خدائے تعالیٰ کا ان کو ڈھیل میں ڈال رکھنا ہے گویا مَكْرٌبِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَعُقُوْبَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ۔ دُنیا میں اُن کے ساتھ فریب ہے اور آخرت میں اُن کے لئے عذاب ہے کما قال اللہ تعالیٰ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ جیسا فرمایا خدائے تعالیٰ نے عنقریب ہم ان کو آہستہ آہستہ یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے پکڑ لیتے ہیں اور ہلاکت سے نزدیک کئے دیتے ہیں ایسے ڈھنگ سے کہ وُہ نہ جان سکیں گے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ ترجمہ نیست مثل او سبحانہ چیزے وحال این است که او شنوا و بینا است عقیدہ ۴ نیست قادر کسے کہ عبادت کند اللہ تعالیٰ را چنانچہ وے سبحانہ سزاوار او است لیکن بندہ عبادت می کند اللہ تعالیٰ را بامر او تعالیٰ چنانکہ امر فرمودہ است عقیدہ ۵۔ تمام مومنین مستوی اند در معرفت فی نفسہا و یقین در امر دین و توکل بر خدا و محبت برائے خدا و رسول و رضا بتقدیر و قضاء و خوف از غضب و عقوبت و رجاء برائے رضاء و مثوبت و ایمان یعنی ایقان بہ ثبوت ذات او تعالیٰ و تحقق صفات او تعالیٰ و صفات متفاوت باشند مومنان در ماسوائے ایمان در چیزے کہ ذکر کردہ شدہ است بتمامہ مثل اے در غیر تصدیق و اقرار بحسب تفاوت ایشان در قیام بارکان و اختلاف فجار در مراتب عصیان از شرح فقہ اکبر ملا علی و توانند شد کہ ماسوائے ایمان مراد تصفیہ و تزکیہ تخلیہ باطن باشد از ماسوی اللہ تعالیٰ باستقامہ بر یقینات۔

ترجمہ۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ نہیں ہے مثل اس سبحانہ کے کوئی چیز اور حال یہ ہے کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے عقیدہ ۴۔ نہیں ہے کوئی قادر کہ خدائے تعالیٰ کی عبادت کرے جیسا کہ وہ سبحانہ اس کا سزاوار ہے لیکن بندہ خدائے تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اس کے حکم سے جیسا اس نے حکم فرمایا ہے عقیدہ ۵۔ تمام مومنین برابر ہیں معرفت میں جو فی نفسہا ہے یعنی نفس اسی معرفت میں اور برابر ہیں یقین میں جو امر دین میں ہو اور خدا پر توکل کرنے میں اور خدا اور رسول کے لیے محبت میں اور تقدیر اور قضا پر راضی ہونے میں اور غضب اور عقوبت سے خوف کرنے میں اور خوشنودی اور ثواب پانے کے لیئے امیدواری میں اور ایمان یعنی یقین کرنے میں ذات خدائے تعالیٰ کے ثابت ہونے اور صفات خدائے تعالیٰ کے متحقق ہونے پر۔ اور مومن متفاوت ہوتے ہیں ماسوائے ایمان میں اور ان چیزوں میں جو تمام ذکر کی گئی ہیں یعنی غیر تصدیق و اقرار میں نیکوں کے قیام ارکان میں تفاوت کے موافق اور بدکاروں کے مراتب گناہ میں اختلاف کے موافق۔ یہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری سے ہے اور ہو سکتا ہے کہ ماسوائے ایمان سے مراد تصفیہ اور تزکیہ اور تخلیہ باطن کا ہو یعنی دل کا صاف اور پاک کرنا اور خالی کرنا غیر خدائے تعالیٰ سے ہو وے قیام پانے کے لیئے یقینات پر۔

عقیدہ ۶۹ ایمان اہلِ ایمان از ملائکہ و اہل جنت و اہلِ زمین از انبیاء و اولیاء و سائر مومنین زیادت و نقصان نمی پذیرد و عقیدہ ۷۰ جمیع مومنین مستوی اند در اصلِ ایمانِ توحید و متفاضل اند در اعمال عقیدہ ۷۱ ۔ اسلام تسلیم شُد اے قبول باطن ہم و انقیاد شُد فرمانبرئ ظاہرِ ہم امر و نہی اللہ تعالیٰ را می گویند پس در طریقِ لُغت اسلام و ایمان فرق است لیکن در شریعت یافتہ نمی شود ایمان بغیر اسلام پس ایمان و اسلام مانند شئے است کہ ہرگز از یک دیگر جُدا نمی شود چنانچہ پُشت با شکم عقیدہ ۷۲ دین اطلاق شُد گفتن یا ضد تقلیم کردہ می شود بر ایمان و اسلام و شرائع بتمامہ عقیدہ ۷۳ می شناسیم حق تعالیٰ را چنانچہ حق معرفت است حسبِ مقدُورِ خود و طاقتِ خود چنانچہ وصف کردہ است حق تعالیٰ نفسِ خود بتمام صفات ثبوتیہ شُد اے صفاتیکہ در ذاتِ اوست تعالیٰ ہم و سلبیہ شُد اے صفاتیکہ در ذاتِ او تعالیٰ نیست ہم در کتابِ خود و در قرآن مجید آمدہ است ۔

ترجمہ عقیدہ ۶۹ ایمان ایمان والوں کا کم و زیادہ نہیں ہوتا ہے ۔ وُہ فرشتوں میں سے ہوں یا جنت والوں میں سے یا زمین والوں میں سے از قسمِ انبیاء ہوں خواہ اولیاء یا تمام مومنین ۔ عقیدہ ۷۰ تمام ایمان والے اصل ایمان توحید میں برابر ہیں اُور اعمال میں ایک دُوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں ۔ عقیدہ ۷۱ ۔ اسلام خدائے تعالیٰ کے امر و نہی کے تسلیم کرنے یعنی باطن یا دل سے قبول کرنے اُور انقیاد یعنی ظاہر میں حکم بجا لانے کو کہتے ہیں پس لُغت کے طریق سے ایمان اُور اسلام میں فرق ہے لیکن شریعت میں ایمان بغیر اسلام نہیں پایا جاتا ہے ۔ پس ایمان اُور اسلام مانند ایک شے کے ہے کہ ایک دُوسرے سے ہرگز جُدا نہیں ہوتا ہے جیسے پیٹھ پیٹ سے عقیدہ ۷۲ ۔ دین اطلاق کیا جاتا ہے یعنی بولا جاتا ہے یا بے قید ہوتا ہے ایمان اُور اسلام اُور تمام شرائع پر سب کے لئے عقیدہ ۷۳ ہم حق تعالیٰ کو پہچانتے ہیں جیسا پہچاننے کا حق ہے اپنے مقدور اُور اپنی طاقت کے موافق جیسا کہ وصف کیا ہے حق تعالیٰ نے اپنے نفس کا تمام صفات ثبوتیہ اُور سلبیہ کے ساتھ اپنی کتاب میں ۔ ثبوتیہ وُہ صفتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں اُور ثابت ہیں اُور سلبیہ وُہ صفتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کی ذات میں موجود نہیں ہیں بلکہ اس سے مسلوب ہیں ۔ اُور قُرآن مجید میں آیا ہے ۔

عقیدہ ۸۲ ۔حوض پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حق است و پل صراط حق است عقیدہ ۸۳ ۔جنت و نار کہ موجود اند الیوم قبل از قیامت حق اند و فانی نخواہند شد یعنی بعد دخول جنتیاں و دوزخیان بخلاف جبریہ ہر عقیدہ ۸۴ ۔عقاب و ثواب اللہ تعالیٰ فانی نخواہد شد ہمیشہ یعنی بخلاف جبریہ ہر عقیدہ ۸۵ ۔اللہ تعالیٰ ہدایت یعنی راہ راست بردن ہر می کند سوئے ایمان و طاعت از فضلِ خود ہر کسے را کہ می خواہد و ضلالت می دہد بکفر و معصیت از عدلِ یعنی ای عدل بالحکمۃ ہم خود ہر کسے را کہ می خواہد عقیدہ ۸۶ اضلالِ اللہ تعالےٰ عبارت از خذلان است و تفصیلِ خذلان این است کہ توفیق نیابد بندہ آں چیز را کہ راضی است حق تعالیٰ ازاں چیز و آں خذلان از عدل یعنی اے عدل بالحکمۃ ہم است و ہمچنیں عقوبت مخذول بر معصیت از عدل یعنی اے عدل بالاستحقاق ہم عقیدہ ۸۷ نیستیم قائل اینکہ شیطان سلب می کند ایمان را از بندۂ مومن از روئے قہر و جبر لیکن می گوئیم بندہ می گذارد ایمان را باختیارِ خود باغوائے شیطان یا بہوائے نفس پس ہرگاہ ترک می کند بندہ ایمان را پس سلب می کند ایمان را ازاں بندہ شیطان

ترجمہ عقیدہ ۸۲ ۔حوض پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حق ہے اور پل صراط حق ہے۔ عقیدہ ۸۳ جنت اور دوزخ جو آج موجود ہیں قیامت سے پہلے حق ہیں۔ اور فنا نہ ہوں گی یعنی جنتیوں اور دوزخیوں کے داخل ہونے کے بعد بخلاف جبریہ کے عقیدہ ۸۴ ۔عذاب اور ثواب خدائے تعالیٰ کا فنا نہ ہوگا۔ ہمیشہ بخلاف جبریہ کے عقیدہ ۸۵ خدائے تعالیٰ ہدایت کرتا ہے یعنی سیدھا رستہ بتلاتا ہے ایمان اور طاعت کی طرف اپنے فضل سے جس کسی کو کہ وہ چاہتا ہے اور گمراہ کرتا ہے کفر و گناہ کی طرف اپنے عدل سے جو مقتضائے حکمت ہے جس کسی کو کہ وہ چاہتا ہے عقیدہ ۸۶ گمراہ کرنا خدائے تعالیٰ کا عبارت ہے خذلان سے اور تفصیل خذلان کی یہ ہے کہ بندہ توفیق نہیں پاتا ہے اس چیز کی جس سے حق تعالیٰ راضی ہے۔ اور یہ خذلان حکمت کی بنا پر خدا کے عدل سے ہے اور اسی طرح مخذول کا عذاب کیا جانا گناہ پر عدل سے ہے جس کا وہ مستحق تھا۔ عقیدہ ۸۷ ۔ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ شیطان ایمان کو بندۂ مومن سے سلب کر دیتا ہے قہر اور جبر کر کے لیکن ہم کہتے ہیں کہ بندہ ایمان کو اپنے اختیار سے چھوڑ دیتا ہے شیطان کے بہکانے سے یا ہوائے نفس سے پس جب بندہ ایمان کو ترک کر دیتا ہے تو شیطان ایمان کو اس بندہ سے سلب کر لیتا ہے۔

عقیدہ ۷۶ اللہ تعالیٰ فضل کنندہ است بر بعض بندگان بفضلِ خود و عذاب کنندہ است بر بعض بندگان بعدلِ خود بے زیادت بر استحقاق و گاہے عطا می کند از ثواب و اجر دو چنداں چیزے کہ مستحق ہست باں از فضلِ خود و گاہے می پوشد گناہ را از فضلِ خود بواسطۂ شفاعت و بلا واسطہ۔ عقیدہ ۷۷ شفاعتِ جملہ انبیاء علیہم السلام و شفاعتِ پیغمبرِ ما صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم برائے مومنین گنہگاران و برائے اہلِ کبائر از مومنین کہ مستوجب عقاب اند حق است عقیدہ ۷۸ شفاعت ملائکہ و علماء و اولیاء و شہداء و فقراء و اطفالِ مومنین صابرین علی البلویٰ ثابت ست عقیدہ ۷۹ وزنِ اعمال بر ترازو کہ ہر دو کفہ خواہد داشت در روزِ قیامت حق است عقیدہ ۸۰ قصاص میانِ نوعِ انسان در روزِ قیامۃ حق است یعنی حسنات ظالم بمظلوم خواہند داد بمقابلہ ظلم اِذْ لَيْسَ هُنَاكَ الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِيْرُ۔ ترجمہ برائے اینکہ نیست اینجا درم ہا و دینار ہا عقیدہ ۸۱ حسنات اگر نخواہد بود ظالم را سیّئاتِ مظلومین بگردنِ ظالمین نہادن حق است۔

ترجمہ عقیدہ ۷۶ خدائے تعالیٰ فضل کرنے والا ہے بعض بندوں پر اپنے فضل سے اور عذاب کرنے والا ہے بعض بندوں پر اپنے عدل سے بغیر زیادتی کے استحقاق پر۔ اور کبھی عطا کرتا ہے دوگنا ثواب اور اجر اس چیز کا جس کے وہ مستحق ہیں اپنے فضل سے۔ اور کبھی چھپاتا ہے گناہ کو اپنے فضل سے بواسطۂ شفاعت یا بلا واسطہ عقیدہ ۷۷ شفاعت تمام انبیاء علیہم السلام کی اور شفاعت ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کی گنہگار مومنین کے لیئے اور مومنین سے گناہِ کبیرہ کرنے والوں کے لیئے کہ لائق سزا ہیں حق ہے عقیدہ ۷۸ شفاعت ملائکہ اور علماء اور اولیاء اور فقراء اور اطفالِ مومنین صابرین کی یعنی اُن مومنین کے بچوں کی جن کے والدین نے ان کی وفات پر صبر کیا اپنے والدین کے لیئے عَلَى الْبَلْوٰى ثابت ہے یعنی اس شفاعت کے ثابت ہونے پر سب کا اتفاق ہے عقیدہ ۷۹۔ اعمال کا وزن ہونا یعنی تُلنا ترازو میں جس کے دو پلڑے ہوں گے قیامت کے دن حق ہے عقیدہ ۸۰۔ قصاص یعنی بدلہ ملنا درمیان بنی نوعِ انسان کے قیامت کے دن حق ہے یعنی نیکیاں ظالم کی مظلوم کو دیں گے مقابلہ ظلم میں اِذْ لَيْسَ هُنَاكَ الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِيْرُ۔ اِس لئے کہ وہاں درہم اور دینار نہ ہوں گے کہ ان سے ان کا بدل ہو سکے عقیدہ ۸۱۔ اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوں گی تو بدلہ ظلم میں مظلوم کی بدیاں ظالموں کی گردن پر رکھنا حق ہے۔

از طریقِ طول و قصر و مسافت و نہ بہ معنی کرامت و ہوان (وبے عزتی خواری بالفتح) ولیکن مطیع قریب است از حق تعالیٰ بلا کیف و عاصی بعید است از حق تعالیٰ بلا کیف ایے بوصف تنزیہ پش قرار داد امام علیہ الرحمۃ قرب و بُعدِ حق تعالیٰ را از بندہ و قرب و بُعد بندہ را از حق تعالیٰ از باب متشابہاتِ بلا تاویل از شرح فقہ اکبر ملّا علی م عقیدہ ۹۵ قرب و بُعد و اقبال بش ضد اعراض م اللہ تعالیٰ را بمناجی و ہمچنیں مجاورت بندہ در جنت و وقوف بندہ در قیامت میان یدانِ حق تعالیٰ بلا کیف است عقیدہ ۹۶ قرآن مجید کہ نازل شدہ است نجماً نجماً بر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم و مکتوب است در مصاحف ما بین دفتین کلام اللہ تعالیٰ است علیٰ ما ہو المشہور عقیدہ ۹۷ آیاتِ قرآن مجید کہ تمام ہا در معنی کلام است یعنی در مقامِ مقصود است برابر است کہ در آں ذکرِ رحمتِ اللہ تعالیٰ و مدح اولیاء اللہ تعالیٰ باشد یا ذکرِ غضب اللہ تعالیٰ یا ذم اعداء اللہ تعالیٰ باشد مستوی اند در فضیلتِ لفظی یا عظمتِ معنوی

ترجمہ لمبائی اور کوتاہی اور مسافت کی راہ سے نہیں ہے اور نہ معنی کرامت یعنی بزرگی اور نہ ہوان یعنی خواری اور بے عزتی کی بنا پر۔ ولیکن مطیع قریب ہے حق تعالیٰ سے بلا کیف اور عاصی بعید ہے حق تعالیٰ سے بلا کیف یعنی وصف تنزیہ کے ساتھ وہ وصف جس میں اس کی پاکی ہوتی ہو۔ امام علیہ الرحمۃ نے حق تعالیٰ کے قرب اور بُعد کو جو بندہ سے ہے اور بندہ کے قرب اور بُعد کو جو حق تعالیٰ سے ہے بدون تاویل باب متشابہات سے اس کو قرار دیا ہے یہ ہے خلاصہ شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری کا۔ عقیدہ ۹۵ نزدیکی اور دُوری اور سامنے آنا اور متوجہ ہونا خدائے تعالیٰ کا مناجات کرنے والے سے اور اسی طرح مجاورت یعنی پڑوس ہونا بندہ کا خدا سے جنت میں اور بندہ کا قیامت میں خدائے تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا یہ سب بلا کیف ہے۔ عقیدہ ۹۶ قرآن مجید رسُولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم پر جو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے اور کتابوں میں دفتیوں کے درمیان لکھا ہوا ہے خدائے تعالیٰ کا کلام ہے علیٰ ما ہو المشہور یعنی اسی بنا پر کہ وہ مشہور ہے۔ عقیدہ ۹۷ قرآن مجید کی آیتیں جو سب کی سب معنے کلام میں ہیں یعنی مقامِ مقصود میں ہیں یعنی اس مرتبہ میں ہیں جو ہماری مراد ہے خواہ ان میں خدائے تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ہو خواہ اولیاء اللہ کی مدح ہو یا خدائے تعالیٰ کے غضب یا خدائے تعالیٰ کے دشمنوں کی برائی کا ذکر ہو فضیلتِ لفظی اور عظمتِ معنوی میں یکساں ہیں۔

عقیدہ ۸۸ سوال منکر و نکیر مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ۔ ترجمہ کیست ربّ تو و چیست دینِ تو و کیست پیغمبرِ تو۔ در قبر یا در مستقرش لے جائے قرار یعنی ہر جا کہ باشد چناں کہ غریق و حریق و خوردۂ گرگ وغیرہ مر حق است عقیدہ ۸۹ اعادۂ رُوح بسوئے جسدِ بندہ در قبر حق است عقیدہ ۹۰ ضغطہ ش ہندی دبانا ضغطۂ قبر برائے مومن مانندِ معانقۂ مادرِ مشفقہ ہست از شرح فقۂ اکبر ملّا علی مر قبر جمیع مومناں را حق است عقیدہ ۹۱ عذابِ قبر حق است جمیع کافران را و بعضی عصاتِ مومنین را و ہمچنیں تنعیم بعض مومنین حق است عقیدہ ۹۲ تعبیرِ تمام اسماء کہ ذکر کردہ اند آں را علماء بزبانِ فارسی از صفاتِ حق تعالیٰ عزت اسمائہ و تعالت صفاتہ جائز است مگر تعبیرِ یَدْ بفارسی جائز نیست عقیدہ ۹۳ جائز است کہ بگوید بروئے خدا بلا تشبیہ و بلا کیف عقیدہ ۹۴۔ نیست قربِ اللہ تعالیٰ از اربابِ طاعت و بُعدِ اللہ تعالیٰ را از اصحابِ معصیت۔

ترجمہ عقیدہ ۸۸ سوال منکر و نکیر مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ حق ہے یعنی کون ہے تیرا ربّ۔ اور کیا ہے تیرا دین اور کون ہے تیرا نبی۔ قبر میں یا مستقر میں یعنی ٹھہرنے کی جگہ جہاں کہیں کہ ہووے۔ کہ جیسا کہ دریا میں ڈوبا ہوا اور آگ میں جلا ہوا۔ اور بھیڑیے کا کھایا ہوا وغیرہ عقیدہ ۸۹۔ رُوح کا قبر میں بندہ کے جسد کی طرف عَود کرنا حق ہے عقیدہ ۹۰۔ ضغطۂ قبر یعنی دبانا قبر کا سب مومنین کے لیے حق ہے۔ مومنین کے لئے ضغطۂ قبر شفیق ماں کے گلے لگا لینے کی مانند ہے شرح فقۂ اکبر ملّا علی قاری میں اسی طرح ہے عقیدہ ۹۱۔ قبر کا عذاب سب کافروں کے لیے حق ہے اور بعض گنہگار مومنین کے لئے اور اسی طرح بعض مومنین کو نعمت دینا حق ہے عقیدہ ۹۲ تمام نام باری تعالیٰ کی صفات کے عزّت اسمائہ و تعالت صفاتہ یعنی غالب اور بزرگ ہیں نام اس کے اور برتر ہیں صفات اس کی۔ علماء نے جن کی تعبیر فارسی میں بیان کی ہے وُہ تعبیر اسماء کی جائز ہے مگر یَدْ۔ کہ تعبیرِ یَدْ کی فارسی میں دست کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ عقیدہ ۹۳۔ جائز ہے کہ کہے بروی خدا بلا تشبیہ و بلا کیف یعنی خدا کی رُو کے سامنے جو بغیر تشبیہ اور بدون کیف کے ہے۔ عقیدہ ۹۴۔ خدائے تعالیٰ کی نزدیکی فرمان برداروں سے اور دُوری گنہگاروں سے نہیں ہے۔

رسُول علیہ السّلام انتقال ازیں عالم بر ایمان کردند۔ ابُو طالب عم حضرت رسُول اللہ تعالےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مُرد کافر۔ حضرت قاسم وحضرت طاہر وحضرت ابراہیم بودند فرزند رسُول خدائے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم عقیدۂ ۱۰۰ حضرت بیوی فاطمہ[۱] و بیوی زینب[۲] و بیوی رقیہ[۳] و بیوی اُمِ کلثوم[۴] بنات رسُولِ خدائے تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بُودند عقیدۂ ۱۰۱ ہر قتے کہ مشکل شود بر انسان اہلِ ایمان شئ از دقائق علم توحید پس واجب است بر آں انسان این کہ اعتقاد کند چیزے را کہ صواب است نزدِ حق تعالیٰ بطریقِ اجمال الخ یعنی ہر چہ صواب است نزدِ حق تعالیٰ ہماں مقبول ومختارِ من است وتفصیل نکنم ما دام کہ یابد عالم را اے عارف بحقیقۃِ احوال را پس سوال کند ایمان تفصیلی بر وجہِ کمال و تاخیر نکند عقیدۂ ۱۰۲ خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بجسد در بیداری بسُوئے آسمان حق است و ثابت است بطریقِ متعددہ پس کسے کہ رد کند آں خبر را و ایمان نیارد بمقتضائے آں خبر ضال است ومبتدع۔

ترجمہ۔ رسُول علیہ السّلام نے انتقال اس عالم سے ایمان پر فرمایا ہے۔ ابو طالب چچا حضرت رسُولِ خدائے تعالیٰ کے کافر مرے۔ حضرت قاسم اور حضرت طاہر اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام رسُولِ خدائے تعالےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے فرزند تھے۔ عقیدۂ ۱۰۰ حضرت بیوی فاطمہ اور بیوی زینب اور بیوی رقیہ اور بیوی اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہن رسُولِ خدائے تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بنات یعنی دختر اولیں تھیں عقیدۂ ۱۰۱ جس وقت انسان اہلِ ایمان پر علمِ توحید کی باریک باتوں میں سے کوئی شئے مشکل ہو جاوے تو اس انسان پر واجب ہے کہ ایسی چیز کا اجمالی طور پر اعتقاد کرے جو حق تعالےٰ کے نزدیک درست ہے یعنی جو کچھ حق تعالےٰ کے نزدیک درست ہے وُہی میرا مقبول ومختار ہے اور تفصیل نہ کرے یہاں تک کہ کسی ایسے عالم کو پاوے جو حقیقتِ احوال کو پہچانتا ہو اور عارف ہو۔ پس پُورے طور پر اس سے تفصیلی ایمان پُوچھ لیوے اور تاخیر نہ کرے۔ عقیدۂ ۱۰۲ خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جسد کے ساتھ حالتِ بیداری میں آسمان کی طرف حق ہے اور متعدد طریق سے ثابت ہے پس جو کوئی اس خبر کو رد کرے گا اور اس کے موافق ایمان نہ لائے گا گمراہ اور مبتدع یعنی بدعتی ہے کہ دین میں نئی بات پیدا کرتا ہے۔

ولیکن بعض آیات را فضیلتِ ذکر و مذکور است مانندِ آیۃ الکرسی زیرا کہ مذکور در آیۃ الکرسی جلالت و عظمۃ اللہ جل جلالہٗ و صفۃ اللہ تعالیٰ است کہ خاص بذاتِ حق تعالیٰ است پس مجتمع شد در آیۃ الکرسی دو فضیلت یکی فضیلتِ ذکر دوم فضیلتِ مذکور و بعضی آیات را فضیلۃ ذکر است فقط نہ فضیلتِ مذکور چنانچہ سورۃ تبّت یدا و مانندِ ایں از احوال فجّار۔ عقیدہ ۹۸ اسماء اللہ تعالیٰ چنانچہ اللہ واحد و صفاتِ حق تعالیٰ چنانچہ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بتمامہ مستوی اند در فضیلۃ و عظمۃ مثلاً مطلقاً یعنی بقطع نظر از وجوہِ فضیلۃ بعض بر بعض ھم و نیست تفاوت در اطلاقِ آنہا بر ذات و صفاتِ حق تعالیٰ و ایں منافی عظمۃ بعضی اسماء و صفات بر بعضی اسماء و صفات نیست مثل عظمۃً جزئیۃً یعنی مع لحاظ وجہِ فضیلۃ و عظمۃ بعض بر بعض ھم عقیدہ ۹۹ والدینِ رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم مُردند بر کفر مثل دریں مسئلہ اختلافِ علماء است نہ منجانبِ صحتِ ایمان والدیہ المکرمین صلعم مرجّح بدلائل و زیادۃ فریق است ھم

ترجمہ: ولیکن بعض آیتوں کو ذکر و مذکور دونوں طرح کی فضیلت ہے جیسے آیۃ الکرسی اس لئے کہ آیۃ الکرسی میں خدائے جل جلالہ کی جلالت و عظمت اور اس کی اس صفت کا مذکور ہے جو حق تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے پس آیۃ الکرسی میں دو فضیلتیں جمع ہوگئیں ایک فضیلت ذکر کی دوسری فضیلت مذکور کی اور بعض آیتوں کو فقط فضیلتِ ذکر حاصل ہے نہ فضیلت مذکور جیسا کہ سُورۃ تَبَّتْ یَدَا اور اسی جیسی اور آیتیں بدکاروں کے احوال کی نسبت عقیدہ ۹۸۔ خدائے تعالیٰ کے نام جیسے اللہ اور احد اور خدائے تعالیٰ کی صفتیں جیسے لَهُ الْمُلْكُ اور لَهُ الْحَمْدُ یعنی اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے یہ مطلق فضیلت اور عظمت میں برابر ہیں یعنی ان وجوہ سے قطع نظر کرکے جس وجہ سے بعض کی بعض پر فضیلت ہے اور ذات و صفاتِ حق تعالیٰ پر ان کے بولے جانے میں تفاوت نہیں ہے اور یہ مساوات منافی نہیں ہے بعض اسماء و صفات پر جزئی عظمت کے طریق پر ہے یعنی مع لحاظ وجہ فضیلت و عظمت بعض کے بعض پر۔ عقیدہ ۹۹ والدینِ رسولِ خدائے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کفر پر اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے ولیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مکرمین کے ایمان صحیح ہونے کی جانب دلیلوں سے ترجیح پائی ہوئی ہے اور اسی طرف علماء کے فریق کی زیادتی ہے۔

لك الحمد يا من وفقنا لطبع المجلد الرابع من الكتاب الجليل الفخيم

الموسوم

بالتفسير المظهري

(من الانفال الى التوبة)

للحبر العلامة والبحر الفهامة حامل الشريعة والطريقة بيهقي الوقت علم الهدى

القاضي محمد ثناء الله العثماني

الحنفي المظهري المجددي النقشبندي الفاني المتوفى سنة ١٢٢٥ھ

وقد عنت بطبعه واهتمت بتصحيحه ونشره ادارة اشاعة العلوم

لندوة المصنفين الكائنة في بلدة دهلي

عقیدہ ۱۰۳۔ خروجِ دجّال و یاجوج و ماجوج و طلوعِ شمس از غرب و نزولِ عیسیٰ علیہ السّلام از آسمان و سائر علاماتِ روزِ قیامت بنا بر چیزے کہ وارد است بآں اخبارِ صحیحہ بلکہ آیاتِ صریحہ حق است و ثابت است۔

عقیدہ ۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ ہدایت می کند ہر کس را کہ می خواہد بسوئے صراطِ مستقیم تمّ ختم شد عبارت فقہ اکبر از شرح ملّا علی ۔ ازیں پس دُعا ءاست از مترجم وصلوٰۃ از دردمندم

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّ دِيْنًا قَوِيْمًا بِحُرْمَةِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَعَلٰى اَنْوَارِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ۔

ترجمہ عقیدہ ۱۰۳۔ خروج یعنی نکلنا دجّال کا اور یاجوج ماجوج کا اور طلوع ہونا آفتاب کا مغرب سے اور اُترنا عیسیٰ علیہ السّلام کا آسمان سے اور ساری علامتیں روزِ قیامت کی حق ہیں اور ثابت ہیں اس بنا پر کہ اخبارِ صحیحہ حدیث کی بلکہ صاف آیتیں اس کی نسبت وارد ہیں عقیدہ ۱۰۴ اللہ تعالیٰ جس کسی کو چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ عبارت فقہ اکبر شرح ملّا علی قاری کی ختم ہوگئی اس کے بعد مترجم کی دُعا ہے اور دردمند کی درُود ہے۔

دُعائے مترجم۔ اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّ دِيْنًا قَوِيْمًا بِحُرْمَةِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اے خدا ہم کو سیدھا رستہ اور مضبوط دین بتا صاحب صراط کی حرمت سے کہ مالک ہیں راستہ کے۔ اے جہانوں کے پالنے والے قبول فرما۔ درُود دِ دردمند۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَعَلٰى اَنْوَارِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ۔ خدایا رحمت اور برکت اور سلامتی ہمیشہ سے ہمیشہ تک بھیج محمد صلعم تیرے رسول اور تیرے حبیب پر اور اُن کے انوار پر جیسا تجھے وہ محبوب ہے اور تو اُس سے خوشنود ہے اور اس کو ہمارا سفارشی کر اور ہم پر رحم کر اس کے وسیلہ سے۔

ثم ارتفع باكيا فبكينا لبكائه ثم اقبل علينا فتلقاه عمر فقال يا رسول الله ما الذي ابكاك فقد ابكانا وافزعنا فجاء فجلس الينا فقال افزعكم بكائي قلنا نعم قال ان القبر الذي رأيتموني اناجي فيه قبر امنة بنت وهب واني استأذنت ربي في زيارتها فاذن لي فاستأذنته في الاستغفار لها فلم يأذن لي ونزل على ما كان للنبي والذين امنوا معه ان يستغفروا للمشركين الايتين فأخذني ما يأخذ الولد للوالدة من الرقة فذلك الذي ابكاني قال الحاكم هذا حديث صحيح وتعقبه الذهبي في شرح المستدرك وقال ايوب بن هانى ضعفه ابن معين ومنها ما اخرج الطبراني وابن مردوية من حديث ابن عباس قال لما اقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم من غزوة تبوك واعتمر هبط من ثنية عسفان فنزل على قبر امّه فذكر نحو حديث ابن مسعود وفيه ذكر نزول الاية قال السيوطي اسناده ضعيف لا تعويل عليه قال البغوي قال ابو هريرة وبريدة لما قدم النبي صلى الله عليه مكة اتى قبر امّه امنة فوقف عليه حتى حميت الشمس رجاء ان يؤذن له فيستغفر لها فنزلت ما كان للنبي الاية هذه وكذا اخرج ابن سعد وابن شاهين من حديث بريدة بلفظ لما فتح رسول الله مكة اتى قبر امه فجلس فذكر نحوه وفي لفظ عند ابن جرير عن بريدة كما ذكر البغوي قال ابن سعد في الطبقات بعد تخريجه هذا غلط وليس قبرها بمكة وقبرها بالابواء واخرج احمد وابن مردوية واللفظ له من حديث بريدة قال كنت مع النبي صلى الله عليه اذ وقفت على عسفان فابصر قبر امه فتوضأ وصلى وبكى ثم قال اني استاذنت ربي ان اشفعه لها فنهيت فانزل الله تعالى ما كان للنبي الاية هذه قال السيوطي طرق الحديث كلها معلولة وقال الحافظ ابن حجر في شرح البخاري من حكم بصحة حديث ابن مسعود ليس لكونه صحيحا لذاته بل لوروده من هذه الطرق وقد تأملت فوجدتها كلها معلولة وفي الحديث علة اخرى انها تخالف لما في الصحيحين ان هذه الاية نزلت بمكة عقب موت ابي طالب وكذا ما ذكر البغوي قول قتادة انه صلى الله عليه قال لاستغفرن لابي كما استغفر ابراهيم لابيه فانزل الله ما كان للنبي الاية هذه مرسل ليس بصحيح بل ضعيف ومخالف لما في الصحيحين كما ذكرنا فلا يجوز القول بكون ابوي النبي صلى الله عليه مشركين مستدلا بهذه الاية وقد صنف الشيخ الاجل جلال الدين السيوطي رضي الله عنه رسائل في اثبات ايمان ابوي رسول الله صلى الله عليه

بن المسيب عن ابيه قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جاءه رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد عنده ابا جهل وعبد الله بن ابى امية بن المغيرة فقال اى عم قل لا اله الا الله كلمة احاج لك بها عند الله فقال ابو جهل وعبد الله بن ابى امية اترغب عن ملة عبد المطلب فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرضها عليه ويعيدانه بتلك المقالة حتى قال ابو طالب أخر ما كلمهم على ملة عبد المطلب وزاد فى رواية وابى ان يقول لا اله الا الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والله لا ستغفرن لك مالم انه عنك فنزلت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (١١٣) بان ماتوا على الكفر فيه دليل على جواز الاستغفار لاحياءهم فانه طلب لتوفيقهم للايمان وروى مسلم عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمه قل لا اله الا الله اشهد لك يوم القيامة قال لولا ان يعيرنى قريش يقولون انما حمله على ذلك الجزع لا قررت بها عينك فانزل الله تعالى انك لا تهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء وروى البخارى عن ابى سعيد الخدرى انه سمع النبى صلى الله عليه وسلم وذكر عنده عمه فقال لعله ينفعه شفاعتى يوم القيامة فيجعل فى ضحضاح من نار يبلغ كعبيه يغلى منه دماغه هذا الحديث الذى يدل على ان الاية نزلت بمكة فى ابى طالب واخرج الترمذى وحسنه والحاكم عن على قال سمعت رجلا يستغفر لابويه وهما مشركان فقلت له اتستغفر لك لابويك وهما مشركان فقال استغفر ابراهيم لابيه وهو مشرك فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فنزلت هذه الاية ولعل هذه القصة قارنت قصة موت ابى طالب فنزلت الاية فيه وما يدل على ان الاية نزلت فى امنة ام النبى صلى الله عليه وسلم وعبد الله ابيه فلا يصلح منها شئ وليس شئ منها ما يصلح ان يعارض ما ذكرنا فى القوة فيجب ردها منها ما رواه الحاكم والبيهقى فى الدلائل من طريق ايوب بن هانى عن مسروق عن ابن مسعود قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما الى المقابر وخرجنا معه فامرنا فجلسنا ثم تخطى القبور حتى انتهى الى قبر منها فناجاه طويلا

له الضحضاح ما رق من الماء على وجه الارض ما يبلغ الكعبين فاستعاره للنار ١٢

المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد

۱۳۲۰ھ

من رشحات قلم امام اہل السنۃ ومجدد المائۃ الحاضرۃ اعلیحضرۃ مولینا
احمد رضا خان القادری البرکاتی الحنفی البریلوی قدس اللہ سرہ

لم یثبت ھذا عن سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال العلامۃ السید الطحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فی حاشیتہ علی الدر المختار من باب نکاح الکافر مانصہ فیہ اساءۃ ادب والذی ینبغی اعتقادہ حفظہما من الکفر وذکر الکلام الی ان قال وما فی الفقہ الاکبر من ان والدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماتا علی الکفر فمدسوس علی الامام ویدل علیہ ان النسخ المعتمدۃ منہ لیس فیہا شیئ من ذلک قال ابن حجر المکی فی فتاوٰیہ والموجود فیہا ذلک لابی حنیفۃ محمد بن یوسف البخاری لا لابی حنیفۃ النعمان بن ثابت الکوفی وعلی التسلیم ان الامام قال ذلک فمعناہ انہما ماتا فی زمن الکفر وھذا لا یقتضی اتصافہما بہ (الی اٰخر ما افاد واجاد) اقول ولھذہ العبارۃ قرینۃ اخری توجد مثلہا فی بعض النسخ دون الاخری وھی قولہ ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات علی الایمان والعلامۃ القاری لنفسہ قد ارتاب فی صحۃ نسبتہا الی الکتاب حیث قال لعل مرام الامام علی تقدیر صحۃ ورود ھذا الکلام الخ فالقطع بصحۃ ھذہ مع اشتراکہما فی خلو النسخ المعتمدۃ عنہما مما یفضی الی التعجب ثم اقول معلوم قطعا ان الترجیح فی المسئلۃ لو فرض

وجمیع اٰبائه وامهاته الی اٰدم علیه السلام وخلصت منها رسالة سمیتها بتقدیس اٰباء النبی صلی الله علیه وسلم فمن شاء فلیرجع الیه وهذا المقام لا یسع زیادة التطویل فی الکلام فان قیل ما ورد من حدیث الصحیحین فی قصة موت ابی طالب قال ابو جهل اترغب عن ملة عبد المطلب قول ابی طالب انا علی ملة عبد المطلب یدل علی کون عبد المطلب مشرکا قلنا لا نسلم ذلك بل کان مؤمنا موحدا وقد ذکر ابن سعد فی الطبقات باسانیده ان عبد المطلب قال لام ایمن وکانت تحضن رسول الله صلی الله علیه وسلم یا برکة لا تغفلی عن ابنی فانی وجدته مع غلمان قریبا من السدرة وان اهل الکتاب یقولون ان ابنی هذا نبی هذه الامة لکن لما کان هو فی زمن الجاهلیة جاهلا بالشرایع وبما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم وان کان التوحید کافیا له فی زمن الفترة زعم ابو جهل وابو طالب ان محمدا صلی الله علیه وسلم جاء بشیء منکر وحکما یکون ملة عبد المطلب مخالفا لما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم قوله تعالی وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ یعنی آزر وکان عما لابراهیم علیه السلام وکان ابراهیم ابن تارخ وقد ذکرنا الکلام فیه فی سورة الانعام وقد صح عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال بعثت من خیر قرون بنی اٰدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیه رواه البخاری فلا یمکن ان یکون کافر فی سلسلة اٰبائه صلی الله علیه وسلم

مفتی حلب محمد بن یوسف الاسپیری نیز در کتاب (ذخر العابدین وارغام المعاندین فی نجاة الوالدین المکرمین لسید المرسلین صلی الله علیه وسلم) مؤمن بودن ابوین محترمین پیغمبر ثقلین را صلی الله تعالی علیه وسلم بنصوص متعدده اثبات کرده است۔

رسائلنا الثلاثة فی تقویة هذه المقالة بالادلة الجامعة المجتمعة من الکتاب و
السنة و القیاس واجماع الامة اوو ذکر نحوه ههنا فی شرح الشفاء قد حذفه
المصنف العلام قدس سره لانه لم یعجبه امره اقول للامام الجلیل الجلال السیوطی
رحمه الله تعالی ست رسائل فی هذه المسئلة والمسئلة لیست من الفقه
اذ لا تتعلق بافعال المکلفین من حیث انها تحل وتحرم وتصح وتفسد ولا مدخل فیها
للقیاس اصلا واما الاجماع فاین الاجماع وقد کثر النزاع وشاع وذاع وملأ البقاع
وانما الحق ما افاد الامام السیوطی ان المسئلة خلافیة وان کلا الفریقین ائمة اجلاء
واما الکتاب فلا نص فیه علی شیء فی الباب وان تعلق ببعض ما یذکر فی اسباب
النزول کان راجعا الی الحدیث ولا شک انه هو المأخذ وحده لا مثال المسئلة
والسیوطی اعلی کعبا واوسع باعا واعظم ذراعا منکم ومن اضعاف امثالکم فی المعرفة
بالحدیث وطرقه وعلله ورجاله واحواله فکان الاسلم لکم القبول والا فالتسلیم و
الا فالسکوت واما قولکم بالادلة الجامعة المجتمعة الخ فما احسن هذه البادان فرمنت
متعلقة بذکر لا بد فحت فان الامام الجلیل رحمه الله تعالی قد اثبت المسئلة
بدلائل قاهرة لو وضعت علی الجبال الراسیات لاندکت وللعبد الضعیف رسالة
فی الباب سماها شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ۱۳۱۵ھ زاد فیها علی ما ذکره
بما منحنی المولی سبحنه وتعالی ولقد وددت ان اظفر برسالتکم فانی لارجوان لیفتح ربی
فی الجواب عنها بما یکفی ویشفی وبالجملة فقد ظهرت لنا بحمد الله تعالی علی اسلام الابوین
الکریمین رضی الله تعالی عنهما دلائل ساطعة لم تبق لاحد مقالا ولا للریب والشک مجالا و
الخلاف لم یخف عنا ولکن اذا جاء نهر الله بطل نهر معقل ولله الحمد ۱۲

الیٰ هؤلاء لم تکن فصارا ه الاظن لم یبلغ من غالب الی أی مبلغا یتضاءل دونه
الخلاف فضلا عن ان یکون هنالك قاطع ومن سبر سیر هذا الامام الاجل رضی الله
تعالیٰ عنه ایقن انه کان اعقل من الهجوم علی مثل هذا من دون قاطع وهو
الذی لم یسمع قط یلمز فی احاد الناس فکیف بابوی رسول الله صلی الله تعالی
علیه وسلم فکیف بهذا الاعتناء الشدید به الباعث علی ادراجه فی کتاب اصول
الدین فهو ان سلم ثبوته روایة کان هذا الانقطاع باطنا متبثا لنزاهة اماما
عن لوثه ثم الموافقة انما هی فی قول ذلك الکاتب السیئ الادب ولا حجة فیه
اما قول امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز فلیس فیه ما یوافقه بل قال العلامة
الخفاجی فی النسیم هذا تادیب له وتعزیر حتی ینزجر امثاله عن امثال هذه
المقالة وفی ذلك اشارة الی اسلام ابویه صلی الله تعالی علیه وسلم قال ابن حجر
وهذا هو الحق بل فی حدیث صححه غیر واحد من الحفاظ ولم یلتفتوا
لمن طعن فیه ان الله تعالیٰ احیاهما له فامنا به خصوصیة لهما وکرامة له صلی الله
تعالیٰ علیه وسلم آه اقول وهذا المجد فضیلة الایمان به صلی الله تعالی علیه وسلم
ویصیرا من هذه الامة خیر الامم اما نفس الایمان فکان حاصلا لهما قال القاری فی
منح الروض تحت العبارة المذکورة المنسوبة الی الامام هذا رد علی من قال انهما
ماتا علی الایمان او ماتا علی الکفر ثم احیاهما الله تعالیٰ فماتا فی مقام الایقان اه اقول هذا
عجب من العجائب فیا سبحان الله من این الدلالة فیه علی انکار الاحیاء وبای
لفظ دل علیه وبای حاجب او می الیه ولکن الایلاع بشیئ یاتی بالعجائب قال
وقد افردت لهذه المسئلة رسالة مستقلة ودفعت ما ذکره السیوطی فی

صلعم ما کان معکم لهو فان الانصار تعجبہم اللھو۔ رواہ البخاری

مرد سے نکاح کیا گیا۔ پس نبی صلعم نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ لہو یعنی غنا نہیں۔ کیونکہ انصار کو لہو خوش و پسند آتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم اعلنوا ھٰذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف رواہ الترمذی وقال ھٰذا حدیث غریب۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا اُنہوں نے۔ فرمایا رسولِ خدا صلعم نے نکاح کی شہرت و اعلان کرو اور اس کو مسجدوں میں کرو۔ اور اس پر دفوں کو بجاؤ۔ ترمذی نے روایت کی ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

عن محمد بن حاطب الجمحی عن النبیّ صلعم قال فصل ما بین الحلالِ والحرام الصوت والدف فی النکاح۔ رواہ احمد والترمذی والنسائیؔ وابن ماجہ۔

محمد بن حاطب جمحی رض سے روایت ہے۔ جو اس نے نبی صلعم سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا حضرتؐ نے نکاح میں حلال و حرام کے درمیان فرق دف اور آواز ہے۔ اس کو احمد ترمذی۔ نسائی اور ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔

عن عائشۃ رض قالت کانت عندی جاریۃ من الانصار زوّجتہا فقال رسول اللہ صلعم یا عائشۃ الا تغنیّن فانّ ھٰذا الحیّ من الانصار یحبّون الغناء رواہ ابن حبان

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا اُنہوں نے کہ میرے پاس انصار کی ایک لڑکی تھی۔ میں نے اُس کا نکاح کروا دیا پس رسولِ خدا صلعم نے فرمایا۔ اے عائشہ رض کیا تم غناء نہیں کرتی ہو۔ یہ محلہ انصار کا ہے

اَلسَّمَاعُ

(ترتیب و تصنیف حضرت علامہ مولینا عبد الرحیم صاحب جگراؤنی مرحوم و مغفور)

فی مشکوۃ المصابیح فی باب اعلان النکاح والخطبۃ فی الفصل الاول۔ عن الربیع بنت معوذ بن غفراء رضؓ قالت جاء النبی صلعم فدخل حین بُنِیَ علیَّ فجلس علیٰ فراشی کمجلسک مِنّی فجعلت جویریاتٌ لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل آبائی یوم بدر اذ قالت اِحدٰیھنّ و فینا نبیٌّ یعلم ما فی غدٍ فقال دعی ھٰذا وقولی بالّذی کنت تقولینَ۔

رواہ البخاری

ترجمہ۔ مشکوۃ المصابیح کے اعلان النکاح اور خطبہ کے باب کی پہلی فصل میں ربیع بنت معوذ بن غفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُس نے کہا کہ نبی صلعم آئے۔ پس داخل ہوئے۔ جب میرے شوہر کی طرف سے مجھ پر [illegible] کی گئی تھی۔ اُور میرے بستر پر اتنا قریب مجھ سے بیٹھے۔ جیسا تو میرے پاس بیٹھا ہے۔ پس ہماری لڑکیوں نے دف بجانی شروع کی۔ اُور میرے باپ دادا کی تعریف کرتی تھیں جو بدر کے دِن مارے گئے تھے۔ ان لڑکیوں میں سے ایک نے اچانک کہا ہم میں ایک نبی ہے۔ جو کل کی بات کو جانتا ہے۔ پس حضرت نے فرمایا اِس مضمون کو چھوڑ۔ اُور جو تو پہلے کہتی تھی۔ کہہ۔ اِس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

وعن عائشۃ رضؓ قالت زُفَّتْ امراءۃٌ اِلیٰ رجل من الانصار فقال نبیّ اللہ

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا اُنہوں نے کہ ایک عورت کا ایک انصاری

ان شئت فاسمع معنا و ان شئت فاذهب۔ فانہ قد رُخِّصَ لنا فی اللّھو عند العرس رواہ الترمذی۔

جاتا ہے۔ پس ان دونوں نے فرمایا اگر تم پسند کرتے ہو۔ تو بیٹھ کر ہمارے ساتھ سُنو اور اگر چاہتے ہو جانا تو چلے جاؤ۔ کیونکہ ہمیں لہو کی شادی کے موقعہ پر رُخصت دی گئی ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ انتہیٰ

نوٹ:- یہاں تک مشکوٰۃ شریف کے باب نکاح کی وُہ احادیث جو غنا پر دلالت کرتی ہیں بعینہٖ نقل کی گئیں۔

مشکوٰۃ شریف کے باب عیدین میں جو روایات غناء کے متعلّق ہیں وُہ درج ذیل کی جاتی ہیں

عن عائشۃ رض قالت ان ابابکر دخل علیھا وعندھا جاریتان فی ایام منیٰ تدفان و تضربان و فی روایۃ تغنیان بما تقاولت الانصار یوم بُعاث والنّبی صلعم متغش بثوبہٖ فانتھرھما ابوبکر فکشف النبیّ صلعم عن وجھہٗ فقال دعھما یا ابابکر فانّھا ایام عید و فی روایۃ انّ لکلّ قوم عیداً وھذا عیدنا۔ متفقٌ علیہ انتھیٰ۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا انہوں نے کہ حضرت ابُوبکر صدّیق رض آپ کے پاس آئے۔ اِس حالت میں کہ حضرت عائشہ رض کے پاس دو لڑکیاں ایّامِ تشریق میں دف بجاتی تھیں۔ اور ہاتھ مارتی تھیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ اِس مقولہ کے ساتھ غناء کرتی تھیں کہ جس کو انصار یومِ بُعاث (یعنی خزرج اور اوس کے قبیلہ کی لڑائی کا دن) میں ایک دُوسرے کو کہتے تھے۔ اور نبی صلعم اپنے کپڑے میں لپٹے پڑے تھے۔ پس ابُوبکر رض نے

فی صحیحه۔

جو غنا کو دوست رکھتے ہیں۔ اس کو ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

عن ابن عباسؓ قال انکحت عائشة ذات قرابةٍ لها من الانصار فجاء رسول الله صلعم فقال اهدیتم الفتاة قالوا نعم قال ارسلتم معها من تغنی قالت لا فقال رسول الله صلعم ان الانصار قوم فیهم غزل فلو بعثتم معها من یقول اتیناکم اتیناکم۔ فحیانا وحیاکم رواه ابن ماجه۔

روایت کی ابنِ عباسؓ نے۔ کہا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک لڑکی انصار کی قرابت والی کا نکاح کیا۔ پس رسُولِ خدا صلعم آئے پس فرمایا تم نے اس عورت کو بھیج دیا۔ اُنہوں نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا حضرت نے کیا تم نے اس کے ہمراہ کسی گانے والے کو بھیجا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ نہیں۔ پس حضرت نے فرمایا۔ کہ تحقیق انصار ایک ایسی قوم ہے کہ جن کی عادت غزل گانا ہے۔ پس اگر تم اس کے ساتھ ایسے شخص کو بھیجتے، کہ جو کہتا۔ کہ آئے ہم تمہارے پاس پس ہم کو اور تم کو سلامت رکھے۔ تو بہتر ہوتا۔ اس کو ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔

عن عامر ابن سعد قال دخلت علی قرظة بن کعب وابی مسعود ن الانصاری فی عرس واذا جوار یغنین فقلت ای صاحبی رسول الله صلعم واهل بدر یفعل هذا عندکم فقالا اجلس

عامر بن سعد سے روایت ہے۔ کہا اُس نے کہ میں قرظہ ابن کعب اور ابو مسعود انصاری پر ایک نکاح میں داخل ہوا۔ اور اچانک وہاں لڑکیاں گاتی تھیں۔ پس میں نے کہا۔ اے رسُول اللہ صلعم کے دونوں صاحبو اور اے اہلِ بدر! یہ تمہارے پاس غنا کیا

يوم بُعاث قالت و ليستا بمغنّيتين فقال ابو بكر اُبمزمور الشيطان فی بيت رسُول الله صلعم وذالكَ في يوم عيد فقال رسول الله صلعم انّ لكلِّ قومٍ عيدًا و هذا عيدنا۔
وحدّثنا ابراهيم بن محمد بن سفيان فا الحسن بن بشرنا ابو اسامه عن هشام بن عروه عن ابيه بهذا الحديث ؛

گھر میں داخل ہوتے۔ اس حالت میں کہ میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں ایسے اشعار و ابیات گاتی تھیں۔ جو بُعاث کے دن انصار ایک دُوسرے پر مفاخرت کے طریق سے پڑھتے تھے۔ اَور حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ دونوں مغنّی پیشہ نہ تھیں پس اُبوبکر رضؓ نے کہا۔ کیا رسُولِ خدا صلعم کے گھر میں آلاتِ غنا ء۔ اَور یہ عید کا دِن تھا۔ پس رسُولِ خدا صلعم نے کہا۔ اَے اُبوبکر رضؓ! بتحقیق ہر ایک قوم کی عید ہوتی ہے اَور یہ ہماری عید ہے۔
اَور حدیث بیان کی ہمارے پاس ابراہیم بن محمد بن سفیان نے۔ وُہ کہتا ہے خبر دی ہم کو حسن بن بشر نے کہ خبر دی ہم کو ابواسامہ نے ہشام سے اَور ہشام نے اپنے باپ سے ساتھ اِسی حدیث کے۔

وحدّثنا يحيى بن يحيىٰ وابوكريب جميعاً عن ابى معاويه عن هشام بهذا الاسناد و فيه جاريتان تلعبان بدفٍ وحدّثني هارون بن سعيد الايلى قال نا ابن وهب قال اخبرنى عمرد

اَور حدیث بیان کی ہمارے پاس یحییٰ بن یحییٰ اَور ابوکریب دونوں نے متفقاً ابو معاویہ سے اس نے ہشام سے اسی اسناد سے اَور اس میں ہے کہ دو لڑکیاں کھیل کرتی تھیں ساتھ دف کے اَور حدیث بیان کی میرے پاس ہارُون ابن سعید ایلی نے

وفی مجمع بحار الانوار فی لغت الزمر وانکر ذالک الغناء الصدیق لانہٗ ظن انہٗ صلعم نائم ولم یعلم انہٗ اقر علی القدر الیسیر فی نحو العروس والعید - انتہیٰ ۰

ان دونو لڑکیوں کو ڈانٹا۔ اس پر حضرت نبی صلعم نے اپنے مُنہ کو کھولا اور فرمایا اَے اُبوبکر ان کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ ایّامِ عید ہیں۔ اَور ایک روایت میں ہے۔ کہ ہر ایک قوم کے لِئے عید ہے۔ اور یہ ہماری عید ہے۔ اس کو بخاری اَور مُسلم نے متفق روایت کیا ہے۔

اَور مجمع بحار الانوار میں لغت زمر کے ضمن میں لکھا ہے۔ اَور صدّیق رضؓ نے اس بنا پر اس غنار سے منع کیا تھا۔ کیونکہ ان کو ظنّ تھا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السّلام سوئے ہُوئے ہیں۔ اَور ان کی لاعلمی میں یہ فعل ہو رہا ہے۔ آپ کو یہ علِم نہ تھا کہ حضرت نے عید اَور شادی کے موقعہ پر غنا یعنی راگ کی قدر یسیر کو جائز رکھا تھا۔

صحیح مُسلم کے بابُ العید میں مُندرجہ ذیل روایات ہیں

وحدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ قال ابو اسامہ عن ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت دخل علی ابوبکر وعندی جاریتان من جوار الانصار تغنّیان بما تقاولت بہ الانصار

اَور اُبوبکر بن ابی شیبہ نے ہمارے پاس حدیث بیان کی۔ کہا اس نے ہم کو ابواسامہ نے ہشام سے اَور ہشام نے اپنے باپ سے اس نے حضرت عائشہ رضؓ سے خبر دی۔ کہ فرمایا حضرت عائشہ رضؓ نے کہ اُبوبکر میرے

وحرّمه ابوحنیفہؒ واھل العراق ومذھب الشافعیؒ کراھۃ وھوالمشھورمن مذھب مالکؒ واجتح المجوزون بھٰذالحدیث واجاب الاٰخرون بانّ ھٰذالغناء انّما کان فی الشجاعۃ والقتل والحذق فی القتال ونحوذالک ممّالا مفسدۃ فیہ بخلاف الغناء المشتمل علیٰ مایھیج النفوس علی الشرو یحملھا علی البطالۃ والقبح۔ انتھٰی۔

ترجمہ۔ امام نوویؒ اس مقام کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کہ علماء نے غناء میں اختلاف کیا ہے۔ علماء اہلِ حجاز کی جماعت نے اس کو مباح قرار دیا ہے۔ اور حضرت امام مالکؒ سے بھی اباحت کی ایک روایت ہے۔ اور امام ابُوحنیفہؒ اور اہلِ عراق نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ اور امام شافعیؒ کا مذہب اس میں کراہت ہے۔ اور امام مالکؒ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔

مجوّزین غناء نے اس حدیث سے حجّت پکڑی ہے۔ اور منکرین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ غناء منصوص الاباحۃ شجاعت اور جنگ اور لڑائی کی باریک بینیوں وغیرہ کے متعلق تھا۔ جس میں کوئی فساد و فتنہ نہیں۔ برخلاف اس غناء کے جو ایسے مضامین پر مشتمل ہو۔ کہ انسانی نفوس کو برائی و بیہودگی اور قباحت پر برانگیختہ کریں۔ (انتھٰی)

خلاصہ کلام امام نووی رحمۃ اللہ کا یہ ہے کہ صحت حدیث میں فقہا کے کسی فریق کو بھی کلام نہیں۔ اور جو لوگ مطلق غناء کی اباحت کے قائل ہیں۔ ان کی سند بھی یہی حدیث ہے۔ اور جو محرم یا مستنکرہ ہیں۔ وُہ اس حدیث کو صحیح مان کر اس کی اس سماع سے تخصیص کرتے ہیں جس میں مضامین سننے والے یا گانے والے کے حق میں شہوات نفسانیہ کو برانگیختہ کرنے والے نہ ہوں۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ وُہ لڑکیاں جنگِ بُعاث کی معرکہ آرائیوں کے مضامین گاتی تھیں۔ پس نتیجہ یہ ہُوا کہ جو سماع شہواتِ نفسانیہ کا محرک اور ارتکاب محرمات کا مقدّمہ نہ ہو۔ وہ محرّمین سماع کے نزدیک بھی حلال و مباح ہوگا۔ جیسا کہ مذکورہ بالا شجاعت و جنگ وغیرہ کے

ان ابن شہاب حدّثہ عن عروہ عن عائشہ رض انّ ابابکر الصدّیق دخل علیہا وعندھا جاریتان فی ایّام منیٰ تغنیان وتضربان ورسول اللہ صلعم مسبجیّ بثوبہٖ فانتھرھما ابوبکر فکشف رسول اللہ صلعم فقال دَع ھما یا ابابکر فانھا ایّام عید	کہا اس نے خبر دی ہم کو ابنِ وہب نے کہا اس نے خبر دی مجھ کو عمرو نے۔ کہ ابن شہاب نے اس کے پاس عروہ سے اور عروہ نے حضرت عائشہ رض سے حدیث روایت کی۔کہ تحقیق ابوبکر صدیق رض حضرت عائشہ رض کے گھر داخل ہوئے۔ اور حضرت عائشہ رض کے پاس دو لڑکیاں ایامِ منیٰ میں گاتی تھیں اور تالیاں بجاتی تھیں اور رسول اللہ

صلعم کپڑا تمام جسم پر اوڑھ کر لیٹے ہوئے۔ پس ابُوبکر رض نے اِن دونوں لڑکیوں کو زجر و ڈانٹ کی۔ پس رسُولِ خدا صلعم نے اپنا چہرہ مبارک چادر سے باہر نکالا۔ اور فرمایا۔ ابُوبکر رض اِن دونوں کو چھوڑ۔ کیونکہ یہ عید کے ایّام ہیں۔

قولہ۔"لیستا بمغنیّتین" یعنی اِن دونوں لڑکیوں کا پیشہ غناء نہ تھا اس میں اِس مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وُہ لڑکیاں عید کے دن محض عید کی خوشی سے گاتی تھیں۔ ورنہ رذائل کی طرح گانا اُن کا پیشہ نہ تھا۔ بلکہ یہ شرفا کی لڑکیاں تھیں۔ پیشہ وروں کی نسبت ان کا منع کرنا سہل اور اہم ضروری تھا جس سے شارع علیہ السّلام کا سکوت بلکہ ابُوبکر رض کے زجر کرنے پر ان کو روکنا اور فرمانا کہ ہر ایک قوم کے لئے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ اِس امر کی بیّن دلیل ہے کہ ایسے خوشی کے موقعوں پر ایسا غناء مباح ہے۔ اور حضرت نے اپنے اِس فعل سے گویا اِس امر کی طرف بھی اِشارہ کیا ہے کہ میں سویا ہوّا نہ تھا۔ بلکہ بیدار تھا۔ اور خود اپنے سکوت اور تقریر سے مجوز تھا۔

قال الامام النووی فی شرح ھذا المقام۔ واختلف العلماء فی الغناء فاباحہ جماعۃ من اھل الحجاز وھی روایۃ عن مالک رض

اس پر ڈانٹ کرنے سے منع کیا۔ اور کہا کہ اِن کو چھوڑ دو۔ یعنی انہیں بدستور گانے دو۔
جو صحاح کی مختلف روایات سے ثابت ہے۔ چونکہ احادیثِ صحاح سے سماع
کی اباحت صراحتہً ثابت ہو چکی ہے۔ اِس لئے امام ابُو حنیفہؓ کی روایت حُرمت
غناء کو غناء مخصوص پر محمُول کرنا پڑے گا۔ جس میں عوارضات خارج از حقیقتِ سماع
مثلاً ایسے امور مہیج الشہوات شامل ہیں۔ جن سے اکثر عشاق سفہاء کا عالمِ جوانی میں
لغزش کا غالباً بلکہ یقیناً اندیشہ ہے۔ کیونکہ غناء ان کی مُضمر خواہشوں کو برانگیختہ کرنے
میں جادُو کا اثر رکھتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ یہاں حرمت نفسِ سماع سے نہیں پیدا
ہوئی۔ بلکہ سامع کے حالات اور مسموع کی خاص خصُوصیّتوں کے عوارضات نے اس
حُرمت کو پیدا کیا ہے۔ ایسے شخص کے لِئے بدون غناء بھی نثر میں معشوقوں کے خدّ و خال
کی تعریف سُننا بعینہٖ اسی بلا کا مُوجب اور حرام تھا۔ جس طرح پر غناء المہیج للشہوات
عوارضات سے کسی شئے کی حُرمت و حِلّت کے تغیّر و تبدّل کا اصل حکم پر کوئی اثر نہیں
ہوتا۔ جس طرح کہ ہم شہد کے متعلق جب حِلّت و حُرمت کا سوال کریں۔ تو یہی جواب
مِلے گا کہ وُہ مطلقاً حلال ہے۔ باوجودیکہ وُہ ایک محرور مزاج محموم کے لئے حرام ہے۔
اِسی طرح شراب مطلقاً حرام ہے۔ حالانکہ اس شخص کے لِئے جس کے حلق میں لقمہ گلوگیر
ہو جائے۔ اور اس کے نِگلنے کے لِئے کوئی چیز بدوں شراب میسر نہ ہو۔ بقدر دفع حاجت
شراب پینی جائز ہے۔ یہ کل تفصیلات چُونکہ امور خارجی عارضی کے لحوق سے پیدا
ہوئی ہیں۔ اِس لِئے ان کو اصل حکم کے تغیّر و تبدّل میں کوئی دخل نہیں ہوگا پس اصل
سماع مطلقاً بدوں لحاظ عوارضات خارجیہ مباح ہوگا۔

علم اصول میں یہ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ شارع علیہ السّلام کا بالتصریح یا بالتقریر
کسی فعل کو جائز رکھنا اس کی اباحت کی بیّن دلیل ہے۔ پس جب کہ سماع کی اباحت صحیح
حدیثوں سے صراحتہً مختلف مواقع میں ثابت ہو چکی تو اب اِس قاعدہ کی رُو سے
کہ کسی شئے کو ایک مقام میں بدُوں کسی خاص مجبوری کے شارع علیہ السّلام کا جائز رکھنا
اس کی اباحت پر نص ہوتا ہے۔ اور ایسے نص کے مقابل میں منع شارع علیہ السّلام

مضامین اَور بقیہّ اقسام بلحاظِ مفاسد بعض کے نزدیک حرام اَور بعض کے نزدیک مکرُوہ ہوں گے۔ اِس سے لزوماً یہ ماننا پڑے گا کہ اصل سماع جو موزون اَور بامعنی کلام کو اِلحان اَور نغمہ سے پڑھنا ہے۔ عند الفریقین مباح و حلال ہے۔ حُرمت جو اِس میں لاحق ہوئی ہے۔ نفسِ غنار کو اِس میں دخل نہیں۔ بلکہ وُہ مضامین کی قباحت و بُرائی سے پیدا ہوئی ہے۔ میرے ناقص خیال میں اگر غور سے دیکھا جائے تو غنار کے متعلق علمار کی دونوں جماعتوں محرم ومستکرہ اَور مجوز و مبیح میں لفظی اختلاف ہے۔ جن حضرات نے غنار کو جائز و مباح قرار دیا ہے۔ اُنہوں نے اصل حقیقتِ سماع پر نظر ڈال کر کہ وُہ ایک منظوم و بامعنی کلام کو اِلحان و نغمہ سے ادا کرنا ہے بلحاظِ حقیقت اس کی اباحت کا حکم دے دیا ہے۔ اَور علمار محرمین ومستکرین نے اصل غنار کی حقیقت میں مضامین مہیج شہوات وغیرہ بھی داخل سمجھ کر اس کی حرمت و کراہت پر حکم لگا دیا ہے۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ جاہلیہ کے زمانہ میں علی العموم اَور بعد ازاں بھی اکثر فساق ایسے شہوت انگیز مضامین جو زنا و دیگر محرمات کا مقدمہ ہو سکتے ہیں۔ نظم کر کے غنار کی صُورت میں الحان سے پڑھا سُنا کرتے تھے۔ محرّمین نے غنار کی یہی اصل حقیقت سمجھی۔ لیکن اگر اِنصاف سے دیکھا جائے تو کراہت و حُرمت جو مفاہیم کے اِعتبار سے لاحق ہوئی ہے۔ وُہ سماع کی حقیقت نہیں۔ نہ اُس کو حقیقتِ سماع سے کوئی تعلّق ہے۔ کیونکہ اگر شہوت انگیز کلام کو بدون نظم و الحان بھی کسی سے سُنا جائے۔ جو قطعاً غنار نہیں۔ تو بھی بالاتفاق یہ تمام اہلِ علوم کے نزدیک حرام ہوگا۔ جس سے صاف ہوجاتا ہے کہ اُس حُرمت میں شعر و الحان کو کوئی دخل نہیں۔ بلکہ یہ حکم اصل مضمون سے وابستہ ہے۔ اَور حق اِس میں وُہ ہے جو اِمام شافعیؒ نے کہا ہے۔ کہ شعر ایک کلام ہے۔ پس حُسن اس کا حَسَن اَور قبیح اس کا قبیح ہے۔ الغرض احادیثِ نبوی کی رُو سے نفسِ غنار مباح ہے۔ اگر نفسِ غنار جائز نہ ہوتا تو دف بجانا اَور تالیاں بجا کر گانا جو عین غنار ہے خواہ کسی مضمون کا ہو۔ بلحاظِ غنار ممنوع و ناجائز قرار دیا جانا ضروری تھا۔ لیکن شارع علیہ السّلام نے بجائے اس کے حضرت ابُوبکر صدّیقؓ کو

ابنِ حبان میں۔ ارسلتم معھا من تغنّی قالت لا فقال رسول اللہ صلعم ان الانصار قوم فیھم غزل۔ الخ۔ صحیح ابنِ ماجہ میں۔ فانہٗ قد رخصّ لنا فی اللھو عند العرس۔ ترمذی میں۔ صراحتاً اِس امر کی دلیل ہے کہ نفس غنا قطع نظر از امورِ خارجیہ قطعاً مباح و حلال ہے۔ لیکن ہم تنزّلاً خصم کی اِس بلا وجہ تخصیص کے ماننے کو بھی تیار ہیں۔ کہ حضرت سرورِ کائنات صلعم اور صدّیقِ اکبرؓ و دیگر صحابہ کرام علیہم الرّضوان کے حق میں چُونکہ سماع و مزامیر کسی بُرے اثر کی بجائے محبّت و عشقِ الٰہی کے جذبات کو تیز کرنے میں زیادہ مؤثر تھا۔ اِس لِئے انہیں حضرات تک جو عشّاقِ الٰہی تھے۔ اس غنا کی اباحت مخصوص و محدُود رکھنی ضروری ہوئی۔ کیونکہ یہ ایک مسلّمہ امر ہے۔ کہ غنا اُن مخفی و مضمر جذبات کو برانگیختہ کرنے میں غیر معمُولی اثر رکھتا ہے جو انسان کے دِل میں پہلے سے ہی موجُود ہوں۔

پس ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ یہ تخصیص بھی نفسِ غنا کی اباحت کو منافی نہیں۔ بلکہ اس کی مثبت ہے۔ جو ہمارا عین مقصُود ہے۔ کیونکہ اِس صُورت میں بھی یہ ماننا پڑے گا۔ کہ حُرمت جو غنا کو عارض ہوتی ہے وُہ سامعین کے اِختلافِ احوال سے پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ اگر سماع یا آلہٗ سماع بعینہٖ حرام ہوتے۔ تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام اَور صحابہ کرام کے لِئے ان کی اباحت کیا معنیٰ۔ کیونکہ حرام بعینہٖ اِضطراری ضرورت کے بدُون اَور وُہ بھی بقدرِ ادنیٰ الضرورت کسی صورت میں بھی حلال نہیں ہو سکتا۔ مثلاً سوٗر کا گوشت اس شخص کے لِئے بقدرِ قُوتِ لا یمُوت کھانا جائز ہے جو بھُوک سے مر رہا ہو۔ اَور کوئی چیز اس کو بدُوں اس کے میسّر نہ ہو۔ ایسے شخص کے لِئے اِس قدر قلیل المقدار حرام بعینہٖ کا کھانا جائز ہے جس سے زندگی قائم رہ سکے۔ نہ سیر ہو کر۔ چونکہ ہمارے متنازعہ فیہ میں اِس قسم کے اضطرار کا اِحتمال تک نہیں اِس لئے لامحالہ یہ ماننا پڑے گا۔ کہ سماع یا آلاتِ سماع حرام بعینہٖ نہیں۔ بلکہ حرمت ان کو بعض صورتوں میں امورِ خارجیہ سے لاحق ہوتی ہے۔ جو ہمارا عین مطلوب ہے۔ جب اصل غنا کی اباحت ثابت ہو چکی۔ تو حضرات صوفیہ کرام کے لِئے جو عشقِ الٰہی

کی خواہ ہزار مقام پر ہو۔ محتمل تاویل ہوتی ہے۔ کیونکہ فعل کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ اِس لئے کہ جو چیز فعلاً حرام ہو۔ وُہ اِکراہ و جبر کی صُورت میں فقط حلال ہو سکتی ہے۔ اَور جو چیز کہ مباح ہو۔ وُہ عوارضاتِ کثیرہ سے حرام ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ نیّت وقصد کے خلل سے بھی اس کو حُرمت لاحق ہو سکتی ہے۔ پس اِس قاعدہ کی رُو سے جو حدیث مذمّتِ سماع میں منقول و مروی ہے اس کی تاویل کر کے تطبیق بین الاحادیث دینی پڑے گی اَور صحاح کی مذکورہ بالا احادیث چونکہ فعلِ غناء کی بمرّات وکرّات بدوں اکراہ غیری مجوّز ہیں محتمل تاویل نہیں ہوں گی۔ بعض فقہاء غیر مجتہدین نے واقعہ عید و نکاح کو مخصص قرار دے کر اَور اِس سماع کو مخصوص المحل سمجھ کر حُرمت سے مستثنیٰ کیا ہے جو بالکل بے معنی ہے۔ کیونکہ اس کے کیا معنی کہ نکاح وعیدین میں ایک امرِ حرام کا اِرتکاب جائز ہو اَور دُوسری جگہ حرام۔ ایسی بے وجہ تخصیص شریعت کا خاصہ نہیں۔

سماع مندرجہ احادیثِ صحاح کو محض سادہ ابیات پڑھنے سے خاص کرنا اَور باوجُود تالی و دف بجانے کے اس کو خارج از سماع مختلف فیہ سمجھنا سخت خلافِ عقل ونقل ہے کیونکہ متنازعہ فیہ وُہی سماع ہے جو دف و مزامیر سے ہو۔ اگر اس میں اختلافِ اباحت وحُرمت نہ ہو تو مبارک باد۔ کیونکہ اس صُورت میں اس کو لامحالہ مباح ماننا پڑے گا۔ اِس لئے کہ بدوں مختلف فیہ غناء کے دُوسری کوئی قسمِ غناء کی کِسی کے نزدیک ممنوع نہیں۔ پس جب مختلف فیہ غنا سادہ قرار دیا گیا تو دف و مزامیر کے غناء کو مختلف فیہ سے خارج سمجھنا پڑے گا جو ہمارے لئے مُضِر نہیں۔ بلکہ ہمارا عین مقصُود ہے۔ کیونکہ ہمارا متنازعہ فیہ صرف سماعِ مزامیر ہے۔

احادیثِ صحاح کی رُو سے جب اجنبی لڑکیوں سے تالی اَور دف کے ساتھ سماع سُننا مباح ہؤا۔ تو مردوں سے سماع سُننے کے جواز میں کیا کلام ہو سکتی ہے غایت الامر اگر کوئی شخص سامعین کی عظمت و شان اَور ماسو اللہ سے ان کے اِستغنیٰ کو اِس جواز کا مخصص قرار دے۔ جس کی اگرچہ الفاظِ احادیث بالکل مساعدت نہیں کرتے۔ کیونکہ ما کان معکم لھو فان الانصار یعجبھم اللھو۔ بخاری میں اَور الا تغنین فانّ ھذا الحیّ من الانصار یحبّون الغناء۔ صحیح

امداد دے۔ اور ہم پر ان کی صالح دعاؤں اور برکات کو نازل کرے۔ انتہیٰ

اِس عبارت سے جو فقہا حنفیہ کے ایک محقق فقیہ کی مسلمہ کتاب سے منقول ہے یہ امر صاف ہو جاتا ہے کہ علماء حنفیہ کا بھی اِس مسئلہ میں یہی مذہب ہے کہ سماع بعینہٖ مباح ہے۔ اگر خدا دوست لوگ اس کو سُنیں تو چونکہ وُہ ان کے عشقِ الٰہی کے جذبات کو برانگیختہ کرتا ہے۔ اِس لِئے اُن کے لِئے عین حلال ہے۔ اور اشرار میں چُونکہ فِسق و فجور کے جذبات کو تیز کرتا ہے۔ اِس لِئے اُن کے لِئے حرام ہے۔ اور آیہ شریفہ۔ و من النّاس من یشتری لھو الحدیث لیضلّ عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذ ھا ھزوًا اولٰئك لھم عذاب مھین الخ سے مطلق سماع کی حرمت پر اِستدلال کرنا خالی از جہالت نہیں۔ یہ ہم مانتے ہیں۔ کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے لہو الحدیث سے غناء بھی مراد لیا ہے۔ جس طرح رستم واسفندیار اور اکاسرہ فارس کے قصص اور بے اصل باتیں اور مضاحیک و فضول کلام وغیرہ اس لفظ سے مراد لِئے گئے ہیں۔ لیکن ہمارے مقاصد کے منافی نہیں لہو الحدیث سے خواہ کچھ بھی مراد لیا جائے "لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذ ھا ھزوا" اس کو صاف کر دیتا ہے۔ ہمارے مبحث سے اس کو کوئی بھی تعلق نہیں۔ کیونکہ اِس آیت میں یہ قصّہ ہے کہ نضر بن حارث دُشمنِ اِسلام ملوکِ عجم کے قصص یا دُوسری روایت کے بموجب مغنّی لونڈیوں کو اِس غرض سے خرید کر لایا تھا۔ کہ ان کے ذریعہ لوگوں کو خدا کی راہ سے گمراہ کرے۔ جو کفر کا اِنتہائی مرتبہ ہے۔ پس اِس سے حُرمتِ غناء پر استدلال کرنا عجیب جنون ہے۔ اِسی اِستدلال کے جواب میں حجۃ الاسلام اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ ولو قریٔ القرآن لیضلّ بہٖ عن سبیل اللہ لکان حرامًا۔ (ترجمہ) اگر قرآن بھی خدا کے راہ سے گمراہ کرنے کی غرض سے پڑھا جائے تو حرام ہے۔ سماع یا کسی اور چیز کا تو ذِکر ہی کیا۔ یہاں حرام بمعنی کفر ہے اور ایسا اِستعمال متقدّمین کی کلام میں شائع و ذائع ہے۔ اور اِسی مضمون پر اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہ حکایت لِکھتے ہیں:۔

میں محو و فنا ہیں۔ سماع مطلقاً حلال و مباح ہؤا۔ کیونکہ یہاں بعینہٖ وُہ معنیٰ بھی موجُود ہیں۔ یعنی عشق و محبتِ الٰہی۔ جن کو خصم نے مخصص اباحت قرار دیا تھا۔ چنانچہ اسی اصول پر علاّمہ فقیہ خاتمۃ المحققین الشیخ محمد امین الشہیر ابن عابدین اپنی کتاب رد المختار علی الدر المختار میں (جو فتاویٰ شامی کے نام سے مشہُور اَور حنفی مذہب کی کتب متاخرین سے اِس قدر مقبولِ عام ہے کہ ہمارے ملک میں فی زماننا حنفی مذہب کے فتاویٰ کا عموماً اِسی پر مدار ہے) لکھتے ہیں:۔

اقول وھذا یفید ان آلۃ اللّھو لیست محرمۃ بعینھا بل بقصد اللّھو منھا اِمّا مِنْ سامعھا اَوْ مِنَ المشتغل بھا وبہ تشعر الاضافۃ الا تریٰ ان ضرب تلک الآلۃ بعینھا حِلٌّ تارۃً وحرّم اخریٰ باختلاف النیۃ والامور بمقاصدھا وفیہ دلیل لِسادا تنا الصوفیۃ الّذین یقصدون بسماعھا امورا ھم اعلم بھا فلا یبادر المعترض بالانکار کی لا یحرم برکتھم فانّھم السادۃ الاخیار ایدنا اللہ تعالیٰ بامداداتھم واعاد علینا من صالح دعواتھم وبرکاتھم۔ انتہیٰ

ص۳۰۷ جلد پنجم فتاویٰ شامی مطبُوعہ مِصر۔

ترجمہ۔ میں کہتا ہُوں کہ مذکُورہ بالا تفصیل (ہذا کے مشار الیہ کے ماصدق علیہ کو مذکورہ بالا تفصیل سے ہم نے تعبیر کیا ہے) سے یہ فائدہ نکلتا ہے کہ آلہ لہو بعینہٖ حرام نہیں۔ بلکہ جب اُس سے لہو کا قصد کیا جائے۔ تو بلحاظ قصد لہو حرام ہے۔ خواہ یہ قصد سامع کی طرف سے ہو۔ خواہ مغنّی کی طرف سے۔ اَور اضافت جو لفظ آلۃ اللّھو میں واقع ہے وُہ انہیں معنی کی مخبر و مشعر ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا۔ کہ اِسی آلہ کو بعینہٖ بجانا کبھی حلال کبھی حرام ہوتا ہے۔ جس کا اختلافِ نیت پر مدار ہے۔ اس میں ہمارے سادات صوفیہ کرام کے لئے دلیل ہے جن کے مقاصد سماع میں ایسے جلیل القدر امور ہوتے ہیں جن کو وہی بخوبی جان سکتے ہیں۔ پس معترض کو انکار میں دلیری و جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے۔ تاکہ اُن کی برکت سے محروم نہ رہے۔ کیونکہ وُہی خالص اخیار اَور نیک ہیں۔ خدا ان کی امدادات سے ہمیں

امام حجة الاسلام زین الدین ابوحامد محمد غزالی درکتاب کیمیای سعادت میگوید :

در اباحت سماع و بیان آنچه از وی حلال است و آنچه حرام

بدانکه ایزد تعالی راسریست دردل آدمی ،که آن دروی همچنان پوشیده است که آتش درآهن ، وچنانکه بزخم سنك برآهن آن سرآتش آشکارا گردد و بصحرا افتد ، همچنین سماع آوازخوش وموزون آن گوهر آدمی را بجنباند و دروی چیزی پدید آرد بی آنکه آدمی را در آن اختیاری باشد ، وسبب آن مناسبتی است که گوهر دل آدمی را باعالم علوی که عالم ارواح گویند هست وعالم علوی عالم حسن وجمال است ، واصل حسن وجمال تناسب است ،وهرچه متناسب است نمودگاریست ازجمال آن عالم ، چه هرجمال وحسن وتناسب که درین عالم محسوس است ،همه ثمرهٔ جمال و حسن آن عالم است : پس آواز خوش موزون متناسب هم شبهتی دارد از عجایب آن عالم ، بدان سبب آگاهی در دل پیدا آید وحرکت وشوقی پدید آید، که باشد که آدمی خود نداند که آن چیست ، واین در دلی بود که ساده بود ، وازعشقی وشوقی که بدان راه برد خالی باشد ، اماچون خالی نباشد وبچیزی مشغول بود ، آن درحرکت آید و چون آتشی که دم دروی دهند افروخته تر گردد ، وهرکرا دوستی خدای تعالی بردل غالب باشد سماع ویرا مهم بود ،که آن آتش تیزتر گردد ، وهرکرادردل دوستی باطل بود ، سماع زهر قاتل وی بود وبروی حرام بود .

وعلما را خلافست درسماع که حلال است یا حرام ،وهرکه حرام کرده است از اهل ظاهر بوده است، که ویرا خود صورت نبسته است که دوستی حق تعالی بحقیقت در دلی فرود آید ، چه وی چنین گوید که : آدمی جنس خود را دوست تواند داشت ، اما آنرا که نه جنس وی بود ونه هیچ مانند وی بود ویرا دوست چون تواند داشت ؟ پس نزدیك وی دردل جز عشق مخلوق صورت نبندد ، واگر عشق خالق صورت بندد بنابر خیال تشبیهی باطل باشد ، بدین سبب گوید که سماع یابازی بود یا ازعشق مخلوقی بود، واین هردو دردین مذموم است ، وچون ویرا پرسند که :معنی دوستی خدای تعالی که برخلق واجبست چیست ؟ گوید : فرمان برداری وطاعت داشتن؛ واین خطایی بزرگست که این قوم را افتاده است ، وما درکتاب محبت ازرکن منجیات این پیدا کنیم ؛

حکی عن بعض المنافقین انّہ کان یؤم النّاس لا یقرأ الّا سورۃ عبس لما فیھا من العتاب مع رسول اللہ صلعم فھم عمرؓ بقتلہٖ ورأی فعلہ حراماً لما فیہ من الاضلال فالاضلال بالشعر والغناء اولیٰ بالتحریر۔

ترجمہ۔ کسی منافق کی حکایت کی گئی ہے کہ وُہ لوگوں کو اِمامت کراتا تھا۔ اَور ہمیشہ سُورہ عبس کے سوا کچھ نہیں پڑھا کرتا تھا۔ کیونکہ اِس سُورۃ میں رسُولِ خدا صلعم کو جناب باری کی طرف سے عتاب ہے۔ (اس کی غرض اس سے حضرت کی ذاتِ بابرکات یا دُوسرے لفظوں میں اِسلام سے لوگوں کو نفرت کرانی تھی) پس حضرت عُمرؓ نے اس کے فِعل کو حرام (بمعنی کفر) سمجھا۔ کیونکہ اس میں معنی اضلال تھے۔ اَور اس کے قتل کا اہتمام کیا۔ جب کہ قرآن مجید کا اِس معاملہ و نیتِ اضلال سے پڑھنے کا یہ حال ہے۔ تو شعر و غناء سے کسی کو گمراہ کرنا بدرجۂ اولیٰ حرام یعنی کفر ہوگا۔ جس سے ہمیں کوئی بحث نہیں۔ کیونکہ اضلال کی نیّت سے تو جو فعل بھی کیا جائے وُہ حرام ہی نہیں بلکہ کفر ہوتا ہے۔ پس غناء کی کیا خصُوصیّت رہی۔ فبشّر عبادی الّذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ۔

تمّت بالخیر

چهارم آنکه ابتدا کرد و **عایشه** را - رضی‌الله عنها - گفت - خواهی که بینی؟ و این تقاضا باشد - نه‌چنان باشد که اگر وی نظاره کردی و وی خاموش بودی، روا بودی که کسی گفتی که نخواست که ویرا برنجاند، که آن از بدخویی باشد!

پنجم آنکه خود با **عایشه** بایستاد ساعتی دراز، با آنکه نظارهٔ بازی کار وی نباشد: و بدین معلوم شود که برای موافقت زنان و کودکان - تا دل ایشان خوش شود - چنین کارها کردن از خلق نیکو بود، و این فاضلتر بود از خویشتن فراهم گرفتن و پارسایی و قرایی کردن.

وهم در **صحاح** است که **عایشه** روایت می‌کند که - من کودك بودم، لعبت[1] بیاراستمی - چنین که عادت دختران است - چند کودك دیگر بنزدیك من آمدندی، چون رسول - علیه‌السلم - درآمدی کودکان بازپس گریختندی، رسول - علیه‌السلم - ایشانرا بنزدیك من فرستادی؛ یك روز کودکی راگفت که - چیست این لعبتها؟ گفت - این دختر کان من‌اند، گفت - این چیست براین اسب؟ گفت - پروبال است - رسول گفت - علیه‌السلم - اسب را بال از کجا بود؟ گفت - نشنیدهٔ که **سلیمان** را اسب بود باپروبال؟ رسول - علیه‌السلم تبسم کرد تاهمهٔ دندانهاء وی پیداشد. واین‌ازبهر آن روایت‌می کنم تا معلوم شود که قرایی کردن و روی ترش داشتن‌وخویشتن‌ازچنین کارهافراهم گرفتن از دین نیست، خاصه با کودك و با کسی که کاری کند که‌اهل آن‌باشد واز وی زشت‌نبود، واین خبردلیل آن نیست که صورت کردن روابود، که لعبت کودکان از چوب وخرقه بود که صورت تمام ندارد، که درخبرست که بال اسب‌ازخرقه بود.

و هم **عایشه** روایت می کند که: دو کنیزك من دف می‌زدند وسرود می گفتند، رسول - علیه‌السلم - درخانه آمد و بخفت و روی از دیگر جانب کرد، **ابوبکر** درآمد وایشانرا زجر کرد وگفت - خانهٔ رسول و مزمار[2] شیطان؟ رسول گفت - یا **ابابکر** دست ازیشان بدار که روز عیدست، پس دف زدن و سرود گفتن ازین خبر معلوم شد که مباح است، و شك نیست که بگوش رسول می‌رسیده است آن، ومنع وی مر **ابابکر** را از انکار آن دلیلی صریح است بر آن که مباح است.

---

(۱) اسباب بازی - عروسك (۲) آواز - سرود.

اما اینجا می گوییم که حکم سماع از دل باید گرفت - که سماع هیچ چیز در دل نیارد که نباشد ، بل آنرا که در دل باشد بجنباند . هر کرا در دل چیزیست که آن در شرع محبوبست وقوت آن مطلوبست، چون سماع آنرا زیادت کند ویرا ثواب باشد ، وهر کرا در دل باطلی است که درشریعت آن مذموم است ، ویرا درسماع عقاب بود ، و هر کرا دل از هر دو خالی است ، لیکن بر سبیل بازی شنود و بحکم طبع بدان لذت یابد ، سماع ویرا مباح است . پس سماع بر سه قسم است -

قسم اول آنکه بغفلت شنود و برطریق بازی ، این کار اهل غفلت بود ، و دنیـا همه لهو و بازی است ، واین نیز از آن بود ، وروا نباشد که سماع حرام باشد بدان سبب که خوش است ،که خوشیها حرام نیست ، وآنچه ازخوشیها حرام است نه از آن حرام است که خوش است ،بلکه از آن حرام است که دروی ضرری است وفسادی، چه آواز مرغان خوش است وحرام نیست ، بلکه سبزه و آب روان و نظاره درشکوفه و گل خوش است وحرام نیست ، پس آواز خوش درحق گوش ، همچون سبزه و آب روان است درحق چشم ، وهمچون بوی مشك درحق بینی ، و همچون طعام خوش در حق ذوق ، وهمچون حکمتهاء نیکو در حق عقل ؛ وهریکی از این حواس را نوعی لذتست ، چرا باید که حرام باشد ؟ ودلیل بر آنکه طیبت وبازی ونظارهٔ در آن حرام نیست آنست که **عایشه** - رضی الله عنها - روایت می کند که : روزعید درمسجد زنگیان بازی میکردند ، رسول - علیه السلم - مرا گفت - خواهی که بینی؟ گفتم - خواهم، بردر بایستاد ودست پیش بداشت تا زنخدان بردست وی نهادم ، وچندان نظاره کردم که چند بار بگفت که - بس نباشد ؟ گفتم - نی ! واین در **صحاح** است ، وازین خبر پنج رخصت معلوم شد -

یکی آنکه بازی ولهو ونظاره دروی - چون گاه گاه باشد - حرام نیست و در بازی زنگیان رقص وسرود بود ؛

دوم آنکه درمسجد میکردند ؛

سوم آنکه درخبرست که - رسول - علیه السلم- در آنوقت که **عایشه** را آنجا برد گفت - «ببازی مشغول شوید» واین فرمان باشد، پس بر آنچه حرام باشد چون فرماید ؛

اندوهگین بودتا آن اندوه زیادت شود ،این حرام بود ؛ وبسبب اینست که مزد نوحه گر حرام است ، ووی عاصی بود وهر که آن بشنود عاصی بود .

نوع سوم آنکه در دل شادی باشد ، و خواهد که آن زیادت کند بسماع ، و این نیزمباح بود چون شادی بچیزی باشد که رواباشد که بر آن شاد شود ، چنانکه در عروسی ووليمه وعقيقه ووقت آمدن فرزندووقت ختنه کردن و بازرسیدن ازسفر ،چنانکه رسول ـ علیه السلم ـ بمدینه رسید ،پیش بازشدند ودف میزدند وشادی میکردند و شعر میگفتند که :

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع   وجب الشكر علينا مادعى لله داع[1]

و همچنین بایام عید شادی کردن روا بود ، وسماع بدین روا بود ، و همچنین چون دوستان بهم نشینند بموافقتی وخواهند که طعام خورند وخواهند که وقتشان بـا یکدیگرخوش شود ، سماع کردن وشادی نمودن بموافقت یکدیگر روا باشد .

نوع چهارم واصل آنکه کسی را که دوستی حق تعالی بردل غالب شده باشد وبحد عشق رسیده ، سماع ویرا مهم بود ، وباشد کـه اثر آن ازبسیاری خیرات رسمی بیش بود ، وهرچه دوستی حق تعالی بدان زیاد شود مزد آن بیش بود ، وسماع صوفیان دراصل که بوده است بدین سبب بوده است ، اگرچه اکنون برسم آمیخته شده است، بسبب گروهی که بصورت ایشانند درظاهر ومفلس اند ازمعانی ایشان در باطن ، وسماع درافروختن این آتش اثری عظیم دارد ، وکس باشد ازایشان که درمیان سماع ویـرا مکاشفات پدید آید ، وباوی لطفها رود که بیرون سماع نبود .

وآن احوال لطیف که ازعالم غیب بایشان پیوستن گیرد بسبب سماع ،آنرا وجد گویند ، وباشد که دل ایشان درسماع چنان پاك وصافی شود که نقره راچون در آتش نهی ، وآن سماع آتش در دل افکند و همه کدورتها ازدل ببرد ، و باشد که ببسیاری ریاضت آن حاصل نیاید که بسماع حاصل آید ،وسماع آن سرّ مناسبت را که روح آدمی راهست با عالم ارواح بجنباند تابود که اورا بکلیت ازین عالم بستاند تاازهرچه درین عالم رود بیخبر شود ، وباشد که قوت اعضاء وی نیزساقط شود ، وبیفتد وازهوش برود،

(۱) ماه برما ازگردنهٔ وداع (جائیست که درمدینه مسافران مکه را تاآنجا بدرقه میکرده اند)طلوع کرد . تاآنگاه که خوانندگان خدا را بخوانند ، برما شکرواجب است .

قسم دوم آنکه در دل صفتی مذموم بود، چنانکه کسی را در دل دوستی زنی بود یاکودکی بود، سماع کند در حضور وی تا لذت زیادت شود، یا در غیبت وی برامید وصال تا شوق زیادت شود، یا سرودی شنود که دروی حدیث زلف‌وخال‌و جمال باشد ودراندیشهٔ خویش بروی‌فرو آورد: این‌حرام است، وبیشترجوانان‌ازین جمله باشند، برای آنکه این آتش عشق باطل راگرم‌تر کند، و آن آتش‌را فرو کشتن واجب است برفروختن آن چون روا باشد؟ اما اگراین عشق وی با زن خویش بودیا کنیزك خویش بود، از جملهٔ تمتع دنیا بود ومباح بود، تا آنگاه که طلاق دهد یا بفروشد، آنگاه حرام شود.

قسم سیم آنکه در دل صفتی محمود باشدکه سماع آنرا قوت دهد، و این ازچهار نوع بود.

نوع اول سرود واشعارحاجیان بوددرصفت **کعبه** وبادیه، که آتش شوق‌خانهٔ خدایرا در دل بجنباند، وازین سماع مزد بودکسی راکه روا بودکه بحج شود، اما کسی راکه مادر وپدر دستوری ندهد، یا سببی‌دیگرکه ویرا حج نشاید،روا نبود که‌این سماع کند واین آرزو دردل‌خویش‌قوی‌گرداند، مگرکه داندکه‌اگرچه‌شوق غالب وقوی خواهد شد، وی قادربود،بر آنکه نرود؛ وبدین نزدیك بودسرودغازیان وسماع ایشان‌که خلق را بغزاوجنك‌کردن با دشمنان خدای تعالی وجان‌برکف‌نهادن بردوستی وی‌آرزومندکند، واین را نیزمزد باشد، وهمچنین‌اشعاری‌که عادتست‌که درمصاف بگویند تا مرددلاورشود وجنك‌کند و دلاوری را زیادت‌کند دروی، مزدبود چون جنك باکافران بود، اما اگربااهل حق بود این حرام بود؛

نوع دوم سرود نوحه‌گربودکه‌بگریستن‌آرد وا ندوه زیادت‌کند، واندرین نیزمزد بود، چون نوحه‌گری برتقصیرخودکند درمسلمانی، وبرگناهان‌که‌بروی رفته بود وبر آنچه ویرا فوت شده است ازدرجات‌بزرك‌ازخشنودی حق‌تعالی، چنانکه‌نوحهٔ داود بود - علیه‌السلم - که وی چندان نوحه‌کردی‌که جنازها ازپیش وی برگرفتندی ووی درآن الحان بودی وآوازی خوش بودی، اگراندوهی‌حرام باشد دردل، نوحه حرام باشد: چنانکه ویراکسی‌مرده باشد، که خدای‌تعالی‌میگوید: «**لکیلا تأسوا علی ما فاتکم** - برگذشته اندوه مخورید»، چون کسی‌قضاء خدای‌تعالی‌راکاره‌باشدوبدان

ـ فصل ـ

[سماع درکجا حرام بود]

بدانکه آنجاکه سماع مباح گفتیم ، به پنج سبب حرام شود : بایدکه از آن حذر کند :

سبب اول آنکه اززنی شنود ، یاازکودکی که درمحل شهوت بود ، که‌این حرام‌بود، اگرچه کسی راکه دل بکارحق مستغرق بود ، چه : شهوت دراصل آفرینش هست ، وچون صورتی ـ نیکودرچشم آید شیطان بمعاونت آن برخیزد وسماع بحکم شهوت شنود وسماع ازکودکی که‌محل فتنه نباشد مباح است واز زنی که‌زشت روبود مباح نیست : چه ویرامی‌بیند ؛ ونظربرزنان بهر صفت که باشد حرام است ؛ اما اگر آوازشنود ازپشت پرده ، اگربیم فتنه بود حرام بود ، و اگرنی مباح ـ بود ؛ ودلیل آنکه : دو زن درخانهٔ عایشه ـ رضی‌الله عنها ـ سرود می گفتند ، وبی‌شك رسول ـ علیه‌السلم ـ آوازایشان می‌شنید . پس آواز زنان عورت ـ نیست چون روی‌کودکان ، ولیکن نگریستن درکودکان درشهوت وجائی ـ که بیم فتنه باشد حرام است ،وآواز زنان نیزهمچنین است . واین احوال ـ بگردد : کس باشدکه‌برخویشتن ایمن باشد ، وکس باشدکه بترسد ، و این همچنان باشدکه حلال خویش را بوسه دادن در ماه رمضان : حلال‌بودکسی راکه ازشهوت خویش ایمن‌بود ،وحرام بودکسی راکه‌بترسد که شهوت ویرا درمباشرت افکند یا ازانزال ترسد بمجرد بوسه دادن .

سبب دوم آنکه باسرود و رباب وچنگ‌وبربط بود ، و رودها باشد یا نای عراقی‌باشد که در وی نهی‌آمده است، نه بسبب آنکه خوش باشد ـ که اگـر کسی ناخوش وناموزون زند هم حرام بود ـ لیکن بسبب آنکه این عادت شراب خوارگان است ، وهرچه بایشـان‌مخصوص‌باشد حرام کرده‌اند بتبعیت شراب ، و بدان سبب که شراب بیاد دهدو آرزوی آن‌بجنباند ، اماطبل‌وشاهین‌ودف ـ اگرچه در وی‌جلاجل[1] بود حرام نیست ،که اندرین چیزی نیامده است ، واین چون رودها نیست : ایـن نه شعارشراب خوارگان است ، پس بر آن قیاس نتوان کرد ؛ بلکه دف خود زده‌اندپیش رسول ـ علیه‌السلم ـ و فرموده است‌زدن آن در عروسی ، وبدانکه جلال در افزایند

(۱) زنك ـ زنگوله .

وآنچه ازین احوال درست باشد ویراصل بود ، درجهٔ آن بزرك بود ، و آن کسی راکه بدان ایمان بود وحاضر بود، از برکات آن نیز محروم نبود . ولیکن غلط اندرین نیز بسیار باشد ، وپندارهاء خطا بسیار افتد ، ونشانی حق و باطل آن پیران پخته و راه رفته دانند ؛ ومرید را مسلم نباشد که از سرخویش سماع کند بدانکه تقاضاء آن در دل وی پدید آید .

وعلی حلاج یکی بوداز مریدان شیخ ابوالقاسم گرگانی ، دستوری خواست درسماع ،گفت هیچ مخور ، پس از آن طعام خوش بساز: اگرسماع اختیار کنی برطعام، آنگاه این تقاضاء سماع بحق باشد وترا مسلم بود . اما مریدی که ویرا هنوز احوال دل پیدا نیامده باشد ، و راه حق بمعاملت نداند ، یاپیدا آمده باشد ، ولیکن شهوت هنوز ازوی تمام شکسته نشده باشد ، واجب بود بپیر که ویرا ازسماع منع کند ،که زیان وی ازسود بیش بود .

و بدانکه هر که سماع را ووجد را واحوال صوفیانرا انکار کند ، از مختصری خویش انکار کند ، ومعذور بود در آن انکار ،که چیزی که ویرا نباشد ، بدان ایمان دشوارتوان آوردن ، واین همچون مخنث[1] بود که ویرا باور نبود که در صحبت لذت هست ، چه لذت بقوت شهوت درتوان یافت ، چون ویرا شهوت نیافریده‌اند چگونه داند ؛ واگر نابینا لذت نظاره درسبزه و آب روان انکار کند چه عجب ،که ویرا چشم نداده‌اند ، و آن لذت بدان درتوان یافت ؛ واگر کودك لذت ریاست و سلطنت وفرمان دادن ومملکت داشتن انکار کند چه عجب ،که وی راه بازی داند درمملکت داشتن چه راه برد ؟

وبدانکه خلق درانکاراحوال صوفیان ـ آنکه دانشمندست و آنکه عامی است ـ همه چون کودکان‌اند ،که چیزی راکه بدان هنوز نرسیده‌اند منکرند ، و آنکسی که اندك مایهٔ زیرکی دارد ، اقراردهد وگوید که : مرا این حال نیست ، ولیکن می‌دانم که ایشان راهست ، باری بدان ایمان دارد و روا دارد ؛ اما آنکه هرچه او را نبود خود محال داند که دیگرانرا بود، بغایت حمایت باشد ، وازآن قوم باشد که حق تعالی می گوید : « و اذلم یهتدوا به فسیقولون هذا افك قدیم[2] »

---

(۱) کسی که مردی یا زنی او نا پیداست . (۲) وچون بدان راه نیافتند ، میگویند که این دروغی کهنه است .

شاعر گوید :

گفتم بشمارم سر یک حلقهٔ زلفش | تابو که بتفصیل سر جمله بر آرم
خندید بمن برسر زلفینک مشکین | یك پیچ به‌پیچید و غلط کرد شمارم

که ازین زلف سلسلهٔ اشکال حضرت الهیت فهم کنند ، که کسی که خواهد که بتصرف عقل بوی رسد - با نکه سر مویی از عجایب حضرت الهیت بشناسد - بیك پیچ که بروی افتد همه شمارها غلط شود وهمه عقلها مدهوش شود .

وچون حدیث شراب ومستی بود درشعر، نه آن ظاهر فهم کنند ، مثلا چون شاعر گوید :

گر می دو هزار رطل بر پیمایی | تا می نخوری نباشدت شیدایی

آن فهم کنند که کار دین بحدیث وتعلم راست نیاید ، که بذوق راست آید ، اگر بسیاری حدیث محبت و عشق و زهد و توکل و دیگر معانی بگویی و درین[1] کتاب تصنیف کنی، وکاغذ بسیار درین سیاه کنی، هیچ سودت نکند تا بدان صفت نگردی .

وآنچه از بیتهای خرابات گویند هم چیزی دیگر فهم کنند ، مثلا چون گویند :

هر کو بخرابات نشد بی‌دین است | زیرا که خرابات اصول دین است

ایشان ازین خرابات خرابی صفات بشریت فهم کنند ، که اصول دین آنست که این صفات که آبادانست خراب شود ، تا آنکه ناپیداست درگوهر آدمی پیدا آید و آبادان شود .

وشرح و فهم آن دراز بود ، که هر کسی را درخور نظر خود فهم دیگر باشد ؛ ولیکن سبب گفتن آنست که گروهی از ابلهان وگروهی از مبتدعان برایشان تشنیع می‌زنند که : ایشان حدیث صنم وزلف وخال ومستی وخرابات می گویند ومی‌شنوند ، واین حرام باشد ؛ ومی پندارند که این خود حجتی عظیم است که بگفتند، وطعنی عظیم بکردند ، که ازحال ایشان خبر ندارند بلکه سماع ایشان خود باشد[2] که نه برمعنی بیت باشد ، که[3] برمجرد آواز باشد : که از آواز شاهین خود سماع افتد ، اگرچه معنی ندارد ؛

(۱) درین باب - درین موضوع (۲) ممکن است - شاید . (۳) بلکه.

حرام نشود .

وطبل حاجیانرا وغازیانرا خود رسم است زدن ، امـا طبل مخنثان خود حرام بود ، که آن شعار ایشانست ، و آن طبلی دراز بود ، میانه باریك وهر دوسر پهن ، اما شاهین اگر بسرفرو بود واگر نه ـ حرام نیست ، که شبانان را عادت بوده است که میزده‌اند . و شافعی میگوید : دلیل بر آنکه شاهین حلال است آنست که : آواز آن بگوش رسول آمد ـ علیه‌السلم ـ ، انگشت درگوش کرد و ابن‌عمر را گفت : گوش‌دار ، چون دست بدارد مرا خبرده ، پس رخصت دادن ابن‌عمر را تاگوش دارد ، دلیل آنست که مباح است ، اما انگشت درگوش کردن وی دلیل آنست که اورا در آن وقت حالی بوده باشد شریف و بزرگوار ، که دانسته باشد که آن آواز اورا مشغول کند : که سماع اثری دارد درجنبانیدن شوق حق‌تعالی ، تا نزدیکتر رساند کسی را که درعین آن کار نباشد ، و این بزرگ بود باضافت با ضعفا که ایشانرا خود این حال نبود ، اما کسی که درعین کار باشد ، بود که سماع اورا شاغل بود ودرحق وی نقصـان بود : پس ناکردن سماع دلیل حرامی نکند ، که بسیار مباح باشد که دست بدارند ؛ اما دستوری دادن دلیل مباحی کند قطعاً ، که آنرا وجهی دیگر نباشد .

سبب سوم آنکه درسرود فحش باشد ، یا هجا باشد ، یا طعن بود دراهل دین ، چون شعر روافض[1] که درصحابه گویند ، یا صفت زنی باشد معروف ، که صفت زنان پیش مردان گفتن روا نباشد ، اینهمه شعرها گفتن وشنیدن وی حرام است ؛ اما شعری که در وی صفت زلف وخال وجمال بود ، وحدیث وصال وفراق ، و آنچه عادت عشاق است گفتن وشنیدن آن ، حرام نیست ، وحرام بدان گردد که کسی در اندیشهٔ خویش آن برزنی که ویرا دوست دارد یا بر کودکی فرود آرد ، آنگاه اندیشهٔ وی حرام بود ، اما اگر برزن و کنیزك خویش سماع کند حرام نبود .

اما صوفیان و کسانی که ایشان بدوستی حق تعـالی مستغرق باشند ، و سماع بر آن کنند ، این بیتها ایشان را زیان ندارد ، که ایشان ازهر یـکی معنئی فهم کنند که درخورحال ایشان باشد : تا باشد کـه از زلف ظلمت کفر فهم کنند ، و ازنورروی نورایمان فهم کنند ، و باشد که اززلف سلسلهٔ اشکال حضرت الهیت فهم کنند ، چنانکه

(۱) فرقه‌ای ازمسلمین ـ طایفهٔ زیدیه .

شوروسودا نام کنند ،و باشد که این عذر خویش را گویند که : فلان پیر ما را بفلان کودك نظری بود ، واین همیشه در راه بزرگان افتاده است ؛ واین نه لواطت است که شاهد بازی است ،و باشد که گویند عین روح بازی باشد ، وازین ترهات بهم باز نهند تافضیحت خویش بچنین بیهدها بپوشند،وهر که اعتقاد ندارد که این حرام است وفسق است،اباحتی است وخون وی مباح است .

و آنچه از پیران حکایت کنند که ایشان بکودکی نگریستند؛ یادروغ باشد که میگویند- برای عذر خویش را - ، یااگر نگریسته باشند شهوت - نبوده باشد، بلکه چنانکه کسی درسیب سرخ نگردیا در شکوفه نگرد،ویاباشد که این پیررا نیزخطایی افتاده باشد- که نه معصوم باشد- ، وبدانکه پیری را خطایی افتد ویا بروی معصیتی رود آن معصیت مباح نشود، وحکایت قصهٔ داود برای آن گفته اند تاتو گمان نبری که هیچ کس از چنین صغایر ایمن شود، اگرچه بزرك بود، و آن نوحه و گریستن وتوبهٔ وی از آن حکایت کرده اند تاآن بحجت نگیری وخود رامعذور نداری

ویك سبب دیگرهست، و آن نادر باشد، که: کسی باشد که ویرا در آن حالت که صوفیانرا باشد چیزها نمایند،وباشد که جواهر ملایکه وارواح انبیا ایشانرا کشف افتد بمثالی، و آنگاه آن کشف، باشد که بر صورت آدمی باشد بغایت جمال : که مثال لابد درخورحقیقت معنی بود، وچون آن معنی بغایت کمالست درمیان معانی عالم ارواح مثال وی ازعالم صورت بغایت جمال باشد؛ ودرعرب هیچ کس نیکوتر از **دحیة الکلبی** نبود، ورسول- علیه السلم - جبرئیل را - علیه السلم- بصورت وی دید. آنگاه باشد که چیزی از آن کشف افتد برصورت امردی[1] نیکو،واز آن لذتی عظیم باشد، چون از آن حال بازدر آید، آن معنی باز درحجاب شود، ووی درشوق و طلب آن معنی افتد که آن صورتمثال وی بود، وباشد که آن معنی باز نیابد؛ آنگاه اگرچشم ظاهر وی برصورت نیکو افتد که با آن صورت مناسبت دارد، آن حالت بروی تازه شود، و آن معنی گمشده را بازیابد، و ویرا از آن وجدی و حالتی پدید آید، پس روا باشد که کسی رغبت نموده باشد در آن که صورت نیکو بیند برای باز یافتن این حالت . و کسی که ازین اسرار خبر ندارد، چون رغبت وی بیند، پندارد که وی هم از آن صفت مینگرد که صفت وی

(۱) نوجوان- پسرخوشکل.

وازین بود که کسانی که تازی [1] ندانند ، ایشانرا بر بیتهاء تازی سماع افتد ، و ابلهان می‌خندند که وی این نداند ، سماع چرا میکند ؟ و این ابله این مقدار نداند که شتر نیز تازی نداند ، وباشد که بسبب حداء [2] عرب برماندگی‌چندان بدود ـ بقوت سماع ونشاط ـ با آن بار گران ، که‌چون بمنزل رسد واز سماع دست بدارند ، درحال بیفتد وهلاك شود ، باید که این ابله باشترجنك ومناظره کند ، که توتازی نمیدانی‌این چه نشاط است که‌درتوپیدا می آید ؟

و باشد نیز که از بیت‌تازی چیزی فهم کنند که آن نه معنی‌تازی بود ، لیکن چنانکه ایشانرا خیال افتد ، که نه مقصود ایشان تفسیر شعرست . یکی میگفت : « ومازارنی فی‌النوم‌الا خیالکم [3] » ، صوفیی حال کرد ، گفتند : حال‌چرا کردی ، که خود ندانی که وی‌چه میگوید ؟ گفت ، چرا ندانم ؟ می گوید : مازاریم ! راست‌می گوید که همه زاریم ودرمانده‌ایم ودرخطریم . پس سماع ایشان باشد که چنین‌بود ، وهر کرا کاری بردل غلبه‌گرفت ، هرچه شنود آن شنود ، و هرچه بیند آن بیند : و کسی که آتش عشق ـ درحق یادرباطل ندیده باشد ، این‌ویرا معلوم نشده باشد .

سبب چهارم آنکه شنونده جوان باشد و شهوت بروی غالب ، و دوستی حق‌تعالی خود نشناسد ، که غالب آن بود که چون‌حدیث زلف‌وخال وصورت نیکوشنود ، شیطان پای برگردن اونهد وشهوت ویرا بجنباند ، وعشق نیکوانرا دردل‌وی آراسته گرداند ، و آن احوال عاشقان که میشنود ویرا نیز خوش آید ، وآرزو کند و درطلب آن ایستد ، تاوی‌نیز بطریق عشق برخیزد .

وبسیارند اززنان ومردان که جامهٔ صوفیان دارند ، وبدین کار مشغول شده‌اند ، و آنگاه هم بعبارت طامات این را عذرها نهند ، وگویند : فلان را سودایی و شوری پدیدآمده است وخاشاکی درراه اوافتاده ، وگویند که عشق دام حق‌است ، ویرادردام کشیده‌اند ، وگویند : دل وی نگاه داشتن وجهدکردن تا وی معشوق خویش رابیند خیری بزرگست . قوادگی [4] راظریفی‌ونیکوخویی نام کنند ، وفسق‌راولواطت [5] را

---

(۱) عربی . (۲)آواز مخصوص ساربانان . (۳) درخواب‌جزاندیشهٔ توهیچ کس بدیدار من نیامد
(٤) قواد : کسیکه زنان و مردان را برای پیوند نامشروع راهنمائی میکند . (٥) با پسران درآمیختن .

هجر وقرب و بعد و رضـا وسخط وامید و نومیدی وفراق و وصال وخوف وامن ووفا بعهد و بی‌عهدی و شادی وصال و اندوه فراق بود ـ و آنچه بدین ماند ـ ، بـر احوال خویش تنزیل کند، و آنچه در باطن وی باشد افروختن گیرد ، واحوال مختلف بروی پدید آید ، وویرا در آن اندیشهای مختلف بود ، واگر قاعدهٔ علم واعتقاد او محکم نبود ، باشد که اندیشهاافتد ویرا درسماع که آن کفر باشد ، که درحق حق تعالی چیزی سماع کند که آن محال باشد ، چنانکه این بیت شنود مثلا که :

زاول بمنت میل بد آن میل کجاست ؟　　　وامروز ملول گشتی ازبهر چراست ؟

هرمریدی که ویرا بدایتی تیز وروان بوده باشد ، و آنگاه ضعیفتر شده باشد، پندارد که حق تعالی رابوی عنایتی ومیلی بوده است واکنون بگردیده ، واین تغیر در حق حق تعالی فهم کند : این کفر بود ، بلکه باید که داند که تغیر رابحق راه نبود :وی مغیرست ومتغیر نیست [1] باید که داند که صفت وی بگردیده است ، تا آن معنی که گشاده بود درحجاب شد اما از آن جانب خود هرگز منع وحجاب وملال نباشد ، بلکه درگاه گشاده است ، بمثل چون آفتاب که نوروی مبذولست [2] مگر کسی راکه پس دیواری شود واز وی درحجاب افتد ، آنگاه تغیر دروی آمده باشد نه در آفتاب ، باید که گوید:

خورشید بر آمد ای نگارین دیرست　　　بربنده اگر نتابد از ادبیر است [3]

باید که حواله حجاب بادبار خویش کند ، و بتقصیری که بروی رفته باشد ، نه بحق تعالی . مقصود ازین مثال آنست که باید که هرچه صفات نقص ـ است وتغیرست در حق خویش و نفس خویش فهم کند ، وهرچه جمال و جلال وجودست درحق حق تعالی فهم کند، اگراین سرمایه ندارد ازعلم ، زوددر کفر افتد ونداند: وبدین سبب است که خطر سماع بردوستی حق تعالی عظیم است .

درجهٔ دوم آن باشد که از درجهٔ مریدان درگذشته باشد ، واحوال مقامات بازپس کرده باشد ، وبنهایت آن حال رسیده بود که آنرا فنا گویند ونیستی ـ چون اضافت کنند باهرچه جزحق است ـ ، وتوحید گویند ویگانگی ـ گویند ـ چون بحق اضافت کنند ـ ؛ وسماع این کس نه برسبیل فهم معنی باشد ، بلکه چون سماع بوی رسد آن حال

(۱) گرداننده است و گردنده نیست . (۲) بخشیده شده است .(۳) ادبار ـ بدبختی

است: که از آن دیگر خود خبر ندارد!

ودرجمله کار صوفیان عظیم و باخطرست، و بغایت پوشیده است، ودرهیچ چیز چندان غلط راه نیابد که در آن، این مقدار اشارت کرده آمد، تامعلوم شود که ایشان مظلومند؛ که مردمان پندارند که ایشان ازین جنس بوده اند که درین روزگار پدید آمده اند، ودرحقیقت مظلوم آنکس بود که چنین پندارد: که برخویشتن ظلم کرده باشد که دریشان تصرف کند یابردیگران قیاس کند .

سبب پنجم آنکه عوام که سماع بعادت کنند بر طریق عشرت و بازی، این مباح باشد، لیکن بشرط آنکه پیشه نگیرد و بر آن مواظبت نکند، که چنانکه بعضی از گناهان صغیره است، چون بسیار شود بدرجه کبیره رسد. بعضی از چیزها مباح است بشرط آنکه گاه گاه بود و اندك بود، چون بسیارشود حرام شود: که زنگیان یکبار درمسجد بازی کردند رسول علیه السلم- منع نکرد؛ اگر آن مسجدرا بازی گاه ساختندی منع کردی و عایشه رضی الله عنها - از نظاره منع نکرد، اگر همیشه عادت کردی منع کردی . اگر کسی همیشه باایشان میگردد و پیشه گیردروانباشد، ومزاح - کردن گاهگاه مباح است ، ولیکن اگر کسی همیشه عادت گیرد، مسخره باشد ونشاید.

باب دوم

در آثار سماع و آداب آن

بدانکه درسماع سه مقام است: اول فهم، آنکاه وجد، آنکاه حرکت، و درهر یکی سخن است:

مقام اول درفهم است : اما کسی که سماع بطبع و غفلت شنود ، یابراندیشهٔ مخلوق کند ، خسیس تر از آن بود که درفهم وحال وی سخن- گویند ، اما آنکه غالب بروی اندیشهٔ دین باشد وحب حق تعالی بود ، این بردو درجه باشد :

درجهٔ اول درجهٔ مرید باشد، که ویرا درطلب خویش و سلوك راه خویش احوال مختلف باشد ، ازقبض وبسط و آسانی ودشواری و آثار قبول و آثار رد وهمکی دل وی آن فرو گرفته باشد ، چون سخنی شنود که دروی حدیث عتاب وقبول و رد و وصل و

اما احوال، چنان بود که صفتی از آن وی غالب شود و ویرا چون مست گرداند، و آن صفت، گاه شوق بود و گاه خوف و گاه آتش عشق بود و گاه طلب بود و گاه اندوهی بود و گاه حسرتی بود، و اقسام این بسیارست، اما چون آن آتش در دل غالب شد، دود آن بر دماغ شود، و حواس ویرا غلبه کند تا نبیند و نشنود ـ چون خفته ـ، یا اگر بیند و بشنود از آن غافل وغایب بود ـ چون مست؛

و نوع دیگر مکاشفاتست، که چیزها نمودن گیرد از آنچه صوفیان را باشد، بعضی در کسوت مثال و بعضی صریح، واثر سماع در آن از آن وجه است که دل را صافی کند، و چون آینه باشد که گردی بروی نشسته باشد و پاك کنند از آن گرد، تا آن صورت در وی پدید آید. وهرچه ازین معنی عبارت توان آورد، علمی باشد قیاسی ومثالی، وحقیقت آن جز آن کس را معلوم نبود که بدان رسیده باشد: آنگاه هر کس را قدمگاه خویش معلوم بود، اگر در دیگری تصرف کند، بقیاس قدمگاه خویش کند، وهرچه بقیاس باشد، از ورق علم بود نه از ورق ذوق. اما این مقدار گفته می آید، تا کسانی که ایشانرا ازین حال تذوّق نباشد، باری باور کنند وانکار نکنند، که آن انکار ایشانرا زیان دارد، وسخت ابله بود کسی که پندارد که هرچه در گنجینهٔ وی نبود درخزانه ملوك نبود، وابله تر از وی کسی بود که خویشتن را با مختصری خویش پادشاهی داند وگوید که من خود بهمه رسیده ام وهمه مرا گشت، و هرچه مرا نیست خود نیست: وهمه انکارها ازین دو ابلهی خیزد.

وبدانکه وجد باشد که بتکلف بود، و آن عین نفاق بود، مگر آنکه بتکلف اسباب آن بدل می آرد تا باشد که حقیقت وجد پدید آید. ودرخبرست: که چون قرآن شنوی بگریی، واگر گریستن نیاید تکلف کنی، معنی آنست که بتکلف اسباب حزن بدل آوری، واین تکلف را اثرست، باشد که بحقیقت ادا کند.

سؤال: اگر کسی گوید که چون سماع ایشان حق است وبرای حق است، باید که در دعوتها مقریانرا[1] نشاندندی و قرآن خواندندی، نه قوالاً نرا[2] که سرود گویند، که قرآن کلام حق است: سماع ازوی اولیتر.

جواب آنستکه سماع از آیات قرآن بسیار باشد، و وجد از آن بسیار

(۱) قاری ـ قرآن خوان. (۲) قوال، آواز خوان.

نیستی ویگانگی بروی تازه‌شود ، وبکلیت ازخویشتن غایب‌شود . و ازاین عالم بیخبر شود ، وباشد بمثل اگردر آتش افتد خبر ندارد : چنانکه شیخ ابوالحسن نوری ـ رحمة الله علیه ـ درسماع بجایی دردوید که نی درووه بودند ، وهمه پایش می برید ووی بی خبر وسماع این تمامتر بود ، اماسماع مریدان بصفات بشریت آمیخته ـ بود واین آن بود که ویرا ازخود بکلیت بستاند ، چنانکه آن زنان که یوسف رادیدند ، همه خودرافراموش کردند ودست بریدند ؛

وباید که این نیستی راانکار نکنی وگویی : من‌ویرا می بینم ، چگونه نیست‌شده است ؟ که‌وی نه آنست که تومی‌بینی که آن‌شخص است وچون بمیرد هم می‌بینی و وی نیست شده ، پس حقیقت وی آن معنی لطیف است که محل معرفت است ، چون معرفت چیزها از وی غایب شد همه درحق وی نیست شد ، و چون جز ذکرحق تعالی نماندهرچه فانی بود بشد وهرچه‌باقی‌بود بماند ؛ پس معنی‌یگانگی این بودکه چون‌جزحق تعالی‌را نبینند ، گوید همه‌خوداوست ومن نیم وبازگوید من خود اویم وگروهی‌ازینجا غلط کرده‌اند واین معنی‌را بحلول [1] عبارت کرده‌اند ، ر گروهی باتحاد عبارت کرده‌اند ، واین همچنان‌باشد که کسی‌هرگز آینه‌ندیده باشد ،در وی نگرد صورت خود بیند ، پندارد که در آینه فرود آمد ، یا پندارد‌که آن صورت خود صورت آینه است ،که صفت آینه خودآنست که سرخ وسپید بنماید ، اگرپندارد که درآینه فرودآمد این حلول بود ، واگرپندارد که آینه خود صورت وی شداین اتحاد بود ، وهردو غلط است ، بلکه هرگز آینه صورت نشود وصورت آینه نشود ، و لیکن چنان نماید ، وچنان پندارد کسی که کارهاتمام نشناخته‌بود ، وشرح‌این‌درچنین کتاب دشوار توان‌گفت :که علم این درازست .

مقام دوم چون از فهم فارغ شد، حالتی است‌که از فهم پدید آید ،که آنرا وجد گویند ؛ ووجد یافتن بود ، ومعنی‌آن بود که حالتی یافت‌که پیش ازین نبود ودرحقیقت این حالت سخن بسیارست که‌آن چیست ، ودرست آنست‌که آن یك نوع نبود ، بلکه انواع بسیار بود ، اما دوجنس باشد : یکی‌ازجنس احوال بود ویکی ازجنس مکاشفات .

(۱) داخل شدن وفرورفتن ـ اعتقاد باینکه خداوند تعالی دربدن اشخاص واشیاء قرار میگیرد .

وبران دستان راست کنند ودروی تصرف کنند ، وچون بی‌الحان بودسخن مجرد نماید ، مگر آتشی گرم بود که بدان برافروزد .

سبب چهارم آنکه الحانرا نیز مدد باید داد بآوازهاء دیگرتا اثر بیشتر کند ، چون قصب [1] وطبل ودف وشاهین ، واین صورت هزل دارد ، و **قرآن** عین‌جدست ،وی را صیانت باید کرد که باچیزی یار کنندکه درچشم‌عوام آن صورت هزل دارد :چنان که رسول ـ علیه‌السلم ـ درخانهٔ **ربیع بنت مسعود** ـ شد ، آن کنیزکان دف میزدند و سرود می‌گفتند ، چون ویرا بدیدند ثناء وی بشعر گفتن گرفتند ، گفت : خاموش باشید ، همان‌که میگفتید بگویید ،که ثناءوی عین‌جد بود، بردف گفتن ـ که صورت هزل‌دارد ـ نشاید .

سبب پنجم آنکه هر کسی را حالتی باشدکه حریص بود برآنکه بیتی شنود موافق حال‌خویش ، چون‌موافق نبود آنراکاره باشد ، وباشدکه‌گوید : این‌مگوی و دیگری‌گوی ، ونشاید **قرآن** رادر معرض آوردن‌که ازآن کراهیت‌آید ، وباشدکه همه‌آیتها موافق‌حال هرکسی نباشد ؛ اگربیتی موافق‌حال وی‌نباشد ، وی‌بر وفق‌حال خویش‌تنزیل‌کند ،که واجب نیست‌که ازشعر آن فهم‌کنی‌که شاعرخواسته است ، اما **قرآن** رانشایدکه تنزیل‌کنی براندیشهٔ‌خویش ، وآن‌معنی قرآنی‌بگردانی .

پس سبب اختیار مشایخ قوال را این بوده است‌که گفته آمد ، و حاصل این معانی دو سبب‌اند : یکی صعف‌شنونده ، ودیگر بزرك داشت حرمت **قرآن** راتادر تصرف‌واندیشه نیفتد .

مقام سیم درسماع حرکت ورقص‌وجامه دریدن است : و هر چه درآن مغلوب باشد و بی‌اختیار بود بدان مأخوذ نبود ، وهرچه باختیارکند تا بمردم نمایدکه وی صاحب حالتست ـ ونباشد ـ ، این حرام بود ، و این‌عین نفاق بود .

ابوالقاسم نصرآبادی گفت : من میگویم : این قوم بسماع مشغول باشند بهترازآنکه بغیبت ، **ابوعمرو بن نجید** گفت : اگرسی‌سال‌غیبت کند ، بدان نرسدکه درسماع حالتی‌نمایدکه بدروغ بود وبدانکه کاملترآن‌باشدکه سماع می‌شنودوساکن می‌باشد ،که برظاهروی پیدا نیاید ، وقوت وی چنان باشدکه خویشتن نگاه میتواند

(۱) نی .

پدید آید، و بسیار باشد که از سماع قرآن بیهوش شوند، وبسیار کس بوده است که در آن جان داده است، وحکایات آن آوردن درازست، و در کتات احیا بتفصیل گفته‌ایم؛ اما سبب آنکه بدل مقری قوال نشانند، وبدل قرآن سرود گویند پنج است:

اول آنکه آیات قرآن همه با حال عاشقان مناسبت ندارد: که در قرآن قصهٔ کافران و حکم معاملات اهل دنیا و چیزهاء دیگر بسیار است، که قرآن شفای همه اصناف خلق راست؛ چون مقری بمثل این آیت بر خواند که: «مادر را از میراث ششیك بود و خواهر را نیمه بود» یا این که: «زنی را شوی بمیرد، چهار ماه و ده روز عدت باید داشت» و امثال این، آتش عشق را نیز نگرداند، مگر کسی که بغایت عاشق بود، واز هرچیزی ویرا سماع بود، اگرچه ازمقصود دور بود، و آن چنان نادر بود.

سبب دوم آنکه قرآن بیشتریاد دارند وبسیار خوانند، وهرچه بسیار شنیده آید آگاهی بدل ندهددر بیشتر احوال، یابیتی که کسی پیشین بار بشنود وبر آن حال کند، باردوم بدان‌حال‌حاضر نیاید، وسرودنو بر توان گفت و قرآن نوبر نتوان‌خواند وچون‌عرب‌میآمدنددر روزگاررسول- علیه‌السلم-و قرآن تازه‌میشنیدند ومیگریستند واحوال بریشان‌پدیدمیآمد، ابو بکر گفت - رضی‌الله‌عنه -: «کنا کما کنتم ثم قست قلوبنا» گفت: مانیز همچون شمابودیم، اکنون‌دل ماسخت‌شد، که با قرآن قرار گرفت وخو کرد:پس هرچه‌تازه‌بود اثر آن بیش‌بود.

و برای این بود که عمر- رضی الله‌عنه - حاج را فرمودی تا زودتر بشهر های خویش روند، گفت: ترسم که چون خو کنند با کعبه، آنکاه حرمت آن از دل ایشان برخیزد.

سبب سیم آنکه بیشتر دلهاحرکت نکندتاویرا بوزنی‌والحانی نجنبانی، وبرای اینست که برحدیث‌سماع کم‌افتد، بلکه‌بر آواز خوش‌افتد، چون‌موزون بودوبالحان بود، و آنکاه هردستانی[1] وراهی اثردیگردارد، و قرآن نشاید که بالحان افکند

(۱) نغمه - آهنك - طرزآواز.

باشد ، که اگر کسی جامهٔ کرباسی را بصد پاره کند و بصد درویش دهد ، مباح بودچون هرپارهٔ چنان باشد که بکار آید .

آداب سماع

بدانکه درسماع سه چیز نگاه باید داشت : زمان ومکان واخوان :

که هروقت دل مشغولی باشد ، یا وقت نماز بود ، یا وقت طعام خوردن بود ، یا وقتی بود که دلها بیشتر پراکنده بود ومشغول باشد ، سماع بی‌فایده بود

اما مکان : چون راه گذری باشد ، یا جائی ناخوش وتاریك بود ، یا بخانهٔ ظالمی بود همه وقت شوریده بود .

امااخوان آن بود که باید که هر که حاضر بود اهل سماع بود ، وچون متکبری ازاهل دنیا حاضر بود . یاقرای منکر باشد ، یامتکلفی حاضر بود که وی هرزمان بتکلف حال ورقص کند ؛ یاقومی ازاهل غفلت حاضر باشند که ایشان سماع براندیشهٔ باطل کنند یا بحدیث بیهده مشغول باشند وبهرجانبی می‌نگرند و بحرمت نباشند ، یا قومی از زنان نظارگی باشند ، و درمیان قوم جوانان باشند ، اگر از اندیشهٔ یکدیگر خالی نباشند ، این چنین سماع بکار نیاید معنی این که جنید گفته است که در سماع زمان و مکان واخوان شرطست اینست .

اما نشستن بجایی که زنان جوان بنظاره آیند، ومردان جوان باشند ازاهل غفلت که شهوت بریشان غالب بود، حرام بود: که سماع درین وقت آتش شهوت ازهردوجانب تیز کند، وهر کسی بشهوت بجانبی نگرد، وباشد نیز که دل آویخته شود ، و آن تخم بسیاری فسق وفساد شود، هرگز چنین سماع نباید کرد.

پس چون کسانی که اهل سماع باشند وبسماع نشینند. ادب آنست که همه سردر پیش افکنند، ودریکدیگر ننگرند، ودست وسر نجنبانند، وبتکلف هیچ حرکت نکنند بلکه چنانکه درتشهد نماز نشینند. وهمه دل باحق تعالی دارند، ومنتظر آن باشند که چه فتوح پدید آید از غیبت بسبب سماع ، وخویشتن نگاه دارند تاباختیار برنخیزند و حرکت نکنند، و چون کسی بسبب غلبات وجد برخیزد باوی موافقت کنند ، اگر دستارش بیفتد دستارها بنهند، واین همه اگرچه بدعت است وازصحابه و تابعین نقل

داشت، که آن حرکت و بانگ گریستن هم از ضعف بود، لیکن چنین قوت کمتر باشد؛
و همانا معنی آنکه **ابوبکر** گفت: « **کنا کما کنتم ثم قست قلوبنا** » آن بود که: « **قویت قلوبنا** » یعنی سخت و بقوت شد، که طاقت آن داریم که خویشتن را نگاه داریم. و آنکس که خویشتن نگاه نتواند داشت، باید که تا ضرورت نرسد خویشتن نگاه می دارد.

جوانی در صحبت **جنید** بود، چون سماع شنید بانگ کرد، **جنید** گفت: اگر بیش چنین کنی در صحبت من نشایی؛ پس وی صبر می کرد بجهدی عظیم تا یک روز چندان خویشتن نگاه داشت که بآخر یک بانگ کرد و شکمش بشکافت و فرمان یافت؛ اما اگر کسی که از خویشتن حالتی اظهار نمی کند، رقص کند یا بتکلف خویشتن بگریستن آرد، روا بود، ورقص مباح است، که زنگیان در مسجد رقص می کردند که **عایشه** بنظاره شد. ورسول گفت - علیه السلم - : « یا **علی**، توازمنی ومن از تو »، از شادی این رقص کرد: چندبار پای برزمین زد، چنانکه عادت عرب باشد که در نشاط شادی کنند؛ وبا **جعفر** گفت: « تو بمن مانی بخلق وخلق »، وی نیز از شادی رقص کرد؛ و **زید بن حارثه** را گفت: « تو برادر و مولای مایی »، رقص کرد از شادی؛ پس کسی که میگوید که این حرام است خطا می کند، بلکه غایت این آنست که بازی باشد، و بازی نیز حرام نیست؛ و کسی که بدان سبب کند تا آن حالت که در دل وی پیدا می آید قوی تر شود، آن خود محمود بود.

اما جامه دریدن باختیار نشاید: که این ضایع کردن مال بود، اما چون مغلوب باشد روا بود. و هرچند که جامه باختیار درد، لیکن باشد که در آن اختیار مضطر باشد: که چنان شود که اگر خواهد که نکند نتواند، که نالهٔ بیمار اگر چه باختیار بود، لیکن اگر خواهد که نکند نتواند، و نه هرچه بارادت وقصد بود آدمی از آن دست تواند داشت بهمه وقتها: چون چنین مغلوب شده باشد مأخوذ نبود.

اما آنکه صوفیان جامه خرقه کنند باختیار، و پارها قسمت کنند گروهی اعتراض کرده اند که این نشاید، وخطا کرده اند، که کرباس نیز نشاید که پاره کنند تا پیراهن دوزند، ولیکن چون ضایع نکنند وبرای مقصودی پاره کنند روا باشد، همچنین چون پارها چهارسو کنند برای آن غرض تاهمه رانصیب بود و برسجاده و مرقع دوزند، روا

مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی

الشیخ احمد سرهندی قدس سره

در مطبع ایجوکیشنل مالکان سعید ایچ ایم کمپنی مطبوع گردید

ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

حسين حلمي بن سعيد استانبولي

يطلب من المكتبة ايشيق بشارع دار الشفقة بفاتح ٧٢

استانبول - تركيه

١٣٩٧ هجرى ١٩٧٧ ميلادى

نکرده‌اند، لیکن نه هرچه بدعت بود نشاید، که بسیار بدعت نیکو باشد، که **شافعی** میگوید ـ رحمة‌الله‌علیه ـ: جماعت در تراویح وضع عمر است ـ رضی‌الله عنه ـ واین بدعتی نیکوست، پس بدعت مذموم آن بود که بر مخالفت سنتی بود، اما حسن خلق و دل مردمان شاد کردن درشرع محمود است، وهر قومی را عادتی باشد، وبا ایشان مخالفت کردن در اخلاق ایشان بدخویی باشد، ورسول ـ علیه‌السلم گفته است: «**خالق الناس** باخلاقهم ـ باهر کسی زندگانی بروفق عادت وخوی وی کن» ، چون این قوم بدین موافقت شاد شوند وازین مخالفت مستوحش شوند، موافقت ازسنت بود؛ و صحابه مر رسول را ـ علیه‌السلم ـ برپای نخاستندی که وی آنرا کاره بود ـ ولیکن چون جایی عادت بینند که برناخاستن موحش ـ بود، برخاستن برپای دلخوشی را اولیتر: که عادت عرب دیگرست وعادت عجم دیگر، والله‌اعلم.

لِي مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ مُسْتَمِرٌّ فلا اشکال ۔ جواب دیگر گوئیم که در وقت مستمر کیفیت خاصه احیانا دست
میدهد تواند بود که از وقت وقت نادر مراد دارند و این کیفیت نادره خواهند این زمان
نیز اشکال مرتفع میشود ۔ اگر سوال کنند که سماع نغمه تواند بود که در تحصیل آن کیفیت نادره مدد
داشته باشد پس منتهی نیز برائے تحصیل آن کیفیت محتاج بسماع گشت ۔ جواب گوئیم که تحقق آن
کیفیت غالبا در حین اداء نماز است و اگر در بیرون نماز احیانا دست دهد نیز از نتائج و ثمرات
آنست تواند بود که در حدیث قُرَّةُ عَیْنِی فِی الصَّلٰوۃِ اشارة باین کیفیت نادره باشد

ف۵ ترو دنشاء سوال قول دست تا بس تر محتاج بسماع و رقص نیستند ۔

ترجمہ: نزدیک تر بودن بندہ به پروردگار خود در نماز است و سجدہ کن یعنی نماز گذار و نزدیک شو ۔

وایضا در خبر است اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ و قال تبارک و تعالیٰ وَاسْجُدْ
وَاقْتَرِبْ و شک نیست که در هر وقتیکه قرب الٰهی جل شانه بیشتر است گنجائش غیر دران وقت
منتفی تر است پس از مجموع این آیه کریمه نیز مفهوم میشود که آن وقت در نماز است و دلیل بر استمرار وقت و دوام
وصل اتفاق مشایخ است قال ذوالنون المصری مَا رَجَعَ مَنْ رَجَعَ اِلَّا مِنَ الطَّرِیْقِ وَمَنْ وَصَلَ
لَا یَرْجِعُ و یاد داشت که عبارت از دوام حضور است بجناب قدس خداوندی جل سلطانه در
طریقه حضرات خواجگان قدس الله تعالیٰ اسرارهم امر مقرر است بالجمله انکار از دوام وقت علامت
نارسائی است و تجویز قلیلی از مشایخ کابن العطاء و امثاله که بجواز رجوع واصل بصفات بشریت
قائل گشته اند و از انجا عدم دوام وقت مفهوم میشود خلاف در جواز رجوع دارند نه در وقوع چه رجوع
البته واقع نیست کما لا یخفی علی ارباب پس اجماع مشایخ بر عدم رجوع واصل ثابت شد و خلاف
بعض راجع بجواز رجوع گشت ۔ هذا ۔ طائفه از منتهیان اند که بعد از وصول بدرجه [illegible]
کمال و حصول مشاهده جمال لایزال ایشان را ربودت قویه دست میدهد و تسلیه تامه حاصل میشود
که از عروج بمنازل وصول باز میدارد چه منازل وصول هنوز در پیش دارند و مدارج قرب تمامت
منقطع نگشته اند با وجود این نسبت وقت میل عروج دارند و آرزوی تکمیل قرب مطلوب درین صورت
سماع ایشان را سود مند است و حرارت بخش هر زمان بمدد سماع ایشان را عروج بمنازل قرب
میسر میشود و بعد از تسکین از ان منازل فرود می آیند آثار بعضے از ان مقامات عروج همراه
می آرند و بآن رنگ متصبغ میگردند آن بعد بعد از فقد نیست چه فقد در حق ایشان مفقود است
بلکه با وجود دوام وصل از برائے ترقی بمنازل وصول است ازین قبیل است سماع و وجد منتهیان

المنتخبات ٥٢

مکتوب دویست و هشتاد و پنجم (۲۸۵)

بشیخ مجیب الله مانکپوری صدور یافته در بیانِ احکام سماع و وجد و رقص و ببعضی از معارف که به آن تعلق دارند بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی بدان ارشدک الله تعالی طریق السداد وألهمک صراط الرشاد که سماع و وجد

جماعه را نافع است که بتقلبِ احوال متصف اند و به تبدلِ اوقات متسم وقتی حاضر اند و وقتی غائب گاهی واجد اند و گاهی فاقد ایشانند ارباب قلوب که در مقام تجلیاتِ صفاتیه از صفتی به صفتی و از اسمی باسمی منتقل و متحول اند تلوینِ احوال نقدِ وقتِ ایشان است و تشتتِ آمال حاصلِ مقامِ ایشان دوامِ حال در حقِ ایشان محال است و استمرارِ وقت در شانِ شان ممتنع زمانی در قبض اند و زمانی در بسط فهم ابناء الوقت ومغلوبوه مرة یعرجون واخری یهبطون ارباب تجلیاتِ ذاتیه که بتمام از مقام قلب بر آمده بمقلب قلب پیوسته اند و بکلیت از رقیتِ احوال محولِ احوال محرر گشته اند محتاج بسماع و وجد نیستند چه وقتِ ایشان دائمی است و حالِ شان سرمدی لا بل لا وقت لهم ولا حال فهم آباء الوقت وارباب التمکین وهم الواصلون الذین لا رجوع لهم اصلا ولا فقد لهم قطعا ومن لا فقد له لا وجد له آری قسمی از منتهیان اند که سماع با وجودِ استمرارِ وقت ایشان را نیز نافع است بیانِ آن بتفصیل در آخرِ این مبحث تحریر خواهد یافت انشاء الله تعالی اگر سوال کنند که حضرت رسالتِ خاتمیت علیه وعلی آله الصلوة والتحیة فرموده است لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل ازین حدیث مفهوم میشود که وقت دائمی نمیباشد جواب گوئیم که بر تقدیرِ صحتِ این حدیث بعضی از مشایخ ازین وقت وقتِ مستمر خواسته اند

ظلی و معارفِ مدارجِ اصلی او را میسر است بلکه آنجا که اوست نه ظل است و نه اصل از ظل و اصل
او را گذرانیده اند این نوع کامل مکمل بسیار عزیز الوجود است اگر بعد از قرونِ متطاوله و ازمنهٔ
متباعده بظهور آید هم مغتنم است عالمے از وے منور گردد نظرِ او شافیِ امراضِ قلبیه است
و توجهِ او دافعِ اخلاقِ ردیه تامرضیه اوست که مدارجِ عروج را تمام کرده در مقامِ بندگی فرود آمده است
و آرام و انس بعبادات گرفته بمقامِ عبدیه که فوقِ آن مقامے نیست در مقاماتِ ولایت ازین
طائفه بعضے را انتخاب نموده مشرف میسازند و قابلیت منصبِ محبوبیت نیز ایشان را مسلم است
جامعِ جمیع کمالاتِ مرتبهٔ ولایت است و حاویِ تمام مقامات و حصهٔ دعوت از ولایتِ خاصه و نبوت
بهره مند است بالجمله در شانِ او این مصراع صادق است ؎ آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری
هذا مبتدی را سماع و وجد مضر است و منافیِ عروج هرچند بشرائط واقع شود شمهٔ از شرائطِ سماع
سماع در آخرِ این مکتوب تحریر خواهد یافت ان شاء الله تعالیٰ وجدِ او معلول است حالِ او وبالِ او است
حرکتِ او طبعی است تحرکِ او مشوب بهوائے نفسانی وَ اَعْنِیْ بِالْمُبْتَدِیْ مَنْ لَّا یَکُوْنُ مِنْ اَرْبَابِ
الْقُلُوْبِ وَاَرْبَابُ الْقُلُوْبِ مُتَوَسِّطُوْنَ بَیْنَ الْمُبْتَدِئِیْنَ وَالْمُنْتَهِیْنَ وَالْمُنْتَهِیْ هُوَ الْفَانِیْ فِی اللّٰهِ
وَالْبَاقِیْ بِاللّٰهِ وَهُوَ الْوَاصِلُ الْکَامِلُ وَلِاَهْلِهَا دَرَجَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ وَلِلْوُصُوْلِ مَرَاتِبُ
لَا یُمْکِنُ قَطْعُهَا اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ بالجمله سماع متوسطان را نافع است و قسمے از منتهیان را نیز چنانکه
بالا گذشت لیکن باید دانست که اربابِ قلوب را نیز سماع مطلقاً محتاج الیه نیست بلکه جماعه راست
که بدولتِ جذب مشرف نشده اند و بریاضات و مجاهداتِ شاقه میخواهند که قطعِ مسافت نمایند سماع
و وجد درین صورت این جماعه را ممد و معاون است و اگر اربابِ قلوب از مجذوبان باشند
قطعِ مسالکِ سیر ایشان را ممدِ جذبه است محتاجِ بسماع نیستند و نیز باید دانست که سماع اربابِ
قلوبِ غیر مجذوب را نیز مطلقاً نافع است بلکه انتفاع از آن مشروط بشرائط است و یدکی فیها
شرطِ الاعتقاد و از جملهٔ آن شرائط عدمِ اعتقاد است بکمالِ خویش و اگر بتمامیِ خود معتقد است

۵ مراد از مبتدی کسے است که از اربابِ قلوب نباشد ... و قطع آنها ممکن نیست الیٰ آخر النهایات ۱۲ منه

و واصلان آخر سے بعد از فنا و بقا ایشان را هرچند جذبه عطا میفرمایند لیکن چون مجرد وصف محبت
دارد جذبه تنها در تحصیل ترقیات منازل عروج کفایت نمیکند محتاج بسلوک میگردند طائفه دیگر از مشائخ
اند قدس الله تعالی اسرارهم که بعد از وصول بدرجه ولایت نفوس شان در مقام بندگی فرود

می آیند و ارواح ایشان بی مزاحمت نفوس در مقام اصلی خود متوجه جناب قدس اند بحکم
ان مقام نفس مطمئنه که در مقام بندگی متمکن و راسخ گشته است مددے بروح میرسد روح را بوسیله
آن امداد مناسبت خاصه بمطلوب پیدا میگردد و آرام این بزرگواران بعبادات است و تسکین
در ادائے حقوق بندگی و کمالات تحمیل عروج در نهاد ایشان کم است و شوق صعود در بواطن
شان قلیل بنور متابعت سنت چنین وقت ایشان لازم است و بکحل اتباع سنت مؤید
بصیرت شان مکتحل لاجرم حدید البصر اند از دور چیزے می بینند که نزدیکان و اولو الابصار آن عاجز
اند هرچند عروج کمتر دارند اما نورانی اند و بنور اصل منور و در همان مقام شان عظیم دارند و جلیل
القدر اند ایشان را احتیاج بسماع و وجد نیست عبادات ایشان را کار سماع میکند و نورانیت
اصل از عروج کفایت می بخشد جماعه مستعدان از اهل سماع و وجد که بر عظم شان این بزرگواران وا
قف نیستند خود را از عشاق می گیرند و ایشان را از زهاد گویا عشق و محبت را منحصر در رقص و وجد
میدانند و طائفه دیگر از منتهیان آنانند که بعد از قطع مسالک سیر الی الله و تحقق به بقا بالله
ایشان را جذب قوی عنایت می فرمایند و بقلاب انجذاب کشان کشان مے برند بمجرد وحشت
انجا انسیرایت ممنوع است تسلیه ایشان را غیر جائز در عروج محتاج بامور غریبه نیستند سماع و رقص
و تنگنائے خلعت ایشان بار نیست و وجد و تواجد را با ایشان کار نه بآن عروج انجذابی
بنهایة نهایت مرتبه ممکن الوصول میرسند و بواسطه متابعت آنسرور علیه وعلی آله الصلوات
والتسلیمات والتحیات از مقامیکه مخصوص بآن سرور است علیه الصلوة والتحیة نصیبے می یابند
این نوع وصول مخصوص طائفه افراد است اقطاب نیز ازین مقام نصیب ندارند اگر بمحض فضل ایزدی
جل سلطانه این نوع واصل بنهایة النهایت را بعالم باز گردانند و تربیت مستعدان باو حواله نمایند
نفس او در مقام بندگی فرود می آید و روح او بمزج نفس توجه بجناب مقدس است اوست که جامع کمالات
فردیه است و حاوی تکمیلات قطبیه والحق بالقطب ههنا قطب الارشاد لا قطب الاوتاد علوم مقامات

بلکه بسیارے از مراتب که تو آنرا تنزیه خیال میکنی از مقام روح نیز پایان تر است تنزیهے که فوق العرش
ترا متخیل میشود نیز داخل دائرهٔ تشبیه است و آن مکشوف منزه از عالم ارواح است چه عرش محدّد جهات
و منتهائے ابعاد است عالم ارواح ماورائے عالم جهات و ابعاد است چه روح لامکانی است در
مکان نمیگنجد و روح را در ماوراء عرش اثبات نمودن ترا در وهم نیندازد که روح از تو بعید است و مسافت
دور و دراز در میان تو و روح است نه چنین است روح را نسبت با جمیع امکنه با وجود لامکانیت
برابر است ماورائے عرش گفتن معنی دیگر دارد تا بآنجا نرسی نتوانی دریافت طائفه از صوفیه که به تنزیه
روحی رسیده اند و فوق العرش آنرا دریافته اند تنزیه الهی جلشانه تصور نموده اند و علوم و معارف
آن مقام را از غوامض علوم گفته و سر استوا را درین مقام حل کرده و حق آنست که آن نور نور روح
است این فقیر را نیز در وقت حصول آن مقام این نوع اشتباهے پیدا شده بود اما چون عنایت
خداوندی جل سلطانه از این ورطه گذرانیده دانست که آن نور نور روح بود نه نور الهی جل شانه
الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله و چون روح لامکانی است
و بصفت بیچونی و بیچگونگی مخلوق است لاجرم محل اشتباه مے گردد والله یحق الحق وهو
یهدی السبیل و جماعه از ایشان که آن نور روح فوق العرش را گرفته فرود می آیند و بآن نقاط
پیدا میکنند خود را جامع بین التشبیه والتنزیه میدانند و اگر آن نور را از خود جدا می یابند مقام
فرق بعد الجمع تصور میکنند امثال این مغالطات صوفیه را بسیار است و هو سبحانه العاصم
عن مزلات الاغلاط و محل الاحتیاط باید دانست که روح هر چند نسبت بعالم بیچون است
اما نظر به بیچون حقیقی داخل دائرهٔ چون است گویا برزخ است در میان عالم چون و در میان جناب
قدس بیچون حقیقی پس رنگ هر دو طرف دارد و هر دو اعتبار در وے صحیح است بخلاف
بیچون حقیقی که چون را بوے اصلا راه نیست پس تا از جمیع مقامات روح عروج ننماید بآن اسم رسد
پس اول از جمیع طبقات سموات حتی العرش می باید گذشت و تمام از لوازم مکان می باید بر آمد بعد از ان

مجبوس است آرے سماع او را نیز نحوے از عروج می بخشد اما بعد از تسکین ازان مقام فرود می آید
و شرائط دیگر آن است که در کتب اکابر مستقیم الاحوال کعوارف المعارف و نحوہ مبین شده اند که اکثر
آنها در ابنائے این وقت مفقود است بلکه این قسم سماع و رقص که درین وقت شائع شده است
و این نوع اجتماع که درین اوان متعارف گشته است شک نیست که مضر محض است و منافی صرف
عروج درانجا معنی ندارد و مفقود در آن صورت متصور نیست امداد و اعانت از سماع درین محل
مفقود است مضرت و منافات موجود ❊ تنبیه ❊ سماع و رقص هر چند نسبت به بعضے منتهیان
نیز در کار است لیکن ایشان چون هنوز مراتب عروج در پیش دارند از آن وساطت اند و تمام مراتب عروج
ممکن الحصول بتمام طی نکنند حقیقت انتها از نها مفقود است نهایت گفتن باعتبار نهایت سیر
الی الله است و نهایت این سیر تا اسمی است که سالک مظهر آنست بعد ازان سیر دران اسم
و ما یتعلق به است و چون این اسم و جمیع ما یتعلق به مما ینکشف علی الاولیاء گذشته بمنتهائے حقیقی
برسد و در انجا فنا و بقائے پیدا کند منتهی حقیقی است و فی التحقیق نهایت سیر الی الله درین صورت
است نهایت اول را که نهایت تا اسم است نیز نهایت سیر الی الله اعتبار کرده اند و باعتبار فنائے
و بقائے که در آن مرتبه حاصل میشود اطلاق اسم ولایت نموده اند و آنکه گفته اند که سیر فی الله نهایت
نیست این سیر در وقت بقا است و بعد از طے منازل عروج و معنی بے نهایتی آن سیر آنست که
اگر سیر دران اسم واقع شود و تفصیل شیونات مندرجه دران متحقق گردد هرگز بنهایت آن نرسید چه هر اسم
مشتمل بر شیونات مندرجه بے نهایت است اما در وقت عروج اگر خواهند که او را ازان اسم گذرانند
تواند بود که بیک قدم آن اسم را طے نماید و بنهایة النهایت برسد و اگر همانجا مستهلک گشت زہے
شرافت و اگر برائے تربیت خلق بازش آورند زہے فضیلت گمان نکنی که وصول بآن اسم
امر آسان است چه ما سے می باید کند تا باین دولت مشرف سازند و تا کرا ازین میان باین نعمت
خصوصے سرفراز گردانند و آنکه توان را تنزیه و تقدیس خیال مکنی بساست که عین تشبیه و تخصیص است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ: مرسلہ جناب محمد نظام الدین صاحب قادری برکاتی نوری رسولی محلہ کھار دار واڑ متصل بالا پیر شہر سورت۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔ مزامیر یعنی ڈھول طبلہ، سارنگی وغیرہ کے ساتھ قوالی سننا جائز ہے یا ناجائز؟ زید کہتا ہے کہ صوفیوں کو مزامیر کے ساتھ سننا جائز ہے اور بکر کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولینا شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۳۳ و ۳۴ پر مزامیر کے ساتھ قوالی کو حرام لکھا ہے اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب فوائد الفوائد کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لہٰذا مزامیر کے ساتھ ہر شخص کو قوالی سننا ناجائز ہے۔ تو زید کا کہنا درست ہے؟ یا بکر کا قول صحیح ہے؟ غیر محرم عورت کو بے پردہ مرید کرنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے۔ جائز ہے کسی طرح حرج نہیں۔ پردہ سے بے ایمان لوگ مرید کیا کرتے ہیں اور بکر کہتا ہے کہ مولینا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتویٰ کتاب النکاح حصہ دوم صفحہ ۱۲ پر تحریر کیا ہے کہ مریدہ کو اپنے پیر کے سامنے بے پردہ آنا ناجائز ہے لہٰذا ناجائز ہے۔ تو زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا قول صحیح ہے؟

قادری سلسلے کا مرید چشتیہ میں طالب ہو سکتا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے۔ فقیر کو اختیار ہے۔ قادری سلسلے کے مرید کو چشتیہ میں طالب کر سکتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ حضرت باہو علیہ الرحمہ رسالہ تیغ برہنہ صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں کہ اگر قادری طریقے کا مرید کسی دوسرے طریقہ میں چلا جائے۔ تو خواہ بانصیب ہی ہو تو بھی بے نصیب اور مردود ہو جاتا ہے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ امام اہلسنت مولینا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۳۷ پر تحریر کرتے ہیں کہ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں کسی سلسلہ کا آئے

مراتبِ لامکانیت عالم ارواح را نیز طے باید نمود آن نیز تا بآن اسم رسد ۞ خواجه پندارد که مرد واصل است ۞ حاصلِ خواجه بجز پندار نیست ۞ فهو سبحانه وراء الوراء ثم وراء الوراء وراء این عالمِ خلق عالمِ امر است ووراء عالمِ امر مراتبِ اسماء وشیونات است ظلاً واصالةً اجمالاً وتفصیلاً ودر ماوراء این مراتبِ ظلی واصلی وکونی والٰهی واجمالی وتفصیلی مطلوبِ حقیقی را می باید جست تا کرا باین جست وجو نوازند وکدام صاحبِ دولت را باین سعادت مشرف سازند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ همت بلند باید داشت وبهرچه در راه بدست افتد قناعت نباید کرد ودر ماوراء وراء می باید جست ۞ كَيْفَ الْوُصُولُ إِلَى سُعَادَ وَدُونَهَا ۞ قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُونَهُنَّ حُتُوفُ ۞

تنبیه آخر دوامِ وصل واستمرارِ وقت کسے را مسلّم است که بعد از تحققِ فناءِ مطلق ببقاءِ بالله مشرف شده باشد وعلمِ حصولی او بعلمِ حضوری تبدیل یافته است این مبحث را بیانِ واضح لازم گردانیم بدانکه هر علمیکه عالم را از ماوراءِ ذاتِ خود حاصل میگردد طریقِ حصولِ آن حصولِ صورتِ معلوم است در ذهنِ عالم علمِ حصولی است وهر علمیکه محتاج بحصولِ صورت نباشد وآن علمِ ذات است بخود علمِ حضوری است چه ذات بنفسه حاضرِ عالم است ودر علمِ حصولی تا صورتِ معلوم حاصل است ودر ذهن متوجه بمعلوم است وچون آن صورت از ذهن زائل گشت آن توجهِ ذهن نیز زائل گشت پس دوامِ توجه در علمِ حصولی محالِ عادی است بخلاف در علمِ حضوری که غفلت از معلوم در اینجا غیر متصور است چه منشأ تحققِ آن علمِ حضورِ ذاتِ عالم است وچون این حضور دائمی است علم نیز دائمی باشد پس زوالِ توجه از ذاتِ خود ممکن نباشد ودر بقاء بالله علمی است حضوری که زوالِ آن متصور نیست گمان نکنی که بقاء بالله عبارت است از آنکه خود را عینِ حق یابی چنانکه بعضے ازین طائفه حق الیقین را باین عبارت تعبیر نموده اند نه چنین است بقاء بالله که بعد از فناءِ مطلق میسر شود باین قسم علوم مناسبت ندارد واین حق الیقین که بعضے گفته اند مناسبِ بقائے است که در جذبه دست میدهد نه بقائے که مقصود است ودیگر است ع ذوقِ این مے نشناسی بخدا تا نچشی ۞ پس استمرارِ توجه ودوامِ حضور

در صورتِ بقاء بالله ثابت شد پیش از تحقق ببقاء بالله دوام ممکن نیست اگرچه بسیارے را پیش از رسیدن باین مقام این معنے متوهم میشود علی الخصوص در طریقهٔ علیهٔ نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم والحق ما حققت والصواب ما الهمت والله سبحانه تعالی اعلم بالصواب والیه تعالی المرجع والمآب

الحمد لله رب العالمین اولاً وآخراً والصلوة والسلام علی رسوله دائماً وسرمداً

کا باطل دعویٰ کر لیا ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ جو چشتی ہو جائے۔ اسے مزامیر حلال۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ گویا چشتیوں کی شریعت اور ہے۔ اور سلاسل کی شریعت اور والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس لئے مناسب کہ ہم حضور پرُنور سیدنا سلطان المشائخ نظام الحق والشریعۃ والطریقۃ والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات کریمہ سیر الاولیاء سے جس کے جامع حضور کے مرید و خلیفہ حضرت میر خورد مولینا سید کرمانی قدس سرہ النورانی ہیں۔ ثبوت حرمت پیش کریں۔ اس وقت اگر وطن سے دُور اور کتب سے مہجور نہ ہوتا۔ تو اور بھی بعض سادات حضرات چشت سے ثبوت پیش کر سکتا۔ خصوصاً لطائف اشرفی۔ مگر منصف کے لئے یہ بھی کافی اور ہٹ دھرم کو دفتر بھی نادانی۔ حضور سلطان المشائخ سیر الاولیا میں فرماتے ہیں "سماع بر چہار قسم است۔ حلال و حرام مکروہ و مباح۔ اگر صاحب را میل بسوئے حق بیشتر است آں مباح است۔ و اگر میل بمجاز بیشتر است مکروہ است و اگر میل بکلی بطرف مجاز است آں حرام است۔ و اگر میل بکلی بطرف حق است آں حلال است"

اس کے بعد اس پر تفریع کرتے ہوئے فرماتے ہیں "پس می باید کہ صاحب ایں کار حلال و حرام و مکروہ و مباح بشناسد" پھر فرماتے ہیں کہ اباحت سماع کے لئے چند چیزیں درکار۔ مُسمِع مستمِع، مَسموع و آلہ سماع۔ مُسمِع یعنی قوال۔ پورا مرد ہو۔ امرد نہ ہو۔ عورت نہ ہو۔ مُستمِع سننے والا۔ یاد خدا سے خالی نہ ہو۔ مَسموع وہ چیز جو گائی جائے۔ فحش و مسخری نہ ہو اور آلہ سماع مزامیر جیسے چنگ و رباب وغیرہ۔ اس سے مجلس پاک ہو۔ ارشاد فرماتے ہیں چندیں چیز می باید۔ تا سماع مباح شود۔ مُسمِع و مستمِع و مسموع و آلہ سماع۔ یعنی گوئندہ مرد تمام باشد۔ کودک نباشد و عورت نباشد و مُستمِع آنکہ می بشنود۔ از یادِ حق خالی نباشد۔ و مسموع آنچہ بگویند۔ فحش و مسخرگی نباشد۔ و آلہ سماع مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثل آں می باید۔ کہ درمیان نباشد۔ اینچنیں سماع حلال است و سماع صوتے است موزوں چرا حرام باشد"۔

اس سے بیعت لے لیتا ہوں۔ سوائے غلامانِ قادری کے کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔ لہٰذا ان بزرگوں کے فرمانے سے قادری سلسلے کا مُرید کسی دُوسرے سلسلے میں طالب نہیں ہو سکتا تو شریعتِ مطہرہ کے فواتق تحریر فرمائیے کہ زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا قول درست ہے؟ بیّنوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب

بکر کا قول صواب و صحیح ہے اور قولِ زید محض باطل و قبیح و فضیح بکر مصیب و مثاب زید بے قید مستوجبِ غضب و مبتلائے قہر و عتاب۔ گرفتارِ عذاب ہے کہ وہ بے علم فتویٰ دیتا ہے اور بے علم فتویٰ دینا حرام حرام حرام ہے۔ قال تعالیٰ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ و قال عزّ من قائل سبحانہ و تعالیٰ شانہ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ الآیۃ۔ وقال تعالیٰ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ الآیہ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ من افتی لغیر علم لعنتہ ملٰئکۃ السمٰوٰت والارض۔ مزامیر جنھیں مٹانے کے لئے حضور پُر نور نبی اکرم سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے کما فی الحدیث مطلقاً حرام ہیں نہ صوفی کو حلال۔ نہ غیر صوفی کو۔ مزامیر نہ ہونا شرطِ اباحتِ سماع ہے۔ جن کے لئے سماع حلال و مباح ہے۔ مجرّد سماع چار قسم ہے۔ حلال۔ حرام۔ مکروہ و مباح۔ اگر صاحب وجد کا میلان جانبِ حق اکثر و بیشتر ہے اُوسے مباح ہے اور اگر میل بمجاز زائد ہے۔ تو اسے مکروہ ہے اور جو بالکل مجاز کی طرف مائل ہو تو اوس کے لئے حرام اور جو بالکلیہ جانبِ حق مائل اور مجاز سے یکسر منقطع ہو اس کے لئے حلال ہے۔ بعض متصوفہ خصوصاً مریدانِ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نے یہ ظلم ڈھایا اور نیا ستم برپا کیا ہے کہ زبردستی مزامیر کے جواز

بالکل جاتے۔ دم مذبوح باقی اوران کے عذر مقبوح و مذبوح کی کوئی رگ پھڑکتی نہ چھوڑی۔ اسی سیر الاولیاء شریف میں ہے "بعد ازاں یکے گفت۔ چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند بایشاں گفتند۔ کہ شما چہ کردید درآں جمع مزامیر بود۔ سماع چگونہ شنیدید ورقص کردید ایشاں جواب دادند۔ کہ ما چناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر ہست۔ یانہ۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود۔ ایں جواب ہم چیزے نیست۔ ایں سخن در ہمہ معصیتہا بیاید" یعنی بعد اس کے حضور کی خدمت میں شکایت گزری اور حضور نے اس کا وہ جواب فرمایا۔ ایک صاحب نے ان کا یہ عذر گذارش کیا کہ جب وہ طائفہ صوفیہ اس جگہ سے باہر آیا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ ایسے مجمع میں جہاں مزامیر تھے۔ تم نے سماع کیسے سُنا؟ اور کیوں کر رقص کیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم سماع میں ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں خبر ہی نہیں تھی۔ کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں۔ حضور سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا۔ یہ جواب بھی کچھ نہیں کہ یہ عُذر باطل تو تمام معصیتوں پہ ہوسکتا ہے یعنی آدمی شراب پیئے اور کہدے مجھے خبر ہی نہ تھی۔ کہ یہ شراب ہے یا شربت۔ ماں کے ساتھ زنا کرے اور کہدے میں تو ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ معلوم ہی نہ کر سکا کہ یہ ماں ہے یا بیوی۔ ولاحول ولاقوۃ الاّ باللہ العلیّ العظیم۔ نیز اسی سیر الاولیاء میں ہے کہ حضور سلطان المشائخ کی مجلس شریف میں کسی نے حضور سے عرض کی کہ فلاں موضع میں اس وقت حضور کے مریدوں کا مجمع ہے۔ اس میں مزامیر و محرمات ہیں۔ فرمایا میں منع کر چکا ہوں کہ مزامیر و محرمات درمیان نہ ہوں۔ انہوں نے اچھا نہیں کیا اور اس بارے میں بہت غلو فرمایا۔ یہاں تک ارشاد کیا کہ اگر جماعت ہو رہی ہو اور جماعت میں عورتیں بھی ہوں اور امام کو سہو ہو تو مرد تو سُبحان اللہ کہہ کر امام کو سہو سے آگاہ کرے اور اگر عورت سہو پہ وقوف پائے تو وہ تسبیح نہ کہے کہ اس کی آواز غیر محرموں کو سننا جائز نہیں۔ پُشتِ دست کفِ دست پہ مارے اور ہتھیلی پہ

صوفیوں کو خصوصاً چشتیوں کو حلت مزامیر کی باطل دستاویزیں دینے والے آنکھیں پھاڑ کر دیکھیں کہ حضور سلطان المشائخ سید الصوفیہ سردار چشتیاں نے کہیں صوفیوں، چشتیوں کا حکم علیحدہ بیان کیا۔ کہ سماع کی اباحت کے جو یہ شرطیں ہیں۔ وہ غیر صوفیہ کے لئے ہیں اور چشتیوں صوفیوں کو آزادی ہے۔ اون کے لئے مطلقاً حلال ہے اور یہ بھی بتائیں کہ صوفیوں کو مزامیر ہی حلال ہیں یا عورت و امرد کا گانا سننا بھی۔ فرق کیا ہے کہ ایک شے جو اوروں کے لئے شرطاً اباحت تھی۔ ان کے حق میں نہ ہو اور دوسری ان کے حق میں بھی ہو اور اوروں کے لئے بھی۔ جو علت صوفیوں کے لئے جواز کی ہوگی۔ وہ مزامیر کے علاوہ عورت و امرد کی آواز کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ پھر وجہ فرق کیا ہے؟ اللہ اکبر! چشتیت کا دعویٰ اور حضور سلطان المشائخ کے خلاف باطل فتویٰ۔ آج کل کے متصوفہ کا تو ذکر کیا۔ حضور سلطان المشائخ کے زمانہ کے بعض آستانہ دار درویش جب اس بلا میں مبتلا ہوئے۔ تو حضور میں شکایت گذری۔ جو سیر الاولیاء شریف میں یوں مذکور ہے: ”بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرض داشت۔ کہ دریں روز ہا بعض از درویشاں آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود، رقص کردند، فرمو دنیکو نکردہ اند۔ آنچہ نامشروع است ناپسندیدہ است“ یعنی ایک صاحب نے خدمت سلطان المشائخ قدس سرہ میں گزارش کی۔ کہ بعض وہ درویش جو آستانہ دار ہیں۔ انہوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ و رباب و مزامیر تھے۔ رقص کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اچھا نہ کیا۔ کہ جو چیز نامشروع ہے۔ ناپسندیدہ ہے۔ اس سے بھی زیادہ اور کوئی نص درکار ہے۔ آنکھیں چیر کر دیکھو۔ کہ حضور سلطان المشائخ کس کو ناجائز فرما رہے ہیں۔ مزامیر و چنگ و رباب کو۔ اور خوب آنکھیں مل مل کر دیکھو۔ کس کے لئے ناجائز فرما رہے ہیں۔ صوفیوں ہی کے لئے تو۔ اسی پر بس نہیں۔ اللہ عز جلالہ کی ہزاراں ہزار رحمتیں اور کروڑ ہا کروڑ برکتیں روح پر فتوح حضور سلطان المشائخ پر ہوں کہ ان متصوفہ کے لئے

یا مضطر ہیں۔ ان کے احکام ہمیشہ مکلف و مختار سے جدا ہیں۔ احکام اضطرار اور ہیں۔ احکام اختیار اور۔ وہ ایک مزامیر کیا ہر امر میں علیحدہ ہیں۔ پھر کیا کوئی یوں کہہ سکتا ہے کہ سوئر کا گوشت حلال ہے۔ حالانکہ خود قرآن عظیم میں مضطر کا استثناء فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ موجود ہے۔ غیر مکلف پر تو احکام شرعیہ کا اجراء ہی نہیں۔ کہ عقل شرط تکلیف ہے اور وہ اوس میں مفقود ہے۔ رہا مضطر۔ اوسے اوسی وقت اور اتنے ہی کی جس سے وہ نقصان عظیم سے محفوظ رہ سکے۔ رخصت ہے۔ بعض اجلّہ اکابر جو چنگ سنتے تھے۔ اوسے کبیرہ فرماتے ہیں۔ اسی سیر الاولیاء میں ہے "مولینا برہان الدین بلخی را با وفور علم کمال صلاحیت ہم بودہ است۔ چنانکہ بارہا گفتے۔ کہ خدائے عزوجل مرا از ہیچ کبیرہ نخواندہ پس آنگاہ حضرت سلطان المشائخ تبسم کرد و فرمود۔ کہ ایں ہم گفتی۔ مگر یکے از کبیرہ از وے پرسیدند کہ آں کبیرہ کدام است، گفت سماع چنگ۔ کہ چنگ بسیار شنیدہ ام"۔ یہ مولینا برہان الدین بلخی اون اکابر سے ہیں۔ جن کے فضل کے شاہد عدل حضور سلطان المشائخ قدس سرہ ہیں اور جن کے علامہ عصر ہوتے اور ایسے عظیم درجہ پانے کی پیشگوئی حضور امام العصر برہان الملۃ والدین صاحب ہدایہ مرغینانی قدس اللہ سرہ النورانی نے فرمائی کہ شاہان زمان ان کے در پر حاضر ہوں گے اور بار نہ پائیں گے۔ اسی سیر الاولیاء میں ہے "سخن در بزرگی مولینا برہان الدین بلخی اُفتاد۔ فرمود۔ کہ برہان الدین حکایت کرد کہ من خورد بودم بقیاس پنج شش سالہ کم و بیش برابر پدر خود در راہے مے رفتم۔ مولینا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا شد۔ پدر من از وے تحاشی کرد، و در گوشہ دیگر رفت۔ مرا بر جائے گذاشت۔ چوں کوکبہ مولانا برہان الدین نزدیک رسید من بہ پیش رفتم۔ و سلام کردم۔ و در من تیز بدید ایں سخن تیز بگفت۔ کہ من دریں کودک نور علم مے بینم۔ من ایں سخن شنیدم۔ پیش رکابے او روان شدم۔ باز مولینا برہان الدین بر زبان مبارک ایں لفظ راند۔ کہ مرا خدائے تعالیٰ چنیں مے گویاند۔ کہ ایں کودک در روزگار خود

ہتھیلی نہ مارے کہ تالی ملاہی سے ہے۔ یہاں تک ملاہی و امثال ملاہی سے پرہیز وارد ہے تو سماع میں بطریق اولیٰ ملاہی سے کچھ نہ ہونا چاہئے۔ جب دستک میں اس قدر احتیاط ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ ممنوع ہیں۔ عبارت سیر الاولیاء یہ ہے:۔
"در مجلس حضرت سلطان المشائخ شخصے تقریر کرد کہ اکنوں در موضع فلاں یاراں شما جمعیتے کردہ اند۔ و مزامیر و محرمات درمیان است۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود کہ من منع کردہ ام۔ کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد۔ نیکو نہ کردہ اند۔ و دریں باب بسیار غلو کرد۔ تا بحدے کہ گفت۔ کہ اگر امامے در نماز باشد۔ و جماعتے کہ در عقب او مقتدی شوند۔ و در آں جماعت عورات ہم باشند۔ پس اگر امام را سہو افتد۔ مردانے کہ اقتدا او کردہ باشند یکے تسبیح اعلام دہد۔ بگوید سبحان اللہ نہ گوید۔ زیرا کہ نشاید آواز آں شنودن۔ پس چہ کند۔ او پشت دست بر کف دست زند۔ و کف دست بر کف دست نزند کہ آں بلہوے ماند۔ تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است۔ پس در سماع مزامیر بطریق اولیٰ منع است" آنکھیں کھولو۔ دیکھو۔ تم کہاں جارہے ہو۔ ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ۔۔۔ کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

کیا اب بھی جواز مزامیر کا بے سر اراگ گاتے جاؤ گے ؟ کیا اب بھی وہی بے وقت کی راگنی الاپے جاؤ گے۔ حضور سلطان المشائخ کے فرمان ذی شان کے آگے سر تسلیم جھکاؤ اور اپنے غلط و باطل کہے پر پشیمان ہو اور شرماؤ۔ کیا حضور نے مزامیر کو ناجائز، حرام ممنوع و معصیت نہ فرمایا۔ کیا حضور نے ان کا معصیت ہونا غیر صوفیہ کے ساتھ خاص فرمادیا۔ کیا خود صوفیہ کے لئے بار بار نہ فرمایا کہ میں منع کرچکا ہوں۔ انہوں نے برا کیا۔ نامشروع کام کیا۔ معصیت کی۔ پھر یارب! اب وہ کون سے صوفی ہیں۔ جو حضور سلطان المشائخ کے مریدوں سے بھی آگے ہیں اور ہوں بھی۔ تو علی الاطلاق یہ کہنا کہ صوفیوں کے لئے مزامیر حلال ہیں کیونکر برمحل ہوگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہاں جو مکلف نہیں۔

کی اُمّت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہوسکتا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بڑھ کر کون پیر ہوگا۔ پھر حضور نے اپنی اُمّتی بیبیوں سے نکاح فرمایا یا نہیں کیا معاذ اللہ جن کے محرم تھے اون سے نکاح فرمایا۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم سبع سنابل شریف میں حضرت قطبِ فلکِ ہدایت و مرکزِ دائرۂ ولایت سندُ المحققین سیّد العلماء العاملین میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں "باید دانست کہ درجہاں نہ ہمچو مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیرے پیدا شُد۔ و نہ ہمچو ابوبکر مریدے ہو یدا گشت۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنّا" جب حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید ہوئے۔ تو حضرت سیّدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرید کی بیٹی۔ ان جہّال بے خود کے نزدیک معاذ اللہ پوتی۔ اور پوتی سے نکاح حرام۔ وَلَاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ جہل بد بلا سے محفوظ رکھے۔ احمق لفظ مُنہ سے نکال دیتے ہیں اور اس کے نتیجۂ بد کا لحاظ نہیں کرتے۔ فقیر اس مسئلہ پر ذرا اور تفصیل کرتا۔ اگر ضرورت سمجھتا مگر چونکہ السواد الاعظم میں اس کا کافی جواب چھپ چُکا ہے۔ اس لئے [illegible]ی پر اقتصار کرتا ہے۔ سمجھنے والا اسی سے سمجھ سکتا ہے اور بدعقل بے سمجھ کے لئے دفتر بے کار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر ۳ ۔ جہاں تک فقیر سمجھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعیت جب ایک جامع شروط کے ہاتھ پر کرے۔ پھر دوسرے کے ہاتھ پر بعیت نہیں کرسکتا۔ کہ جو ایک کے ہاتھ بِک چکا۔ اس کا غلام ہو چکا۔ جب تک آزاد نہ ہو۔ حلقۂ غلامی نکال نہ دے۔ دوسرا اس سے بعیت نہیں لے سکتا۔ یہ دوسرے کے ہاتھ بک نہیں سکتا۔ پریشان نظر دربدر پھرتا [illegible] ذلیل وخوار ہوتا۔ دُردُر سُنتا اور کہیں سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ جو کسی کے ہاتھ پر بیعت کرے اور پھر پریشان نظری کرے۔ وہ دھوبی کا کُتا ہے۔ نہ گھر کا۔ نہ گھاٹ کا۔ اور جو ایک کا ہو رہے۔ وہ ضرور فیضیاب ہوتا ہے۔ اگر پیر جامع شروط ہو۔ اگرچہ صاحبِ فیض نہ ہو۔ کہ اوس [illegible]

علامۂ عصر خواہد شد۔ مولینا برہان الدین سے گویدکہ من ایں چنیں شنیدم۔ و ہمچناں من پیش مے رفتم۔ باز مولینا برہان الدین مرغینانی فرمود۔ کہ خدائے تعالیٰ مرا چنیں می گویاند کہ ایں کودک چناں بزرگ شود۔ کہ بادشاہاں بردراو بیایند۔ و بار نیابند" ایسے عالی مرتبت جلیل القدر بزرگ علامۂ روزگار باوجود اس کے خود استماع فرماتے۔ مگر اسے کبیرہ ہی فرماتے۔ اون کے یہ کلمات طیبہ کہ "خدائے عز وجل مرا از ہیچ کبیرہ نخواہد پرسید" اس کا اعلان کررہے ہیں۔ کہ وہ ایسے حال میں ہیں۔ کہ زیر قلم تکلیف ہی نہیں۔ نیز آگے ان کا یہ ارشاد کہ "ایں ساعت ہم بشنوم اگر باشد"۔ اس کے بعد بھی بے وقت کی وہی شہنائی رہے گی۔ کہ صوفیوں کو مزامیر حلال ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔ فوائد الفواد شریف ملفوظات حضور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غالباً مرتبہ حضرت مولینا فخر الدین زرادی خلیفۂ حضور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت دیکھ کر بھی جس کی یہ حالت ہے۔ تو ایسے شخص سے کیا امید کہ سیر الاولیاء شریف کی یہ عبارت دیکھ کر اپنی غلطی تسلیم کرے گا۔ مگر مولےٰ عز وجل کے فضل و کرم سے ہر آن امید ہے۔ ؎

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار   نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار

شاید اب وقت ہدایت آ گیا ہو اور یہ ثواب اس فقیر کے حصہ کا ہو۔ واللہ عندہ حسن الثواب۔ والیہ المرجع والمآب۔ و ہو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

نمبر ۲: وہ خود بے ایمان ہے۔ جو حکم شرع کو بے ایمانی اور اس پر عامل کو بے ایمان بتاتا ہے۔ بیشک ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔ جس کا اللہ و رسول نے حکم فرمایا۔ جل جلالہ۔ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بیشک پیر مریدہ کا محرم نہیں ہو جاتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر امت کا پیر کون ہوگا۔ وہ یقیناً ابو الروح ہوتا ہے اگر پیر ہونے سے آدمی محرم ہو جایا کرتا۔ تو چاہئے تھا کہ نبی سے اس

توڑ کر آئے۔ میں اوس سے بیعت لے لیتا ہوں۔ مگر قادریوں کو بیعت نہیں کرتا کہ وہ پریشان نظر نہیں ہوتے کہ وہ جانتے ہیں کہ حضور غوث اعظم بحر ہیں اور اور نہر۔ اور اوروں کے مرید جو پریشان نظر ہوتے ہیں۔ اپنے پیر پر کامل اعتقاد اور پورا اعتماد نہیں رکھتے۔ وہ اگر بیعت توڑ کر آتے ہیں تو میں بیعت لے لیتا ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وھٰذہ

ما عندی والعلم بالحق عند ربی

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفیٰ رضا القادری غفرلہ

قال ابن عابدین فی باب قبول الشہادة وعومه أن اسم مغنية ومغنّ انما هو فی العرف لمن كان الغناء حرفته التی يكتسب بها المال وهو حرام ونصوا علی أنّ التغنی للهو أو لجمع المال حرام بلا خلاف وحينئذ فكأنه قال لا تقبل شهادة من اتخذ التغنی صناعة يأكل بها وتمامه فيه فراجعه (قوله وغيره) كابن كمال (قوله قال) أی العينی (قوله فجائز اتفاقا) اعلم أن التغنی لاسماع الغير وايناسه حرام عند العامة ومنهم من جوزه فی العرس والوليمة وقيل ان كان يتغنی ليستفيد به نظم القوافی ويصير فصيح اللسان لا بأس أما التغنی لاسماع نفسه قيل لا يكره وبه أخذ شمس الائمة لما روی ذلك عن أزهد الصحابة البراء بن عازب رضی الله عنه والمكروه علی قوله ما يكون علی سبيل اللهو ومن المشايخ من قال ذلك يكره وبه أخذ شيخ الاسلام بزازية (قوله ضرب الدف فيه) جواز ضرب الدف فيه خاص بالنساء لما فی البحر عن المعراج بعد ذكره انه مباح فی النكاح وما فی معناه من حادث سرور قال وهو مكروه للرجال علی كل حال للتشبه بالنساء

فیض ہوگا۔ اُس کی اُس پر نظرِ کرم ہوگی اور وہ اس پر فیض ڈالے گا۔ بعض اکابر کے مشاہدات اس کے شاہد ہیں۔ طلبِ فیض میں حرج نہیں اور یہ بلا نکیر تمام سلاسل میں جاری ہے۔ خود اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ باوجودیکہ قادری تھے اور سلاسل سے بھی فیضیاب تھے۔ چشتی، سہروردی، نقشبندی وغیرہ سلاسل کی بھی حضور پُرفتوح کو اجازت تھی۔ یہ اجازت کیا فیض نہیں۔ مگر "یک در بگیر و محکم بگیر" پر عمل کرنے والے۔ انہیں[1] بظاہر کہیں سے ملے۔ وہ یقین یہی کرتے ہیں۔ کہ مجھے اوسی دَر سے ملا ہے۔ جس سے میں منتسب ہوں۔ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ میں آپ نے تین قلندروں کی حکایت ملاحظہ فرمائی ہوگی، جو خدمتِ حضور پُرنور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک مُردار بیل کھا کر حاضر ہوئے تھے الخ اسے مریدی کہتے ہیں۔ فیض یقیناً حضور سلطان المشائخ سے پایا۔ مگر پیر کے قربان ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اگر پیر کی نظرِ کرم نہ ہوتی۔ تو حضرت سلطان المشائخ کیوں نظرِ رحم فرماتے اور فیض عطا کرتے۔ یہ ہے "دریک درگیر و محکم گیر" حضرت سلطان باہو قدس سرہ کا مطلب تو واضح ہے کہ جو اس سلسلۂ عالیہ کو ترک کرے اور دوسرا سلسلہ از روئے بیعت اختیار کرے اور حضرت عدی بن مسافر کے ارشاد میں غالباً بیعت سے مراد بیعت ارادت نہیں یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طالبِ فیض کے لئے آئے۔ میں ہر ایک کو فیض عطا کرتا ہوں۔ مگر جو قادری ہو کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کے پاس کون آتا ہے۔ یا یہ کہ کسی سلسلہ کا مرید اپنی بیعت

---

[1] :۔ اور حضور سیدنا و ہادینا و ماوانا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور کے زمانہ کے اولیائے کرام، مشائخ عظام اور لہاتہ پاک حضور اغوث الانام کے بعد اب تک جس قدر حضرات شیوخ عظام ہوئے۔ ان میں کون سا ہے جو حضور سے مستفیض نہیں، نسبتاً قادری ہو یا نہو۔ استفاضۃً سب قادری ہیں۔ ع کونسی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا۔ تو جس کسی سے فیض پائے۔ وہ فیض قادریت ہی ہے۔ والحمد للہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ ۱۲ منہ غفرلہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

يَقُولُ الْعَبْدُ فِي بَدْءِ الْأَمَالِي

بندہ (مولف قصیدہ) امالی کے شروع میں

لِتَوْحِيدٍ بِنَظْمٍ كَاللَّآلِي

توحید (باری) کے (بیان کے) لیے موتیوں کی لڑی جیسی نظم میں کہتا ہے

إِلٰهُ الْخَلْقِ مَوْلَانَا قَدِيمٌ

(کہ) تمام خلقت کا معبود (برحق) ہمارا مولیٰ قدیم ہے

وَمَوْصُوفٌ بِأَوْصَافِ الْكَمَالِ

اور (تمام) صفات کمال سے موصوف ہے

هُوَ الْحَيُّ الْمُدَبِّرُ كُلَّ أَمْرٍ

وہ زندہ ہے ہر امر کی تدبیر کرنے والا

هُوَ الْحَقُّ الْمُقَدِّرُ ذُو الْجَلَالِ

وہ حق ہے صاحب بزرگی کا (تمام امور کی) تقدیر کرنیوالا

وما أمروا إلا ليعبدوا الله مخلصين له الدين
الحمد لله الذي وفقنا لطبع الرسالة النافعة في عقائد أهل السنة والجماعة على طريقة السادات الحنفية رضي الله عنهم المسماة
عقيدة أهل المعالي
في شرح
قصيدة بدء الأمالي
باهتمام التاجر السامي المولوي فخر محمد مالك الدكان الإصلاحي الواقع في السوق الكشميري ببلدة لاهور صانها عن الجور بعد الكوشي باهتمام المولوي ثناء الله

وَمَا اِنْ جَوْهَرٌ رَبِّیْ وَجِسْمٌ	وَلَا کُلٌّ وَّبَعْضٌ ذُوْ اشْتِمَالِ
اور میرا رب نہ جوہر ہے اور (نہ) جسم	اور نہ کل ہے اور نہ بعض جو کسی چیز کے اندر شامل ہو
وَفِی الْاَذْهَانِ حَقٌّ کَوْنُ جُزْءٍ	بِلَا وَصْفِ التَّجَزِّیْ یَا ابْنَ خَالِ
اور اذہان میں (متکلمین کے خیالات میں) جزء کا وجود	جس میں تجزی (اور انقسام) کی وصف پائی جاوے حق ہے
وَمَا الْقُرْاٰنُ مَخْلُوْقًا تَعَالٰی	کَلَامُ الرَّبِّ عَنْ جِنْسِ الْمَقَالِ
اور قرآن (کلام اللہ) مخلوق نہیں	رب (تعالیٰ شانہ) کا کلام جنس مقال سے برتر ہے
وَرَبُّ الْعَرْشِ فَوْقَ الْعَرْشِ لٰکِنْ	بِلَا وَصْفِ التَّمَکُّنِ وَاتِّصَالِ
اور عرش کا رب عرش کے اوپر ہے۔ لکن	بدون وصف استقرار اور اتصال کے
وَمَا التَّشْبِیْهُ لِلرَّحْمٰنِ وَجْهًا	فَصُنْ عَنْ ذَاکَ اَصْنَافَ الْاَهَالِیْ
اور (خدا) مہربان کی کسی چیز سے تشبیہ دینا (باب عقائد میں) کچھ وجہ	نہیں (عقائد) سے (علماء) اہل سنت کے گروہوں کو نگاہ رکھ

ثابت نہیں مگر رب سبحانہ مشابہت خلق سے مبرا ہے ۱۲۔ اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولوالدیہم اجمعین آمین ثم آمین

مُرِيدُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ الْقَبِيحِ ۔ وَلٰكِنْ لَيْسَ يَرْضٰى بِالْمُحَالِ

بھلائی اور برائی (یعنے قبیح (چیز) کا ارادہ کرنیوالا ہے ۔ ولیکن محال (ناجائز کام) سے خوش نہیں ہوتا

صِفَاتُ اللّٰهِ لَيْسَتْ عَيْنَ ذَاتٍ ۔ وَلَا غَيْرًا سِوَاهُ ذَا انْفِصَالِ

اللہ کی صفات نہ (تو) ذات (باری) کی عین ہیں ۔ اور نہ اسکے مغائر (و) ماسوا (یعنی) قابل انفصال ہیں

صِفَاتُ الذَّاتِ وَالْأَفْعَالِ طُرًّا ۔ قَدِيمَاتٌ مَصُونَاتُ الزَّوَالِ

صفات (باری) خواہ صفات ذاتیہ ہوں اور خواہ صفات فعلیہ ۔ قدیم ہیں جو زوال (وفنا) سے محفوظ ہیں

نُسَمِّي اللّٰهَ شَيْئًا لَا كَالْأَشْيَاءِ ۔ وَذَاتًا عَنْ جِهَاتِ السِّتِّ خَالِي

ہم (اہلسنت) اللہ کو شی تو کہتے ہیں (لیکن) نہ مانند اور چیزوں کے ۔ اور ذات (بھی) کہتے ہیں لیکن (وہ) جہات ستہ سے خالی ہے

وَلَيْسَ الْاِسْمُ غَيْرًا لِلْمُسَمّٰى ۔ لَدٰى أَهْلِ الْبَصِيرَةِ خَيْرِ آلِ

اور اہل سنت کے نزدیک جو اہل بصیرت اور بہترین اتباع (انبیاء) ہیں ۔ اسم مسمے کا غیر نہیں (بلکہ عین مسمی ہے)

ارادہ ٦ کلام ٧ سمع ٨ بصر ۔ یہ ساتوں باجماع اہل سنت وجماعت قدیم ہیں ۔ اور صفات فعلیہ جو تکوین میں داخل ہیں مثلاً کسی کا پیدا کرنا ۔ رزق

ولا يفنى الجحيم ولا الجنان ۔ ولا اهلوهما اهل انتقال

اور دوزخ اور بہشت فنا نہیں ہونگے ۔ اور نہ اہل بہشت و دوزخ (اپنے محال سے) انتقال کرنیوالے ہیں

يراه المؤمنون بغير كيف ۔ وادراك وضرب من مثال

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو قیامت میں اہل ایمان بغیر کیف ۔ اور (بغیر احاطہ) ادراک اور بغیر گونہ مثال کے دیکھینگے

فينسون النعيم اذا رأوه ۔ فيا خسران اهل الاعتزال

تو جب اسکا دیدار کرینگے (سب نعمتوں کو بھول جائیں گے ۔ ہائے (افسوس) معتزلی لوگوں کے ٹوٹا پانے پر

وما ان فعل اصلح ذو افتراض ۔ على الهادى المقدس ذى التعالى

اور امر اصلح کا کرنا ۔ (خداوند) ہادی پاکذات بلند شان پر فرض نہیں

وفرض لازم تصديق رسل ۔ واملاك كرام بالتوال

اور پیغمبروں کی تصدیق دینے سے ... فرض لازم ہے ۔ اور (اسیطرح) ملائکہ (کا ماننا) جو (انواع) عطا سے بزرگ ہیں

وَمَا يَمْضِي عَلَى الدَّيَّانِ وَقْتٌ	وَأَزْمَانٌ وَأَحْوَالٌ بِحَالِ
اور (رب) مالک جزا پر کسی حال میں - وقت	اور زمان اور احوال کی گردش نہیں آتی۔
وَمُسْتَغْنٍ إِلٰهِي عَنْ نِسَاءٍ	وَأَوْلَادٍ إِنَاثٍ أَوْ رِجَالِ
اور میرا معبود (خداوند تعالیٰ) عورتوں	اور نر - مادہ - اولاد (بچوں) سے مستغنی ہے
كَذَا عَنْ كُلِّ ذِي عَوْنٍ وَنَصْرٍ	تَفَرَّدَ ذُو الْجَلَالِ وَذُو الْمَعَالِي
اسی طرح ہر (طرح کے) یار و مددگار سے	(میرا رب) بزرگی اور بلند شان والا یگانہ (و بے نیاز) ہے
يُمِيتُ الْخَلْقَ قَهْرًا ثُمَّ يُحْيِي	فَيَجْزِيهِمْ عَلَى وَفْقِ الْخِصَالِ
(صفت جلال اور) قہر سے (تمام) خلق کو مار کر پھر زندہ کرکے	(ہر ایک افعال و) خصال کے مطابق انکو جزا (و سزا) دیگا
لِأَهْلِ الْخَيْرِ جَنَّاتٌ وَنُعْمٰى	وَلِلْكُفَّارِ إِدْرَاكُ النَّكَالِ
(تو) اہل خیر کے لیے باغ (بہشت) اور نعمتیں ہیں	اور کفار (نابکار) کیلیے عذاب (و نکال) کی درکات تیار ہیں

وإنّ الأنبياء لفي أمانٍ ‏ عن العصيان عمداً وانعزالِ

اور بیشک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دیدہ دانستہ گناہ کرنے ‏ اور منصب نبوت سے معزول ہونے سے امن میں ہیں

وما كانت نبيّاً قطّ أنثى ‏ ولا عبدٌ وشخصٌ ذو افتعالِ

اور کبھی کوئی عورت اور غلام ‏ اور جھوٹا (یا جادوگر) شخص نبی نہیں ہوا

وذو القرنين لم يُعرف نبيّاً ‏ كذا لقمانُ فاحذر عن جدالِ

اور معلوم نہیں کہ ذو القرنین نبی ہوا ہے (یا نہیں) ‏ ایسے ہی لقمان (حکیم) سو اس معاملہ میں جدال سے پرہیز کر

وعيسى سوف يأتي ثمّ يتوي ‏ لدجّالٍ شقيٍّ ذي خبالِ

اور قریب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں آکر ‏ دجال بدبخت صاحب فساد کو تباہ کریں گے

كراماتُ الوليّ بدارِ دنيا ‏ لها كونٌ فهم أهلُ النوالِ

دار دنیا میں اولیاء اللہ کی کرامات ‏ کیلئے ثبوت ہے سو اولیاء اللہ تعالیٰ کے کرم و عطا کے اہل ہیں

وَخَتْمُ الرُّسْلِ بِالصَّدْرِ الْمُعَلّٰی ۔۔۔ نَبِیٌّ هَاشِمِیٌّ ذِیْ جَمَالِ

اور (اسی طرح) جناب صدر معلی نبی ہاشمی ۔۔۔ صاحب (حسن و) جمال کے ساتھ پیغمبروں کے ختم ہونیکی تصدیق ہے

اِمَامُ الْاَنْبِیَاءِ بِلَا اخْتِلَافٍ ۔۔۔ وَتَاجُ الْاَصْفِیَاءِ بِلَا اخْتِلَالِ

آنحضرت صلعم تمام انبیاء کے پیشوا ہیں اسمیں کسی کا خلاف نہیں ۔۔۔ اور بلا شبہ تمام برگزیدگان جناب الٰہی کے سرتاج ہیں

وَبَاقٍ شَرْعُهٗ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ ۔۔۔ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَارْتِحَالِ

اور آپ کی شریعت (مطہرہ) روز قیامت ۔۔۔ اور میدان حشر میں لوگوں کے کوچ کرجانیکے وقت تک باقی ہے

وَحَقٌّ اَمْرُ مِعْرَاجٍ وَّصِدْقٌ ۔۔۔ فَفِیْهِ نَصُّ اَخْبَارٍ عَوَالِ

اور امر معراج (نبوی) حق اور سچ ہے ۔۔۔ اس بارے میں احادیث عالیہ سند کی نص موجود ہے

وَمَرْجُوٌّ شَفَاعَةُ اَهْلِ خَیْرٍ ۔۔۔ لِاَصْحَابِ الْکَبَائِرِ کَالْجِبَالِ

اور پہاڑوں جیسے بڑی بڑی گناہوں کا ارتکاب کرنیوالوں کیلئے ۔۔۔ اہل خیر کی شفاعت کی امید کی گئی ہے

وللصديقة الرجحان فاعلم ۔ على الزهراء في بعض الخلال

اور جان لے کہ عائشہ صدیقہ رض کیلئے حضرت فاطمۃ الزہرا رض پر ۔ بعض خصلتوں میں فضیلت حاصل ہے

ولم يلعن يزيدا بعد موت ۔ سوى المكثار في الإغراء غال

اور یزید کو مرنے کے بعد بڑے باتونی ۔ فساد میں حد سے بڑھنے والے کے سوا کسی نے لعنت نہیں کی

وإيمان المقلد ذو اعتبار ۔ بأنواع الدلائل كالنصال

اور تیر دن جیسی تیز اور کارگر دلیلوں سے ۔ ثابت ہے کہ مقلد کا ایمان معتبر ہے

وما عذر لذي عقل بجهل ۔ بخلاق الأسافل والأعالي

اور عقل والے کیلئے جہالت (یعنی ہستی کا نہ پہچاننا) آفریدگار ۔ زمین (پست) اور آسمان (بلند) کا عذر نہیں بن سکتا

وما إيمان شخص حال يأس ۔ بمقبول لفقد الامتثال

اور عذاب دیکھنے کی حالت میں کسی شخص کا ایمان ۔ مقبول نہیں کیونکہ اس سے فرمانبرداری نہیں پائی گئی

مرنے کے قریب عذاب کا معاینہ کر کے اور سکرات موت میں مبتلا ہو کر ایمان لاوے تو وہ مقبول نہیں کیونکہ یہ ایمان بالغیب نہیں بعض شراح نے کہا ہے کہ

وَلَمْ يُفْضَلْ وَلِيٌّ قَطُّ دَهْرًا	نَبِيًّا اَوْ رَسُوْلًا فِيْ انْتِحَالِ
اور کبھی زمانہ بھر میں کوئی ولی (کسی مذہب کی) نسبت میں	نبی یا رسول سے بہتر نہیں ہوا ہے
وَلِلصِّدِّيْقِ رُجْحَانٌ جَلِيٌّ	عَلَى الْاَصْحَابِ مِنْ غَيْرِ احْتِمَالِ
اور صدیق اکبر رض کو تمام صحابہ رض پر بغیر (شک	اور احتمال کے (مرتبہ میں) رجحان (اور فضیلت) ہے
وَلِلْفَارُوْقِ رُجْحَانٌ وَفَضْلٌ	عَلٰى عُثْمَانَ ذِي النُّوْرَيْنِ عَالِيْ
اور حضرت فاروق رض کے لیے حضرت عثمان ذی النورین رض پر	عالی شان فضیلت و رجحان ہے
وَذُو النُّوْرَيْنِ حَقًّا كَانَ خَيْرًا	مِنَ الْكَرَّارِ فِيْ صَفِّ الْقِتَالِ
اور حضرت ذو النورین بالتحقیق (علی شیر خدا)	میدان جنگ میں بار بار آنے والے سے بہتر ہیں
وَلِلْكَرَّارِ فَضْلٌ بَعْدَ هٰذَا	عَلَى الْاَغْيَارِ طُرًّا لَا تُبَالِ
اور اسکے بعد (حیدر) کرار کے لیے	تمام (دوسرے) غیروں پر فضیلت ہے (اس تفضیل میں) پرواہ نہ کر

سو آپ کو فرار کی نوبت نہیں آئی۔ مراد یہ ہے کہ ہمارے اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے رو سے بعد خلفائے ثلثہ رض کے حضرت امیر المومنین علی رض کو سب

وما المعدوم مرئیا وشیئا — لفقه لاح فی یمن الهلال

اور بدلیل فقہ (صریح و فہم صحیح) کے جو ہلال کی مبارکی میں ظاہر ہوا (یہ امر ثابت ہے) کہ معدوم نہ مرئی ہے نہ کوئی شئی کہا جاتا ہے

وغیر ان المکوّن لا کشیٔ — مع التکوین خذه لا کتحال

اور مکون اور تکوین آپس میں غیر غیر ہیں ایک چیز کی طرح نہیں۔ اس مسئلہ کو سرمہ لگانے کیلیے لے

وان السحت رزق مثل حلّ — وان یکره مقالی کل قالی

اور حرام (بھی) حلال کی طرح رزق ہے اگرچہ ہر دشمن میرے (اس) قول کو پسند نہ کرے

وفی الاجداث عن توحید ربی — سیبلی کل شخص بالسؤال

اور قبروں میں ہر شخص توحید ربی کی بابت سوال (و جواب) کے ساتھ امتحان کیا جاوے گا

وللکفار والفساق یقضی — عذاب القبر من سوء الفعال

اور کفار اور فساق کیلئے برے کاموں کی وجہ سے عذاب قبر کا حکم کیا جاوے گا

[illegible]

وما افعال خیر فی حساب	من الایمان مفروض الوصال
اور نیک کام (اعمال صالحہ) ایمان میں محسوب نہیں	حالانکہ ایمان کے ساتھ احکام متصل بجالانا فرض ہے
ولا یقضی بکفر وارتداد	بعهر وبقتل واختزال
اور زنا۔ قتل۔ (کسی کا مال لوٹنے) راہزنی (وغیرہ) سے	کافر اور مرتد ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا۔
ومن ینوی ارتدادا بعد دهر	یصر عن دین حق ذا انسلال
اور جو شخص مدت کے بعد مرتد ہونے (دین چھوڑنے) کا ارادہ کرے	تو وہ فوراً دین حق سے باہر (مرتد) ہو جاتا ہے
ولفظ الکفر من غیر اعتقاد	بطوع رد دین باغتفال
اور بسبب غفلت کے بغیر اعتقاد (کفر) کے اختیار سے	کفر کا کلمہ (زبان سے) نکالنا دین اسلام کو رد کرنا ہے (مرتد)
ولا یحکم بکفر حال سکر	بما یهذی ویلغو بارتجال
اور حالت سکر (نشہ) میں (انسان) جو کچھ بے ساختہ	ہذیان بکواس کرتا ہے اس کے کفر کا حکم نہیں کیا جاتا

[illegible]

ہو جاتا ہے اسلئے کہ ایمان تام ہے تصدیق کا اور کفر کا عزم تصدیق کے منافی ہے اور ہمیشہ مومن رہنے کا عزم یا کفر کا عزم کر لینا ایمان کی شرط ہے [illegible]

وَلِلدَّعَوَاتِ تَاثِيرٌ بَلِيغٌ	وَقَدْ يَنْفِيهِ اَصْحَابُ الضَّلَالِ
اور دعاؤں کے لیے پوری تاثیر ہے	اور اصحاب ضلال (گمراہ لوگ) اسکا انکار کرتے ہیں
وَدُنْيَانَا حَدِيثٌ وَالْهَيُولٰى	عَدِيمُ الْكَوْنِ فَاسْمَعْ بِاجْتِذَالِ
اور ہماری دنیا حادث (نو پیدا) ہے اور ہیولی کی	کوئی حقیقت نہیں ہے (اس بات کو خوشی سے سن لے
وَلِلْجَنَّاتِ وَالنِّيرَانِ كَوْنٌ	عَلَيْهَا مَرَّ اَحْوَالٍ خَوَالِ
اور بہشت اور دوزخ موجود ہیں	انکے اوپر گذشتہ سال (یا احوال) گذر رہے ہیں
وَذُو الْاِيمَانِ لَا يَبْقٰى مُقِيمًا	بِشُؤْمِ الذَّنْبِ فِي دَارِ اشْتِعَالِ
اور ایماندار شخص گناہوں کی شامت سے	(دوزخ) شعلوں کے گھر میں (ہمیشہ) مقیم نہ رہیگا
لَقَدْ اَلْبَسْتُ لِلتَّوْحِيدِ نَظْمًا	بَدِيعَ الشَّكْلِ كَالسِّحْرِ الْحَلَالِ
بیشک میں نے توحید کو نظم کا خوب صورت	لباس پہنا دیا ہے جیسے سحر حلال

يسلي القلب كالبشرى بروح ويحيي الروح كالماء الزلال

بشارت (خبر خوش) کی طرح دلکو راحت کے ساتھ تسلی دیتی ہے اور روح کو زندہ کردیتی ہے جیسے میٹھا پانی

فخوضوا فيه حفظا واعتقادا تنالوا جنس اصناف المنال

پس اس میں خوض کرو یاد کرنے اور اعتقاد کرکے طرح طرح کی عطا (متاع) کی جنس پاؤ گے

وكونوا عون هذا العبد دهرا بذكر الخير في حال ابتهال

اس بندہ (مؤلف) کے عمر بھر مددگار رہو اور زاری کے حال میں ذکر خیر سے

لعل الله يعفوه بفضل ويعطيه السعادة في المآل

امید ہو کہ ببرکت دعا، اللہ اس کو اپنے فضل سے بخشے اور انجام کار میں سعادت عطا کرے

واني الدهر ادعو كنه وسعي لمن بالخير يوما قد دعا لي

اور میں (بھی انشاء اللہ) حتی الوسع عمر بھر دعائے خیر کرتا رہوں گا اس شخص کے لیے جسنے ایک دن (بھی) میرے حق میں دعائے خیر کی

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

مولینا جامی رح گوید که نه تنها عشق از دیدار خیزد. بسا این دولت از گفتار خیزد. چونکه حسین حلمی ایشیق استانبولی مرد مؤمن عاشق و آشفته جناب مجدد الف ثانی رح هر کتب دینیه بسیار فرستاد در زمانه آشنائی و باعث شوق ملاقات گردید لمعبد الخط لصدق الملاقات از حسین صاحب درخواست کردم جناب پیش من بنده چند کلمات تعارفیه از خود ارسال فرمائید تا که از بعض حالات شما من بنده نیز متعارف شوم زیراکه محبت شما در دل من بنده جا گرفته است. لمصداق شعر بالا عارف جامی رح حسین حلمی ایشیق ابن سعید استانبولی الصیدلانی کیمیائی (ڈاکٹر) صاحب مکتبه کتب دینیه واقع لشارع دار الشفقة نمبر ع 72/72 استانبول ترکیه صاحب علم و معارفت است با یک عکس (فوٹو) خود ارسال کرده است و این کلمات تعارفیه شما نیز خوانید

تعارف — بسم الله الرحمن الرحیم (٦ جمادی الآخر جمعه ١٣٩٦ھ)

سرتاج ابتهاجی قرة عینی جناب فضیلتمآب مرشد کامل مکمل عبد الواحد آسی وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته —

انا الفقیر حقیر خاکپائی مشائخ نقشبندیه وقادریه وسهروردیه وکبرویه وچشتیه قدس الله تعالی ارواحهم العلیه حسین حلمی ایشیق میگویم که التفاتنامه گرامی وصول یافت باعث ازدیاد محبت وسبب ادعیه بظهر الغیب شد. من فقیر حنفی المذهب وشافعی المشرب وماتریدی معتقدم وعاشق وحیران وسرگردان محبت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی هستم البته معتقد اکابر اهل سنتم الآن شصت وشش ٦٦ ساله هجری دارم از سال سیزدهم تا بسال هژدهم در مدرسه عسکریه علوم رسمی وفنی وعسکری خواندم واز سال هژدهم تا بسال بیست وپنجم در یونیورسٹی خواندم (ڈاکٹری) دوا ساز وکیمیاگر (کیمسٹری) مهندس ودیپلوما یعنی دو عدد اجازتنامه احراز کردم ودر سلک عسکری داخل شدم تا در رتبه میرالائی (صیدلانی) یعنی colonel یعنی Oberst داخل شدم در مکاتب عسکریه سالها مدرس بودم ونهایت مدیر عام شدم (ڈاکٹر) در زبان فرانسوی والمانی عربی ماهر شدم همه شاگردان وهمسبقان من جاهل ومنکر شدند در سال هژدهم با عالم کبیر ومرشد کامل ومکمل صاحب کرامات ظاهره سید عبد الحکیم آرواسی رح ملاقات نصیب شد الحمد لله علی ذالک مرا در رفاقت خود دعوت کرد وکمال مهارت وشفقت ومرحمت در دل من بنده محبت خود القا کرد چهارده سال در خانه خود دوام کردم واوقات تعطیلیه خود در خانه وی گذراشتم وکرامات عدیده ایشان را عاشق شدم در سال هجری ١٣٦٢ از حکومت رتبه شهادت یافت یعنی در ستشفی وفات یافت (ایکار سپتال) در دل محبت الله ومحبت رسول کریم صلی الله علیه وسلم ومحبت صحابه کرام رض ومحبت علمای اهل سنت را وبالخصوص محبت پیران طریقت را القا نمود اکنون دل غریبم از نار هجران ومحبت ایشان بریانست در زمانه تدریس شاگردان عسکریه سالها نصائح دینیه را با علوم حکمیه وکیمویه مزج کردم واکنون متقاعدم از حکومت ماهانه نامه ها بسیار ملوس وظیفه (پنشن) اخذ میکنم یک دوا خانه خود نیز دارم وشاگردان هم بسیار دارم اکثر از ایشان مقام عسکری را از رو مهندسان وطبیبان اند با امداد ایشان در چهار شهر مکتبه را کشادم به همت وتصرفات پیران گرام خود همه آرزوها ومرادهایم از جانب خداوند کریم بکمال سهولت حاصل شوند. مقام ریاست ودیانت (یعنی حکومت ترکیه کی وزارت معارف) بر آثار کتابهای من ردیه نشر کرد (یعنی میری کتابونکا تردید کیا) این فقیر این ردیه را یک ردیه نوشتم (یعنی مینے تردید کا تردید لکھا اور نشر کیا) و(یوز قاره سی) یعنی سواد الوجه نام کتاب ایشان حبط شدند مرشد من سید عبد الحکیم آرواسی است ومرشدوی سید فهیم آرواسی است ومرشد وی سید طه حکاری است ومرشد وی خالد بغدادی است با شیخ یوسف نبهانی هیچ تعلقی ندارم ودر میان بے مذهبان ومنافقان غریبم :- والسلام والکرامة حسین حلمی ایشیق استانبولی ٦ جمادی الثانی جمعه ١٣٩٦

این مکتوب حسین حلمی را من بنده عاجز عبد الواحد آسی پشتو سکنه لسته کفیل جاریده ضلع پشاور پاکستان حالا مدرس دار العلوم عربیه اسلامیه رزڑ کفیل جاریده بتاریخ ١٣ جمادی الثانی بروز پنجشنبه ١٣٩٦ از اردو شاید خود طبع کردم

M.A. wahid. Asi D. 17. 6. 76 —

دخول الناس في الجنات فضلا ... من الرحمن يا اهل الامال

اے امیدوار جنت میں لوگوں کا داخل ہونا (محض) اللہ تعالی کے فضل سے ہے

حساب الناس بعد البعث حق ... فكونوا بالتحرز عن وبال

اور (قیامت میں) زندہ ہونے کے بعد حساب کا ہونا حق ہے تمکو لازم ہے کہ (اس) وبال سے بچاؤ کی تدبیر میں رہو

ويعطى الكتب بعضا نحو يمنى ... وبعضا نحو ظهر والشمال

اور بعضوں کو نامۂ اعمال داہنی طرف سے دیے جاویں گے اور بعضوں کو پشت اور بائیں ہاتھ کی طرف سے

وحق وزن اعمال وجري ... على متن الصراط بلا اهتبال

اور اعمال کا وزن ہونا اور (پل) صراط کی پشت پر چلنا بلا شبہ حق ہے

ومرجو شفاعة اهل خير ... لاصحاب الكبائر كالجبال

اور اہل خیر کی شفاعت پہاڑوں جیسے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے امید کی جاتی ہے

کتابهای فارسی در کتبخانهٔ اشیق کتاب اوی

کتابهای بزبان اُردو در کتبخانهٔ اشیق کتاب اوی

İş bu (**Akâid-i nizâmiyye**) kitabının ofset ile birinci baskısı Işık Kitabevi tarafından 1976 senesinde basılmıştı. Şimdi ikinci baskısı yapıldı. Bu kitap, İmamı A'zâm Ebu Hanîfe hazretlerinin (**Fıkhı ekber**) ismindeki arabî kitabının farisi ve urdu dillerindeki tercemesidir. İslâm inanışlarını kısa olarak bildirmekdedir. Bu inanışlar arasında Peygamber efendimizin ana ve babasının ve dedelerinin îmanlı olup olmadıkları ele alınmış, îmanlı olduklarının vesîkalarla açıklanması, ayrıca ilâve edilmiştir. Kitabın içinde osmanlıca yazı hiç yoktur.

IŞIK KİTABEVİ